سیدنا غوث اعظم کی شان میں حدائق بخشش کی وصل اول تا چہارم کی عام فہم اور آسان اردو شرح

مقامِ غوثِ اعظم

اعلیٰ حضرت کی نظر میں

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

سیدنا غوثِ اعظم کی شان میں حدائقِ بخشش کی وصل اوّل تا چہارم کی عام فہم اور آسان اُردو شرح

مقامِ غوثِ اعظم

اعلیٰ حضرت کی نظر میں

از:- الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
مشتاق بُک کارنر
الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

نام کتاب	☆	مقامِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی نظر میں
مرتب	☆	مفتی غلام حسن قادری
ناشر	☆	مشتاق احمد
اہتمام	☆	سلمان خالد
پروف خوانی	☆	حافظ رضاء الحسن قادری
پرنٹرز	☆	اسلم عصمت پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	☆	گل گرافکس
قیمت	☆	روپے

استدعا

پروردگار عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاءاللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ (ناشر)

فہرست



انتساب

گم رضائش در رضائے مصطفےٰ زیں سبب شد نامِ اُو احمد رضا

عالمِ ربانی، فاضل لاثانی، کاشفِ اَسرار پنہانی، عارف سبحانی۔ جامع ہر علم وفن، دافع شرور وفتن، امام اہل سنن ۔ ماہر معقول ومنقول، کشتۂ عشق رسول، حاویٔ فروع و اصول۔ فقیہہ بے ہمتا، مفتی بے مثال ویکتا۔ امام اہل سُنّت، مجدد دین وملّت، عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، جلیل العظمت، کثیر البرکت۔ شیخ الاسلام والمسلمین، عمدۃ المحققین، تاج المدققین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سند المحدثین، سلطان الواصلین، وصّاف سید المرسلین، مدّاح حبیب رب السّماء والارضین، محبوب ونائب غوث العالمین۔

سموّ المکانۃ والمکان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

(محمدی، حنفی، مصطفوی، قادری) بریلوی، علیہ رحمۃ اللہ القوی

ہم نے کیا "احمد رضا" دیکھا تجھے ہر ذات مصطفیٰ دیکھا تجھے
حق تعالیٰ کی قسم "احمد رضا" نائب غوث الوریٰ دیکھا تجھے

گدائے درِ غوث ورضا
غلام حسن قادری

منقبتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

ہم نے کیا احمد رضا دیکھا تجھے سرِّ ذات مصطفیٰ دیکھا تجھے
آیت فضل خدا دیکھا تجھے رحمت رب وریٰ دیکھا تجھے
زبدۃ اہل تقا دیکھا تجھے عمدۃ اہل صفا دیکھا تجھے
کیا بتاؤں میں نے کیا دیکھا تجھے جو لکھوں اس سے سوا دیکھا تجھے
حق تعالیٰ کی قسم احمد رضا نائب خیر الوری دیکھا تجھے
شمع احیائے سنن پر روز وشب مثل پروانہ فدا دیکھا تجھے
زہد و تقویٰ میں بسر کی زندگی مہر چرخ اصطفا دیکھا تجھے
تجھ سے دین پاک نے پائی ضیا مشعل ضوءِ ہدے دیکھا تجھے
جان جب تک جسم میں باقی رہی ہم نے شیدا دین کا دیکھا تجھے
خلق میں جاری ترا بحر فیوض منبع لطف و عطا دیکھا تجھے
اہل بطلان کو دکھا دی راہ حق فی الحقیقت رہنما دیکھا تجھے
بھاگتے تھے تجھ سے اعدائے سنن پر توِ شیر خدا دیکھا تجھے
ہیبت حق تیرے چہرے سے عیاں قدرت رب العلیٰ دیکھا تجھے
مقتدا آکر ہوں تیرے مقتدی ہم نے ایسا پیشوا دیکھا تجھے
جان و دل سے ہوگیا تجھ پر فدا جس نے اے نوری ھدیٰ دیکھا تجھے
نجدیوں کے حق میں تھا تیر شہاب قاتل کل اشقیا دیکھا تجھے
اہل سنت کو بہت کچھ دیدیا گوہر بحر سخا دیکھا تجھے

خدمت مذہب میں کاٹی عمر سب ناصر دیں دائما دیکھا تجھے
بدعت و باطل کی گردن کاٹ دی سیف مسلول خدا دیکھا تجھے
شرک کی ظلمت کو تو نے کھودیا واقعی بدرالدجے دیکھا تجھے
اس زمان پُر فتن میں اے رضا استقامت سے بھرا دیکھا تجھے
گلشن مذہب کیا آراستہ بلبل باغ ہدیٰ دیکھا تجھے
کردیا ملت پہ قربان مال و جاں دین حق کا شیفتا دیکھا تجھے
کھودیا ہستی کو تو نے بہر حق شاہد دیں پر فدا دیکھا تجھے
ہو امام اہل سنت بالیقیں عالموں کا مقتدا دیکھا تجھے
مفتیٔ اکناف عالم تیری ذات مفتیوں کا پیشوا دیکھا تجھے
خدمت دینی ترا پیشہ رہا صابر ظلم و جفا دیکھا تجھے
مرحبا اے میرے مولا مرحبا گو ہر بحر ہدیٰ دیکھا تجھے
مشکلوں کو تو نے آساں کردیا اے رضا! مشکل کشا دیکھا تجھے
جام عرفانی پلا دیجے مجھے عارف رب الوریٰ دیکھا تجھے
درد فرقت کی دوا کردیجیے دار وئے دردِ عنا دیکھا تجھے
المدد اے شاہ اقلیم کرم دافع کرب و بلا دیکھا تجھے
ملتجی کیونکر نہ ہو تجھ سے گدا بیکسوں کا ملتجیٰ دیکھا تجھے
کشتی رنج و مصیبت کا شہا اہل حق نے ناخدا دیکھا تجھے

بندۂ محمود جاں نے اے رضا
مظہر ذات خدا دیکھا تجھے

(مولانا محمود جان رضوی جودھ پوری رحمۃ اللہ علیہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پیش لفظ

ہاتھ جب اٹھیں دعا کے لیے یاد رکھنا ہمیں خدا کے لیے

مکرم ومحترم جناب مشتاق احمد (مشتاق بک کارنر، لاہور) کی خواہش پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے مشہور زمانہ نعتیہ کلام "حدائق بخشش" جو بلا شبہ کلام الامام امام الکلام کا مصداق ہے کی شرح لکھنی شروع کی، اگرچہ پروگرام یہ تھا کہ چونکہ اس وقت تک حدائق بخشش کی صرف دو شروحات ملتی ہیں جن میں سے ایک حضرت مولانا صوفی محمد اول شاہ صاحب رضوی مدظلہ نے لکھی جو انتہائی مختصر (۱جلد میں) ہے اور دوسری شیخ القرآن محسن اہل سنت حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب دامت برکاتہ نے کی ہے جو بہت ہی مفصل (۲۵جلدوں میں) ہے لہٰذا ان دونوں کے بین بین بلکہ اول الذکر سے کچھ زائد ہو جائے اور زیادہ تر انہی سے استفادہ بھی کیا جائے۔ چنانچہ اس ارادہ سے جب لکھنا شروع کیا تو وصل چہارم تک سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک عظیم الشان گلدستہ تیار ہو گیا۔ مجبوراً یہ طے پایا کہ اس مجموعہ کا نام "مقام غوث اعظم رضی اللہ عنہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں" رکھ کر علیحدہ شائع کر دیا جائے۔ انشاء اللہ! حدائق بخشش میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں دیگر اشعار کی شرح اسی نام سے حصہ

دوم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق، حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نظر عنایت سے عنقریب ترتیب دی جائے گی تو گویا حدائق بخشش سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ و مقام پر دو جلدوں کا گلدستہ معرض وجود میں آجائے گا۔

میرے محبوب کے چرچے ہیں مہ پاروں کی دنیا میں

وصل اول چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر مشتمل ہے جس کے مقطع میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وسیلہ اور شفیع بنایا گیا ہے، اور آپ کی غوثیت اور ابن رسول علیہ السلام ہونے کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس لیے کتاب کے شروع میں نعت شریف بمعہ ترجمہ و تشریح لکھنا مناسب سمجھا گیا تاکہ حدائق بخشش کی ترتیب بھی برقرار رہے اور حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی عظمت وشان میں لکھی جانے والی کتاب کا آغاز نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوجائے گا۔ اس کتاب میں آپ کو دیگر مضامین کے علاوہ جہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ہر گوشے پر روشنی نظر آئے گی وہاں آپ کی کرامات وتصرفات، مجاہدات، تحصیل علم، تبلیغ دین، اشاعت اسلام اور جذبہ ایمانی کے ساتھ ساتھ دیگر اولیائے کرام کے حالات وواقعات، ان کی نگاہوں میں عظمت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور بالخصوص ایصال ثواب اور گیارہویں شریف وختم پاک کا مسئلہ کتاب کے آخر میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ نیز سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے چند نادر قصائد آپ کے اوراد وادعیہ اور اقوال وفرمودات سے بھی کتاب کو زینت بخشی گئی ہے۔

گرچہ من ناپاک ہستم دل بہ پاکان بستہ ام

انشاء اللہ زیر نظر کتاب عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدت مندان غوث اعظم واولیائے کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن کے لیے ہر لحاظ سے مفید اور بہتر ثابت ہوگی۔

سنی ام من نعرہ تکبیر ورسالت می زنم

دم زبوبکر وعمر، عثمان و حیدر می زنم
قادریم نعرۂ یا غوث اعظم می زنم
دم زشاہ احمد رضا خاں قطب عالم می زنم
سروریم نعرۂ سلطان باہو می زنم
دم زبو البرکات حضرت سید احمد زنم

طالب دعا
ذرۂ خاک راہِ طیبہ و بغداد
غلام حسن قادری

اعتذار

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا کلام بلا شک وشبہ اس مقولہ پر سو فیصد پورا اترتا ہے کہ "بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے"۔ اور ظاہر بات ہے کہ بادشاہ کا کلام سمجھنے میں مجھ جیسے گدا سے غلطی بھی ہو سکتی ہے میں اپنے ترجمے اور تشریح کو حرف آخر سمجھتا ہوں اور نہ ہی یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ میں کما حقہ اپنے اندر آپ کے کلام کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہوں، فوق کل ذی علم علیم ایک حقیقت مسلمہ ہے اور عقل کل ہونے کا دعویدار بھی نہیں ہوں غلطی اور خطا جیسے ہر انسان کا لازمہ ہے میں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوں، اہل علم حضرات سے توقع ہے کہ معنوی، تشریحی، ترکیبی وادبی اغلاط پر فراخدلی سے اصلاح فرما کر میدان تحریر کے ایک نووارد طالب علم کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ ذات میری اس حقیری کوشش کو قبول ومنظور فرما کر میرے لیے، میرے والدین کے لیے اور جملہ مومنین کے لیے بخشش کا سبب بنائے اور اہل اسلام، عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مفید ونافع بنائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

غلام حسن قادری

حمد باری تعالیٰ (۱)

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْکَوْنِ وَ الْبَشَرْ
حَمْدًا یَدُوْمُ دَوَامًا غَیْرَ مُنْحَصَرْ

(۲) وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الزَّاکِیَاتِ عَلٰی
خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُنْجِی النَّاسِ مِنْ سَقَرْ

(۳) بِکَ الْعِیَاذُ اِلٰھِیْ اِنْ اَسَا حُکْمًا
سِوَاکَ یَا رَبَّنَا یَا مُنْزِلَ النُّذُرْ

مشکل الفاظ اور ان کے معانی وتشریح

حمد: ذاتی خوبی کی وجہ سے کسی کا قابل تعریف ہونا۔ اسی لیے حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوتی ہے۔ مخلوق کی تعریف کے لیے مدح ونعت وغیرہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے علاوہ کسی کی کوئی خوبی وکمال اس کا اپنا ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کیا ہوا ہے۔ اہل علم نے حمد کی تعریف یوں کی ہے۔
هو الثناء باللسان على جميل الاختيارى سواء كان نعمة او غيره کہ حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی کی اختیاری خوبی پر زبان سے کی جائے چاہے نعمت اس کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو۔ لہٰذا اللہ نعمت دے یا بندے کو تکلیف میں رکھے۔ بندے کو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے رہنا چاہیے۔
الحمد لله على كل حال، جب کہ مدح کی تعریف یہ ہے کہ **هو الثناء باللسان على جميل الاختيارى او غيره**۔ اختیاری وغیر اختیاری کمال پر کسی کی تعریف کرنا جیسے کہا جاتا ہے **مدحت اللؤلؤ على صفائها**۔ میں نے موتی کی تعریف اس کی صفائی کی وجہ سے کی ہے۔ حمد ومدح کے ساتھ

ایک لفظ "شکر" بھی بولا جاتا ہے اس کی تعریف یوں فرمائی گئی۔ **الشکر فعل ینبئی عن تعظیم المنعم لکونه منعما۔** شکر ایک ایسا فعل ہے جو کہ نعمت دینے والے کی تعظیم کے طور پر معرض وجود میں آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمد متعلق کے لحاظ سے تو عام ہے کہ ضروری نہیں نعمت ملے تب ہی حمد کی جائے۔ اور مورد کے لحاظ سے خاص ہے کیونکہ صرف زبان سے ہی ادا کی جا سکتی ہے۔ اور شکر کا متعلق خاص ہے کہ نعمت ملنے پر شکر کیا جاتا ہے اور مورد کے لحاظ سے عام ہے کہ جیسے زبان سے شکر ادا کیا جاتا ہے اسی طرح دیگر اعضاء سے بھی بلکہ حسن اعتقاد اور قلبی محبت سے بھی۔

علم منطق کے لحاظ سے حمد وشکر میں "عموم خصوص من وجه" کی نسبت ہے کہ ایک مادہ اجتماعی اور دو افتراقی ہیں۔

اجتماعی مادہ (جہاں حمد بھی اور شکر بھی) کسی نے کسی کو کوئی شے دی تو جواب میں اس نے دینے والے کی زبان سے تعریف کی۔ اس میں حمد بھی ہے اور شکر بھی۔

مادۂ افتراقی (۱): نعمت ملنے پر منعم علیہ نے منعم کی زبان سے تعریف تو نہ کی لیکن کوئی ایسا کام کیا کہ جس کے ذریعے منعم کا شکریہ ادا کر دیا۔ اس جگہ شکر تو ہے مگر حمد کوئی نہیں۔

مادۂ افتراقی (۲): زبان سے حمد کی لیکن کسی نعمت ملنے پر نہیں بلکہ بے نعمت ملے، اس میں حمد تو ہے مگر شکر مفقود ہے۔

رَبّ: پالنے والا، بتدریج تربیت فرمانے والا اور ضرورت کے مطابق ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرمانے والا۔

دیکھو! اگر اللہ تعالیٰ ہماری پیدائش کے ساتھ ہی پوری زندگی کی ضروریات ہمارے سپرد فرما دیتا کہ تجھے اتنا پانی، ہوا، روشنی، غذا وغیرہ چاہیے۔ یہ لے لے۔ تو ہمارا کیا حال ہوا اور یہ نعمتیں ہم کہاں سنبھالتے پھرتے۔ اس نے کرم فرمایا ذخیرہ اپنے پاس ہی رکھا مگر ہمیں ہماری ضرورت کے مطابق ہر نعمت مہیا کرتا رہا۔

الکون : کائنات، جہان، عالم موجودات

البشر : انسان، آدم زاد اپنی کمال پر یال تہ رکھنے والا

یدوم : ہمیشہ، ہر زمانے میں

منحصر: محدود (متناہی)

غیر منحصر: لامحدود و غیر متناہی

افضل : سب سے بہتر وعمدہ

الصلوٰت: اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

الزاکیات: حکمت و دانائی سے بھرپور، پاکیزہ

خیر البریۃ: ساری مخلوق سے بہتر

منجی : نجات دہندہ

الناس : انسان

سقر: دوزخ

قرآن مجید میں ہے کہ جنت والے دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ ما سلککم فی سقر ٥ تمہیں کونسی چیز جہنم میں لے گئی؟ تو وہ جواب دیں گے لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین ٥ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ (المدثر ۴۲ تا ۴۴)

العیاذ: پناہ

اشا: جاری وساری

حکما : حکم کرنا

سواک : تیرے علاوہ

مُنزِلَ النُّذُرَ: ہر ایک کو اس کے حسب حال مرتبہ ومقام دینے والا

ترجمہ ومطلب اشعار

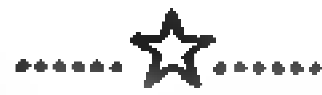
(۱) تمام تعریفیں (تمام حامدین کی، تمام زمانوں میں) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اس کی تعریف ایسی ہے کہ جو نہ ختم ہونے والی ہے۔

(۲) سب سے بہتر رحمت جو حکمت و دانائی سے پُر ہو، اس بابرکت ذات پر جو ساری مخلوق سے بہتر اور افضل واعلیٰ ہیں اور لوگوں کو جہنم سے بچانے والے ہیں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) میں تیری ہی پناہ کا طالب ہوں کیونکہ تیرے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا، تو مجھے اس مقام پر پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

الحمد لِلّٰہ : جملہ اسمیہ ہونے کی وجہ سے دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے اور چونکہ کسی ایک حامد کا ذکر نہیں ہو رہا لہٰذا تمام حامدین لکھا گیا۔ اور الف لام چاہے جنسی ہو یا استغراقی بہرحال ہر قسم کی حمد اس میں آجاتی ہے۔ مخلوق میں سے جس جس کی تعریف کی جاتی ہے وہ بھی بالواسطہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

لِلّٰہ میں پہلی لام نحوی قاعدے (اللام للاختصاص) کے مطابق حصر کا معنی پیدا کر رہی ہے یعنی اللہ ہی کے لیے۔



یا قیوم جل جلالہ　　یا حی جل جلالہ

حمد باری تعالیٰ (۲)

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدِ ۔۔۔ بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ
(۲) وَصَلَاتُهُ دَوَامًا عَلٰی ۔۔۔ خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ
(۳) وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ هُمْ ۔۔۔ مَاوٰى عِنْدَ شَدَآئِدِىْ
فَاِلَى الْعَظِيْمِ تَوَسُّلِىْ ۔۔۔ بِكِتَابِهٖ وَبِاَحْمَدٍ

مشکل الفاظ اوران کے معانی:

المتوحد: وحدہ لا شریک لہ، تنہا
جلال : شان وعظمت
المتفرِّد: بے مثل و بے مثال اور لاجواب وباکمال ذات (اللہ تعالیٰ)
الانام : کائنات، مخلوق
الال: اولاد، پیروکار، متبعین
الاصحاب: ساتھی، ہم مجلس
ماوٰی: پناہ گاہ، ٹھکانہ
شدائدی: سختیاں، مشکلات، مصائب

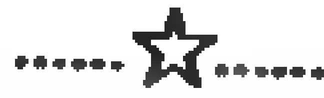
ترجمہ ومطلب اشعار

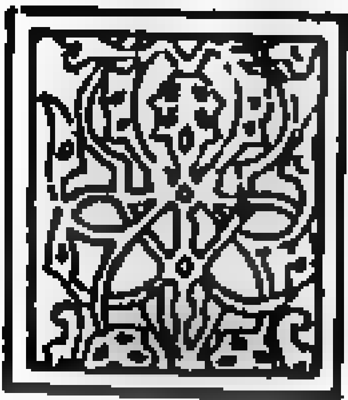
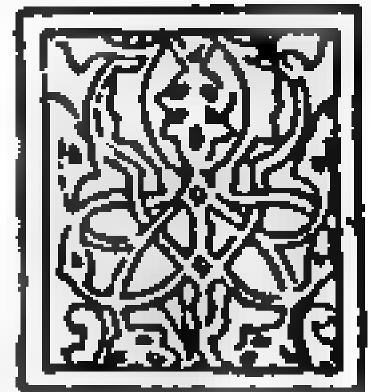
(۱) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی کے لیے ہیں جو اپنی عظمت وشان میں بے مثال ذات ہے۔

(۲) اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت ہمیشہ ہمیشہ اس کی مخلوق میں سے بہترین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی رہے۔

(۳) مشکلات و مصائب میں آپ ہی کی ال پاک اور صحابہ کرام ہمارے لیے جائے پناہ ہیں۔

(۴) مشکلات و مصائب میں اللہ کے محبوب علیہ السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن مجید) کو ہی میں بارگاہ خداوندی میں اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔



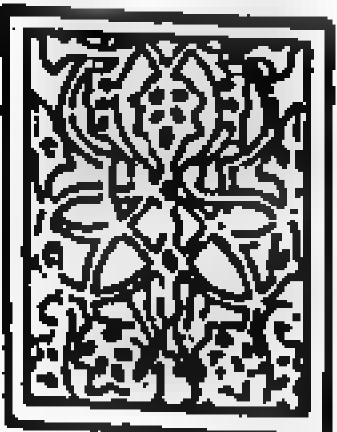
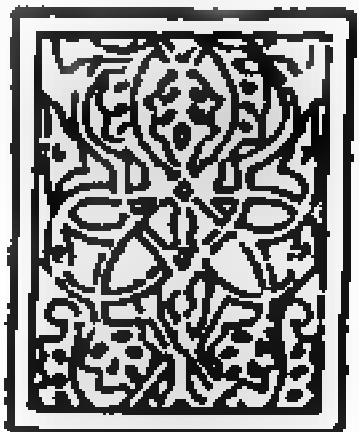



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

وصل اوّل

نعت شریف

ذریعہ قادریہ ۱۳۰۵ھ

(1) واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

تشریح:

واہ: کلمہ تحسین و تعجب یعنی کیا بات ہے، یا کیا کہنا آپ کے جود و سخا کا۔ گویا یہاں تعجب اظہار شان کے لیے ہے اور پھر اس پر دادِ تحسین "نور علیٰ نور" ہے

جود و کرم: سخاوت و مہربانی

شہ: یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بمعنی بادشاہ، یہ مضاف ہے اور بطحا مضاف الیہ

بطحا: مکہ مکرمہ

دوسرے مصرعہ میں پہلا "نہیں" بمعنی لا ہے اور دوسرا فعل مضارع کی نفی کے لیے ہے۔ یعنی جو بھی آپ کے پاس سائل آیا اس نے آپ کی زبان سے "لا" نہیں ہے، نہ سُنا

یہ شعر قرآنی آیت واما السائل فلا تنہر (الضحیٰ:۱۰) اور سائل کو نہ جھڑ کیے۔ اور حدیث نبوی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کی طرف اشارہ کررہا ہے، جو یہ ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اجود الناس و کان وما رد سائلا قط اجود من الریح المرسلۃ وما سئل عن شی فقال لا

حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ آپ کی سخاوت تیز آندھی سے بھی زیادہ جاری تھی (جیسے تیز ہوا ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اس طرح آپ کی سخاوت سے بھی کوئی محروم نہ رہتا تھا) آپ نے کبھی کسی سوالی کو خالی واپس نہیں لوٹایا

یعنی "لا" نہیں فرمایا (سوائے اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کے) کہ جاؤ میرے پاس نہیں ہے اگر موجود ہوتا تو دے دیتے ورنہ فرماتے میرا نام لے کر جو چاہے ادھار لے لو میں قیمت چکا دوں گا۔

زفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

ایک ایسے ہی موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! آپ کو اس بات کی تکلیف تو نہیں دی گئی (کہ پاس نہ ہو تو ادھار لے کر دیں) آپ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! دیتے جایئے اور عرش والے (رب) سے تنگ دستی کا خوف نہ کیجئے، آپ یہ سُن کر مسکرائے اور چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ (شمائل ترمذی)

الجود ما کان بغیر سؤال والکرم بسؤال

جود بے مانگے دینے کو کہتے ہیں اور کرم مانگنے پر عطا کرنے کو کہتے ہیں۔
ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں یہ دونوں صفات بطریق اتم موجود تھیں۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر (احد) پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے تو تین راتوں میں (ادائے قرض کے لیے رکھ کر باقی) سارا ر تقسیم کر دوں۔

ایک دن عصر کی نماز کا سلام پھیرتے ہی آپ گھر تشریف لے گئے اور جلدی ہی واپس تشریف لے آئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں صدقہ کا کچھ بچا ہوا سونا گھر میں رہ جانے کا خیال آیا تو میں نے اچھا نہ سمجھا کہ رات ہو جائے اور وہ سونا میرے گھر میں پڑا رہے اس لیے جا کر اس کو تقسیم کر دیا ہے۔

ے ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

سخاوت کا ایک یہ انداز بھی تھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر دی اور بعد میں بطور عطیہ اونٹ بھی ان کو واپس کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر کے اونٹ ان کے بیٹے کو ہبہ کر دیا۔

ے جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

حدیث کی کتابوں میں ان گنت واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے موجود ہیں جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا گیا ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ے فان من جودک الدنیا وضرتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

ے منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

ے آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہوا

O

(2) دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

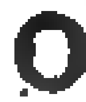
حل لغات وتشریح:

دھارے: جمع دھار کی بمعنی آبشار، موج دریا، بلندی سے گرنے والا پانی

ذرہ: باریک چیز جو کسی چیز سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دیتا ہے یعنی آپ کی سخاوت کی آبشاروں کا ایک قطرہ موجزن دریا کی طرح ہے اور آپ کا عطا کیا ہوا ایک ذرہ چمک میں گویا سخاوت کے آسمان کا ستارہ ہے

یہ شعر سورۃ الکوثر کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جس کو دوسری جگہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں



(3) فیض ہے یاشہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

حل لغات وتشریح:

تسنیم: جنت کی نہر جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

ومزاجه من تسنيم عينا يشرب بها المقربون O (المطففین)

اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ ہے جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے تسنیم جنت کی ایک نہر ہے جس کی لمبائی ایک مہینے کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے کناروں پر آسمان

کے ستاروں سے زیادہ کٹورے رکھے ہوئے ہیں جو ستاروں ہی کی طرح چمکدار ہیں، جو شخص اس نہر سے ایک بار پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور اس کا جام اس کو نصیب ہوگا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین سے محبت رکھنے والا ہوگا۔

تو شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ:

اے جنت کی نہر تسنیم کے مالک! آپ کی عطا بھی بڑی نرالی ہے کہ جس کا سمندر بے پیدا کنار خود پیاسوں کو تلاش کر کے ان کو سیراب کر رہا ہے یعنی ہوتا تو یہ ہے کہ پیاسا پانی کو تلاش کرتا ہے لیکن آپ کا دریائے فیض پیاسوں کو تلاش کر کر کے ان کو نوازتا ہے۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے



(4) اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

حلِ لغات وتشریح:

اغنیاء: جمع غنی کی بمعنی مالدار

باڑا: ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ چاردیواری یا خیرات بانٹنے کا مقام کہ جہاں سے ہر ایک کی جھولی بھری جاتی ہو اور کسی کو محروم نہ لوٹایا جائے

اصفیاء: جمع صفی کی بمعنی صاف دل والا، پرہیزگار

رستہ: اردو لفظ راستہ کا مخفف کبھی ہا کی جگہ الف لکھا اور بولا جاتا ہے۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ یارسول اللہ!

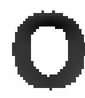
آپ کے در سے صرف فقیروں کو ہی نہیں مالداروں کو بھی نوازا جاتا ہے اور

بادشاہوں کو بھی تاج شاہی پہنایا جاتا ہے اور آپ کی گزرگاہ ایسا راستہ ہے جہاں اللہ کے مقبول بندے سر کے بل چلنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں رہ کر جوتا نہیں پہنا کہ کہیں سرکار کے پائے انور کی جگہ میرا جوتا نہ آ جائے، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ نے مدینہ شریف میں قیام کے دوران گیارہ دن تک بول وبراز اور ہوا کا اخراج نہ فرمایا جب بھی ضرورت پڑی مدینہ شریف سے باہر آ کر قضائے حاجت فرمائی۔

؎ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حدیث کی کتب صحابہ کرام کے ادب و احترام کے واقعات سے بھرپور ہیں جس کا انکار کوئی ضدی اور ہٹ دھرم ہی کر سکتا ہے جس کو خلاصۃً یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

؎ ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا



(5) فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حل لغات وتشریح:

فرش والے: زمین والے
شوکت: رعب ودبدبہ

خسروا: (عظمت وشوکت، یہاں یہی مراد ہے) یا خسرو! ایک بادشاہ کا نام اگرچہ یہاں مطلقاً بادشاہ کے لیے بولا گیا ہے جب کہ الف ندا کا ہے یعنی اے خدا کی خدائی کے بادشاہ

پھریرا: جھنڈا، علم

یارسول اللہ! آپ کی عظمت کے جھنڈے تو عرش پہ لہرا رہے ہیں، ان فرش والوں کو کیا پتہ آپ کی عظمت وشان کیا ہے۔

قرآنی آیت ورفعنا لک ذکرکO (الانشراح:۴)

ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا۔ اور حدیث قدسی اذا ذکرت ذکرت معی ۔ جہاں اور جب میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا، کو سامنے رکھیں اور پھر سرکار دو عالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت بروایت مواہب لدنیہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور کا جھنڈا بدست جبریل امین علیہ السلام کعبہ کی چھت پر لگوایا، ایک مشرق میں ایک مغرب میں یا بروایت دیگر ایک بیت المقدس پر ایک زمین وآسمان کے درمیان، ایک حضرت آمنہ کے گھر پر اور ایک آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر جو خانہ کعبہ کی بالکل سیدھ پر ہے اور خانہ کعبہ جیسی ہی عمارت ہے۔

اب جھوم کر پڑھیں

؎ خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

O

(6) آسماں خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

حل لغات وتشریح:

خوان: دسترخوان جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے

زمانہ: وقت، جہان، یہاں مراد کل کائنات ہے

لقب: وصفی نام

صاحب خانہ: گھر والا، میزبان

یا رسول اللہ! یہ آسمان اور یہ زمین آپ کے دستر خوان ہیں جن پر سارے جہانوں کو باعزت روزی مل رہی ہے اور میزبان آپ کی ذات بابرکات ہے، گویا کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ ہی کے دست کرم کی عطا ہے

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ما اتکم الرسول فخذوہ (الحشر:۷)

میرا رسول جو کچھ بھی تمہیں دے، لے لیا کرو۔

حضور علیہ السلام ہی کے دربار سے کسی کو جنت مل رہی ہے کسی کو ایمان، کسی کو ہدایت، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو آنکھ اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت بھی اور پھر جنت میں حضور علیہ السلام کا قرب بھی۔ آپ نے فرمایا مجھے ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ مجھے دیتا اللہ ہی ہے مگر تقسیم میں ہی فرماتا ہوں۔ نیز فرمایا اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلیں۔

اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں خصائص کبری صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ میں ہے۔ ان اکرم خلیفۃ اللہ ابو القاسم. صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیشک حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ کا کام ہی یہ ہے کہ اصل شہنشاہ کی دولت و نعمت کو رعایا تک پہنچاتا ہے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے بچوں کی یتیمی کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں رونا رویا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فکر نہ کر انا ولیھم فی الدنیا والاخرۃ ۔ دنیا کیا آخرت میں ہی میں بھی ان کو سنبھالنے والا ہوں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

O

(7) میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

حلِ لغات وتشریح:

یہ شعر فصاحت وبلاغت کی جان ہے اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی قادر الکلامی پر بطریق اتم دال ہے کہ اس میں قرآن مجید والا اسلوب اپنایا گیا ہے وہ اس طرح کہ ایک دعویٰ پر دلیل لائی گئی پھر اس دلیل کو دعویٰ بنا کر آگے اس دعویٰ کی دلیل لائی گئی جس طرح الحمد للہ دعویٰ ہے اور رب العالمین اس کی دلیل ہے پھر یہ پورا جملہ دعویٰ ہے اور اس سے اگلا جملہ اس کی دلیل ہے۔ اسی طرح ''میں تو مالک ہی کہوں گا'' دعویٰ ہے اور ''مالک کے حبیب'' اس کی دلیل ہے پھر یہ پورا مصرعہ دعویٰ اور دوسرا مصرعہ اس کی دلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء (آل عمران:۲۶)

اے حبیب ﷺ! آپ یوں عرض کیا کریں اے اللہ! تو ہی ملکوں کا مالک ہے، جس کو تو چاہے اپنا ملک عطا فرما دے۔

جب حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے (یا غزوہ خندق کے موقع پر) اپنی امت کو ملک فارس وشام ملنے کا وعدہ کیا تو منافقین و یہود نے اس کو بڑا عجیب جانا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن)

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضور علیہ السلام کے غلاموں کی ان ملکوں پر حکومت ہوئی، اور تورات میں اللہ تعالیٰ نے جو غیب کی خبر دی تھی وہ پوری ہوئی، **وملکہ بالشام** (مشکوٰۃ) کہ میرے حبیب کی حکومت شام

میں بھی ہو گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطیت الکنزین الاحمر والابیض (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۱۲) مجھے سرخ و سفید (ساری دنیا) کا مالک بنادیا گیا۔ ایک مقام پر فرمایا اوتیت مفاتیح کل شی (خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۹۵، جلد ۱)

مجھے ہر شئے یعنی ہر نعمت کے خزانے کی کنجی دی گئی۔

نہ صرف ساری دنیا کا بلکہ فرمایا: والکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۱۴) قیامت کے دن بھی ساری عزتیں ساری چابیاں اور حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

''حبیب اللہ'' کا بابرکت جملہ خود حضور علیہ السلام نے اپنے لیے ارشاد فرمایا الا وانا حبیب اللہ ولا فخر (مشکوۃ المصابیح) حضور علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے لیے عاشق و معشوق کا لفظ نہیں بولنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک حقیقی ہے اور ہمارے آقا اللہ کے محبوب ہو کر ہر شے کے مالک مجازی ٹھہرے، کیونکہ

؎ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(8) تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حل لغات و تشریح:

قدموں میں ہونا: صحبت و خدمت میں رہنا ہے
غیر کا منہ دیکھنا: آپ کے غلاموں کی شان استغناء بیان فرمائی گئی
نظروں پر چڑھنا: پسند آجانا
چڑھے: سجے، جچے

تلوا: پاؤں کے نیچے کا حصہ یا پنجہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ۔

یارسول اللہ! جو خوش نصیب آپ کی بارگاہ کا لنگر کھانے والے ہیں وہ تو دنیا کے بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتے کیونکہ جس نے آپ کا قدم مبارک دیکھ لیا بھلا وہ پھر کسی حسین سے حسین کا پرکشش چہرہ دیکھنا بھی کب قبول کرے گا۔

؎ ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو ایسی بابرکت صفات عطا فرمائیں کہ جو شخص ایک بار آپ کی غلامی میں آجاتا آپ کی بارگاہ سے اس کو وہ پیار ملتا کہ وہ ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت کو بھی بھول جاتا۔

کتب احادیث میں اس قسم کے بے شمار واقعات میں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا وجد آفرین واقعہ اس کے ثبوت کے لیے کافی ووافی ہے جنہوں نے کھلے لفظوں میں اپنے چچا اور باپ کو فرمادیا کہ

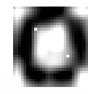
؎ کہ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا انفضوا من حولك ۔(آل عمران:۱۵۹)

اے محبوب (ﷺ)! یہ تیرے رب کریم کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ کو اس نے نرم دل بنایا ہے اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو (آپ کے غلاموں کا ہجوم آپ کے پاس نہ ہوتا بلکہ) یہ آپ سے دور بھاگتے۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر بچھا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں



(9) بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

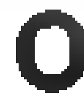
حل لغات وتشریح:

بحر: دریا و سمندر
سائل (اول): سیلان سے ہے بمعنی بہنے والا، جاری و ساری مراد آقا کریم علیہ السلام ہیں
سائل (دوم): سوال سے ہے بمعنی منگتا، مراد غلام مصطفیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ
کلیجا: دل اور جگر
بجھانا: تسلی دینا، سیراب کرنا اور حاجت پوری کرنا
چھینٹا: چلو بھر پانی یا چند قطرات

یارسول اللہ! میں اپنی پیاس بجھانے کسی سمندر یا دریا کے پاس کیوں جاؤں کیا آپ کی رحمت کے دریا کا چھینٹا میری پیاس بجھانے کے لیے کافی نہیں ہے؟ جب حضور علیہ السلام رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل راحم ہے یعنی رحم فرمانے والا۔ تو زندہ ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ با اختیار ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ ایک ایک امتی کے حالات سے باخبر ہوں گے (کہ کس کو میرے رحمت کی ضرورت ہے) تو رحم فرمائیں گے اور ہر ایک کے پاس آسکتے (حاضر و ناظر) ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ اور جب رحمۃ للعالمین ہیں نص قطعی ہے تو حاضر ناظر ہونا۔ غیب کا جاننا (اللہ کی عطا سے) با اختیار یا مختار کل ہونا اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام عقائد خود بخود ہی ثابت ہو گئے۔ جس کا انکار پہلے لوگوں میں سے تو کسی کو بھی نہ تھا اس دور میں

نام نہاد توحید کے ٹھیکیداروں کے یہ پسندیدہ موضوعات ہیں۔ ان سے پوچھو اگر کوئی شخص تم پر رحم کرنا چاہے مگر تم سے دور ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ تمہیں اس کی رحمت کی ضرورت ہے تو کیا خاک رحم کرے گا اور اگر پتہ تو ہے مگر آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتا، پہنچ بھی سکتا ہو مگر مجبور ہے کچھ کر نہیں سکتا یا ویسے ہی مر کے مٹی ہو گیا تو تم پر کیسے رحم کرے گا۔ لہٰذا یہ عقیدہ غلط ہے کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا؟ (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی)

محبوب خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے
اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے
واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے



(10) چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حل لغات و تشریح:

چور: چوری کرنے والا مجرم چور کہلاتا ہے جس کا کام لوگوں کی نظروں سے چھپنا ہوتا ہے

یاں: یہاں کا مخفف ہے، انوکھا، نرالا

ساری دنیا میں یہی دستور ہے کہ "چور" افسروں اور پولیس والوں سے چھپنے کی کوشش میں ہوتے ہیں مگر بارگاہ رسالت کا معاملہ اس کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو خود اپنے حبیب کی بارگاہ میں بھیج رہا ہے۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک (النساء:٦٤)

جب اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (بخشش کے لیے) تیری بارگاہ میں آ جائیں۔

(اللہ معاف بھی فرمائے گا رحمت بھی عطا کرے گا)
گویا مجرموں کو بھی اگر پناہ ملتی ہے تو دامن رحمۃ للعالمین میں ملتی ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز میں

تفسیر قرطبی و مدارک میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے تو فرطِ جذبات میں قبر انور پہ لیٹ گیا اور سر میں مٹی ڈال کر قرآن مجید کی مذکورہ آیت پڑھتا اور ساتھ عرض کرتا یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے اور اللہ کے حکم کو پڑھ کر آپ کی بارگاہ میں آ گیا ہوں تا کہ میری بخشش ہو جائے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں فنودی من المرقد غفر لک .
قبر انور سے آواز آئی جا تیری بخشش ہو گئی۔
حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے پاپیوں کے لیے ہے۔

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون
اِک اِک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

آپ کی عطا کے انداز بھی عجیب ہیں ایک دیوانہ بیس سال سے بلا اجازت مدینہ پاک میں رہ رہا تھا ایک دن نجدیوں نے پکڑ لیا اور پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ تو اس نے کہا آؤ تمہیں اپنا کفیل بتاؤں، روضہ پاک کے پاس جا کر کہتا ہے ھذا کفیلی یہ ہے میرا کفیل، انہوں نے پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

(11) آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

حل لغات وتشریح:

آنکھیں ٹھنڈی ہونا: پریشانی دور ہو اطمینان قلب حاصل ہو
جگر تازہ ہونا: دل باغ باغ ہونا
جانیں سیراب ہونا: روحانی سکون ملنا
سچے سورج: حقیقی اور اصلی آفتاب (آسمان نبوت کے نیر تاباں)
دل آرا: دل کو آراستہ اور روشن کرنے والا
اجالا: روشنی

یارسول اللہ! آپ وہ حقیقی آفتاب نبوت ورسالت ہیں کہ آپ کے نور سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور نصیب ہوتا ہے، روح کو سکون ملتا ہے اور جگر ٹھنڈا ہوتا ہے۔

جہاں حضور علیہ السلام کو قرآن مجید میں ''سرا جا منیرا'' فرمایا گیا یعنی روشن و منور کرنے والا سورج۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ''ذکرا رسولا'' فرما کر سراپا ذکر بھی قرار دیا ہے اور حدیث شریف میں فرمایا گیا **بذکر اللّٰہ ای بذکر محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم و اصحابہ رضی اللّٰہ عنہم اجمعین** ۔ کہ آپ کی ذات گرامی اور آپ کے صحابہ کرام کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملنا خود قرآن مجید کے اندر مذکور ہے فرمایا:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب ٥

خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون واطمینان ملتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا انا امنۃ لاصحابی میں اپنے ساتھیوں کے لیے باعث سکون اور سبب اطمینان ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کے لیے آپ کا ذکر خیر اگر چین وسکون ہے تو سارے

عالم میں اجالا بھی آپ ہی کے دم قدم سے ہے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

O

(12) دل عبث خوف سے پتا سا اُڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

حل لغات وتشریح:

عبث: بے فائدہ، بے کار
خوف: آنے والے حالات کی پریشانی
پتا: درخت کا پات (پتہ)
سا: (حرف تشبیہ) مثل، طرح
اُڑا جاتا: پریشان وپراگندہ ہونا
پلّہ: ترازو کا ایک پلڑا
بھروسا: آسرا

یارسول اللہ! اگرچہ میرا دل قیامت کے دن اعمال تولے جانے کے خوف سے پتے کی طرح اُڑ رہا ہے (پریشان ہو رہا ہے) مگر اس کا اس قدر ڈرنا فضول ہے کیونکہ اگرچہ میرے اعمال کا پلّہ ہلکا ہی سہی مگر آپ کی شفاعت کا آسرا تو ہلکا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولسوف یعطیک ربک فترضی O (الضحیٰ:۵)

آپ کا رب آپ کو اتنا نوازے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

لا ارضیٰ وواحد من امتی فی النار. (تفاسیر)
میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

O

(13) ایک میں کیا؟ میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

حل لغات وتشریح:

عصیاں: گناہ، نافرمانیاں
حقیقت: اصلیت
کتنی: کس قدر، کیا حیثیت
سو لاکھ: ایک کروڑ۔ مراد ہے بے حساب، لاتعداد، بے شمار
کافی ہے اشارہ تیرا: آپ کا اشارہ ہی کافی ہے

یارسول اللہ! میرے گناہ جتنے بھی سہی (آپ کی شفاعت کے سامنے) ان کی حیثیت ہی کیا ہے، اور نہ صرف میں بلکہ میرے جیسے کروڑوں گنہگاروں کے لیے تو آپ (کی شفاعت) کا ایک اشارہ بھی کافی ہے۔

لاتعداد احادیث مبارکہ جو ہم جیسے پاپیوں کو شفاعت کا مژدۂ جانفزاء سنا رہی ہیں وہ ہمارے لیے سرمایۂ حیات ومایۂ نجات ہیں۔

کسی کو ناز ہوگا بس اطاعت کا عبادت کا
ہمیں تو بس سہارا ہے محمد کی شفاعت کا

O

(14) مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ، ہائے نکمّا تیرا

حل لغات وتشریح:

مفت: بلاقیمت (فارسی)

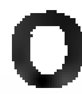
ہائے: افسوس کا کلمہ

نکما: بے کار

یارسول اللہ! آپ نے بغیر عمل کے اللہ کی نعمتیں عطا فرمائیں جس سے مجھے مفت کھانے کی عادت پڑگئی اور اب مرنے کے بعد فرشتے مجھ ناکارہ سے اعمال صالحہ کا تقاضا کررہے ہیں۔ ہائے میں کیا کروں؟

یعنی میرے پلّے تو سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی امید کے کچھ بھی نہیں اپنی نے کار زندگی پر افسوس ہے اب آپ ہی آخرت میں مجھ ناکارہ کی مدد فرمائیں تاکہ آخرت کی زندگی آپ کی شفاعت کی برکت سے رسوائی سے بچ جائے۔

قرآن مجید میں جہاں یہ فرمایا گیا کہ کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا وہاں ''کوئی'' سے مراد بت ہیں اور ''کسی'' سے مراد کافر ہیں کہ بت کافروں کی شفاعت نہیں کرسکیں گے کیونکہ کافر بھی جہنم کا ایندھن ہیں اور ان کے معبودان باطلہ بت بھی۔ ورنہ اہل ایمان جتنے بھی گنہگار ہوں گے اللہ کے محبوب کی شفاعت کے ساتھ آخر کار جنت میں جائیں گے بلکہ علماء، حفاظ، قرآء، شہداء، صالحین، قرآن اور رمضان بھی شفاعت کریں گے۔



(15) تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حل لغات وتشریح:

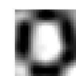
غیر: بیگانہ
ٹھوکر: پاؤں سے مارنا۔ مراد ہے ذلت ورسوائی
نہ ڈال: سپرد نہ کر، دوسروں کا محتاج نہ کر
جھڑکیاں: ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت
صدقہ: خیرات وبخشش

یارسول اللہ! ہم تو آپ کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہیں، ہمیں اپنے قدموں سے ہٹا کر دوسروں کے دروازوں پر ٹھوکریں کھانے کی ذلت سے بچالیں۔ اپنے دربار سے ہٹا کر غیروں کی ڈانٹ ڈپٹ کے حوالے نہ کیجئے۔

اس شعر سے قرآن مجید کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کو نوازنا اور ان کی جھولیاں بھرنا مذکور ہے اور حضور علیہ السلام کا در چھوڑنے والوں کی ذلت و رسوائی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

ان اغنهم الله رسوله من فضله (القرآن)
اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

؎ وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا
وہ جو اس در کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا



(16) خوار و بیمار خطاوار گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

حل لغات وتشریح:

خوار: ذلیل ورسوا
خطاوار: مجرم وبدکار

رافع: بلند کرنے والا

نافع: نفع پہنچانے والا، مفید

شافع: سفارش و شفاعت کرنے والا

لقب: وصفی نام جو اچھائی کی وجہ سے کسی کا پڑ جائے

آقا: مالک و حاکم (فارسی)

یارسول اللہ! اگرچہ میں گنہگار و سیاہ کار ہی مگر آپ تو گرتوں کو اٹھانے والے، بیماروں کو اپنی نگاہ کرم سے اچھا کرنے والے، فیض رساں اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے (جیسے) بابرکت نام رکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کس نے بنایا؟ عمر کو فاروق اعظم کس نے بنایا؟ عثمان غنی کو ذوالنورین کس نے بنایا، ؟علی المرتضیٰ کو شیر خدا و حیدر کرار کس نے بنایا؟ بے زر کو بوذر کس نے بنایا اور حبش کے بلال کو رشک قمر کس نے بنایا؟ صرف و صرف آپ کی ذات نے۔ اس لیے

؎ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

O

(17) میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

حل لغات وتشریح:

تقدیر: قسمت، نصیب

بھلی: بہتر، اچھی

محو: مٹادینا

اثبات: ثابت کرنا

دفتر: رجسٹر، مراد ہے لوحِ محفوظ
کڑوڑا: قبضہ واختیار

یارسول اللہ! میری قسمت اگر خراب ہے تو آپ بگڑی بنانے والے ہیں اور قضاوقدر پہ آپ کا قبضہ ہے، میری بُری قسمت کو اچھی کر دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ دُعا سے تقدیر بدل دیتا ہے الدعاء یرد القضاء (مشکوٰۃ المصابیح) دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، اپنے نیک بندے کی درخواست پر عطا فرمادیتا ہے لئن سالنی لا عطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ (بخاری شریف) اگر میرا بندہ مجھ سے (اپنے لیے یا کسی کے لیے) مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو پناہ بھی عطا کرتا ہوں۔

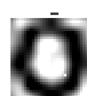
ایک حدیث شریف میں ہے:

رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللّٰہ لا برہ (صحاح ستہ) میرے کئی بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کے بال بکھرے اور غبار آلود ہوتے ہیں، دروازے پہ بھی کوئی نہیں کھڑا ہونے دیتا لیکن اگر اللہ کے نام کی کسی بات پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرمادیتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ لکھ سکتا ہے تو مٹا بھی سکتا ہے۔

یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت (الرعد:۳۹) اللہ جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔

تقدیر مبرم تو نہیں ٹلتی نہ ہی اس کو ٹالنے کی کوئی نبی یا ولی دعا کرتا ہے اگر کوئی کرنا چاہے تو اللہ اس کو روک دیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط پہ عذاب ٹلنے کی دعا سے روکا گیا یا ابراھیم اعرض عن ھذا۔ تقدیر معلق کا ٹل جانا دعا یا کسی اور وجہ سے متفق علیہ ہے جب کہ تقدیر معلق شبیہہ بالمبرم۔ ایک وہ ہے جس پر فرشتوں کو اطلاع دی گئی اور اس کو لوح محفوظ میں ظاہر کر دیا گیا اور دوسری وہ جس پر فرشتوں کو مطلع نہیں کیا گیا، اس میں بھی تبدیلی کا احتمال ہے

اور اس کے بارے میں بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اگر چاہوں تو اس میں تبدیلی کا حق رکھتا ہوں (تفصیل کے لیے دیکھئے مکتوبات شریف، صفحہ ۳۶۷)



(18) تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

حل لغات وتشریح:

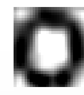
میل: مٹی جو بدن پر لگ کر جسم کو میلا کچیلا کر دیتی ہے یہاں گناہوں کی سیاہی اور حجابات مراد ہیں

دھلیں: صفائی ہو جائے

یارسول اللہ! آپ کی مہربانی سے میرا دل گناہوں کی آلودگیوں سے صاف ہو سکتا ہے، کیونکہ آپ کے تو گناہ قریب بھی نہیں آسکتا کیونکہ آپ سید المعصومین ہیں پھر آپ کا دل بھلا کیسے میلا ہو سکتا ہے۔

آپ کی چاہت سے قبلہ تبدیل ہو جاتا ہے فلنولینک قبلۃ ترضٰھا (القرآن) آپ اگر چاہیں تو پتھر کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ چلیں (بخاری) اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلد فرماتا ہے (حضرت عائشہ کا فرمان صحاح ستہ میں) ان ربک لیسارع فی ھواک، لوشئت لسارت معی جبال الذھب (او کما قالت رضی اللہ عنھا) جیسے آپ کی رضا ویسے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے واللّٰہ ورسولہ احق ان یرضوہ آپ کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ان اللذین یبایعونک انما یبایعون اللہ آپ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ اسی طرح آپ کی چاہت سے ہم گنہگاروں کا ہر کام آسان ہو سکتا ہے۔

؎ کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض
جس طرف رُخ وہ موڑ دیتے ہیں
جس طرف وہ نظر نہیں آتے
ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں



(19) کس کا منہ تکئے، کہاں جائیے، کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

حل لغات وتشریح:

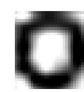
تکنا: دیکھنا، حسرت ومایوسی کے عالم میں کسی کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھنا

پالا: پرورش کیا ہوا

یارسول اللہ! آپ جیسے بندہ پرور کو چھوڑ کر کس کی طرف للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھوں اور اپنے دکھڑے سنانے کے لیے کس کے در پہ جاؤں کیونکہ سوائے مایوسی کے مجھے کسی سے اور کیا مل سکتا ہے؟ آپ کا یہ ناکارہ غلام جو آپ ہی کے ٹکڑوں پر پلا ہوا ہے ان حالات میں آپ کے قدموں میں مر تو سکتا ہے مگر آپ کا در چھوڑ کر غیر کے در جائے یہ غداری مجھ سے نہیں ہوسکتی۔
اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کے غلاموں کو اپنے دُکھڑے سنانے کے لیے اپنے محبوب علیہ السلام کے دراقدس کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک...... الخ (النساء:٦٤)

؎ مجرم بلائے آئے ہیں جَـــــــاءُوكَ ہے گواہ
پھر رد ہو کیا یہ شان کریموں کے در کی ہے



(20) تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

حل لغات وتشریح:

جماعت: گروہ۔ مراد ہے سواد اعظم اہل سنت وجماعت

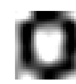
پھرتا ہے: واپس ہوتا ہے

عطیہ: انعام وبخشش

یارسول اللہ! یہ آپ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے مجھے (جنتی جماعت) اہل سنت میں قبول فرمایا ہوا ہے، جو آپ کا بہت بڑا انعام ہے اور کریم وسخی دیا ہوا انعام واپس نہیں لیتے۔

مفسرین نے یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (ال عمران:۱۰۶) کے تحت لکھا ہے کہ جن لوگوں کے چہرے قیامت کے دن چمکتے ہوں گے وہ اہل سنت وجماعت کے عقائد کے حامل لوگ ہوں گے جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کے پوچھنے پہ فرمایا ما انا علیہ واصحابی ،صراط مستقیم والے (جنتی) وہ ہیں جو کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔

؎ اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی



(21) موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

حل لغات :

تلخ: کڑوی (فارسی) مراد ہے بہت بڑی آفت و مصیبت

زہرابہ: مرکب ہے زہرا اور آب سے بمعنی زہر والا پانی، آخر پہ ھا مختفی ہے جو اپنے ماقبل پہ حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے جیسے قرآن پاک میں ھا سکتہ ہے،

ناب: خالص، اصلی، زہرابہ ناب کا معنی ہوا خالص زہر آلود پانی

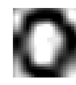
تلووں: پاؤں

غسالہ: دھون یعنی وہ پانی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدموں کو دھویا، اس پانی کو ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آب حیات لکھا ہے

؎ جس کے قدموں کا دھودن ہے آب حیات

یارسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ موت بہت بڑی آفت اور خالص زہریلے پانی کی طرح ہے لیکن اس کی کڑواہٹ کو اگر کوئی شے مٹھاس میں بدل سکتی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے اترنے والا پانی ہے، کاش! مجھے کوئی حضور علیہ السلام کے قدموں کا دھون لادے تاکہ قبر میں موت کے وقت پیے جانے والے زہریلے اور کڑوے پانی کا زہریلا پن اور کڑواہٹ دور ہو جائے۔ اس لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو کے مستعمل پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے (بخاری شریف) اور حضور علیہ السلام کے تبرکات کو سنبھال کر رکھتے اور بعد از وفات قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت فرماتے کیونکہ ان سے موت کی تلخی ختم ہو جاتی ہے اور موت ریحانۃ الجنۃ جنت کا پھول بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو گھر والے رو رہے ہیں اور آپ مسکرا رہے ہیں کہ آج میں حضور کی بارگاہ میں جانے والا ہوں ۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست



(22) دور کیا جانئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

حل لغات وتشریح:

کیا جانیے: کیا معلوم
کیسی گزرے: کیسی مصیبت آجائے
در: دروازہ
بیکس وتنہا: بے یارومددگار

یارسول اللہ! کیا معلوم آپ کے درِاقدس سے دور جاؤں تو کن مصیبتوں میں پھنس جاؤں لہٰذا آپ کا گنہگار اور بے یارومددگار امتی آپ کے ہی در پر پڑا پڑا کیوں نہ مرے تاکہ قبر وحشر کی ہلاکتوں سے بچ کر ہمیشہ کا سکون پالے؟

اس شعر میں مدینہ شریف کی موت کی آرزو کی گئی ہے جس کی ترغیب اللہ کے محبوب علیہ السلام نے خود دی۔

من مات بالمدینہ کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ (خلاصۃ الوفاء)

مدینہ میں مرنے والے کی میں آپ شفاعت کروں گا۔

ایک حدیث میں فرمایا:

من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع من یموت بھا: (مشکوٰۃ المصابیح)

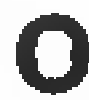
جس سے ہوسکے کہ وہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ شریف میں ہی مرے کیونکہ مدینہ میں آکر مرنا تمہارا کام ہے اور تمہاری شفاعت کرکے تمہیں اللہ سے

بخشوالینا میرا کام ہے۔
ایک جگہ فرمایا: جو مدینہ میں مرے گا میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔
(عقیدہ درست ہونا ہر فضیلت کے لیے شرطِ اولین ہے)۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

(مدینہ شریف کے فضائل احقر کی کتاب "شان مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ بلفظ آنا" میں تفصیلاً پڑھیں)

جب مدینے کی بات ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے
وہ مدینے کی رات ہوتی ہے



(23) تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حل لغات وتشریح:

تیرے صدقے: آپ پہ قربان یا آپ کے طفیل
اِک: ایک کا مخفف
بوند: قطرہ
اچھوں: اچھے لوگ
جام: پیالا
چھلکتا: لبریز، بھرا ہوا

یارسول اللہ! میں آپ پہ قربان ہو جاؤں یا جس دن آپ کے طفیل نیک لوگوں کو آپ اپنے ہاتھوں سے جام کوثر بھر بھر کر پلا رہے ہوں گے میرا کام تو آپ کے ہاتھوں سے کوثر و سلسبیل کی ایک بوند ہی بنا دے گی۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں؟ فرمایا میں ان تین مقامات میں سے کسی مقام پہ تمہیں مل جاؤں گا

(۱) پل صراط پہ (اپنی امت کو وہاں سے پار کرا کے جنت میں لے جانے کے لیے)۔

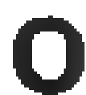
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

(۲) میزان پہ (جہاں امت کے اعمال تل رہے ہوں گے اور میں نگرانی کر رہا ہوں گا کہ جس کا سودا تولا جائے وہ وہاں موجود ہوتا ہے)۔

(۳) حوض کوثر پہ (اپنی امت کو جام بھر بھر کے پلا رہا ہوں گا)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بوند جب آپ عطا فرمائیں گے تو آپ کی توجہ میری طرف ہو گئی تو بس توجہ سے ہی کام ہو جائے گا کیونکہ آپ کی توجہ جدھر ہو گی خدا کی توجہ بھی ادھر ہی ہو گی اس لیے کسی نے کہا۔

تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی
تیری نظر نہ ہو تو قیامت ہے زندگی



(24) حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

حل لغات وتشریح:

حرم: مکہ شریف

طیبہ: مدینہ شریف

بغداد: باغ دادا کا، مخفف ہے (انصاف کا باغ، عراق میں ایک باغ تھا جہاں نوشیرواں اپنی کچہری لگا کر عدل وانصاف کرتا تھا) بغداد شریف شہر مراد ہے

جدھر: جس طرف

جوت: نور، اجالا، شعاع

چمک: چھٹنا، ظاہر ہونا

یارسول اللہ! مکہ ہو یا مدینہ یا بغداد (یا کوئی بھی مقدس مقام) جدھر بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا جائے آپ ہی کے نور کے جلوے نظر آرہے ہیں۔

۔ داتا ہجویری ، لاثانی ، مہر علی خواجہ ہند الولی، میراں غوث جلی
کیسے کیسے دیئے میرے محبوب نے یہ نگینے ہمیں روشنی کے لیے

حضور علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے محبوب ہیں۔ حضور نبی الثقلین ہیں، غوث پاک ولی الثقلین ہیں، ہماری جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول الکونین ہیں اور ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث الکونین ہیں۔ محبوب خدا علیہ السلام رسول الجن والانس ہیں اور محبوب مصطفیٰ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث الجن والانس اور شیخ الجن والانس ہیں، وہ چودہ طبق کے رسول و نبی یہ سارے جہان کے غوث و ولی، ان کا نبوت و رسالت میں ثانی نہیں ان کا ولایت و غوثیت میں ثانی نہیں، ہیں وہ بھی لاجواب ہیں یہ بھی بے مثال وہ خیر الوریٰ ہیں، یہ غوث الوریٰ ہیں، اُن کی شان کا منکر بھی بدبخت، ان کی عظمت کا منکر بھی بدنصیب۔ نبی اُن کی مہر سے بنتے ہیں ولی ان کی مہر سے بنتے ہیں۔

۔ غوث اعظم درمیان اولیاء چوں محمد درمیان انبیاء

(25) تیری سرکار میں لاتا ہے رِضا اس کی شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حل لغات وتشریح:

سرکار: دربار، بارگاہ (فارسی)

لاتا ہے: پیش کرتا ہے

رِضا: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ کا تخلص بھی ہے اور آپ کے نام کا ایک جُز بھی پورا اسم گرامی "احمد رضا" ہے

شفیع: سفارش کرنے والا (عربی)

غوث: فریادرس

لاڈلا: پیارا بلکہ بہت ہے پیارا، محبوب

یارسول اللہ! آپ کے در کا گدا، جس کا نام ہے احمد رضا، آپ کی بارگاہ میں ایک سفارشی لے کر حاضر ہوا ہے، اور ایسا سفارشی کہ جس کی سفارش کو آپ بھلا رد کیوں فرمائیں گے کیونکہ وہ سفارشی میرا آقا وفریادرس ہے اور آپ کا بڑا ہی پیارا ومحبوب بیٹا ہے۔ (یعنی شہنشاہ بغداد پیر پیراں، میر میراں، دستگیر بے کساں، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، شیر یزدانی، شہباز لامکانی، قندیل نورانی، حضرت الشیخ السید ابو محمد عبدالقادر الجیلانی الحسنی، والحسینی، المعروف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

خلق خدا کا ہاتھ ہے اولیاء کے ہاتھ میں
اولیاء کا ہاتھ ہے غوث الوریٰ کے ہاتھ میں
غوث الوریٰ کا ہاتھ ہے شیر خدا کے ہاتھ میں
شیر خدا کا ہاتھ ہے مصطفیٰ کے ہاتھ میں
مصطفیٰ کا ہاتھ ہے رب العلیٰ کے ہاتھ میں

(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

وصل دوم

در منقبت آقائے اکرم حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ
(حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں)

(1) واہ! کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حل ولغات وتشریح:

واہ: کلمہ تحسین ہے بمعنی کیا بات ہے، کیا کہنا سبحان اللہ، بلّے بلّے

مرتبہ: مقام ومرتبہ

غوث: فریادرس، مددگار، ولایت کا ایک نہایت بلند درجہ، سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا لقب

بالا: اونچا، بلند

اونچے اونچوں: بڑے بڑوں

قدم: پاؤں

اعلیٰ: بہت بلند

اے غوث اعظم: واہ واہ! کس قدر بلند ہے آپ کا مرتبہ ومقام؟ کہ بڑے بڑے اولیاء کے سروں سے تو آپ کا قدم مبارک ہی بہت اونچا ہے پھر آپ کی سرفرازی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اس سے دیگر اولیاء اللہ کی توہین مقصود نہیں بلکہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی رفعت شان کا اظہار مطلوب ہے۔ ویسے بھی شب معراج جب سیدنا غوث

اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح کو حضور علیہ السلام کی سواری بننے کی سعادت حاصل ہوئی (تفریح الخاطر) تو اس وقت عالم ارواح میں ہی آپ کا قدم مبارک اونچے اونچوں کے سروں سے اونچا ہوگیا۔ جس کا ظہور عالم اجساد میں اس وقت ہوا جب آپ نے یہ اعلان فرمایا: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔ کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور تمام اولیاء نے گردنیں جھکا کر آپ کی اس عظمت وشان کو تسلیم کیا۔ بلکہ بعض نے تو آپ کے قدم مبارک کو اسی وقت پکڑ کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ (بہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء)

حضرت غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کے حالات

نام و پیدائش:

آپ کا اسم گرامی عبدالقادر، کنیت ابو محمد اور بے شمار القابات میں سے محی الدین محبوب سبحانی، غوث الثقلین، غوث الاعظم ہیں، آپ کی ولادت ۴۷۰ھ قصبہ گیلان (جیلان) نزد بغداد میں ہوئی اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی ایک عربی شاعر نے آپ کی کل عمر شریف، سن پیدائش و وفات کو بڑے عجیب طریقے سے ایک شعر میں بیان کیا ہے

اِنَّ بَازَ اللّٰہِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ
جَاءَ فِیْ عِشْقٍ تَوَفّٰی فِیْ کَمَالٍ
۹۱ ۴۷۰

بے شک اللہ کا شہباز، لوگوں کا سردار عشق میں آیا، کمال میں فوت ہوا۔ کمال کے عدد کے برابر آپ کی کل عمر ۹۱ سال ہے اور ۹۱ کو ۴۷۰ (جو کہ آپ کا سن پیدائش ہے) میں جمع کرو تو ۵۶۱ھ آپ کا سن وصال ہے۔

(2) سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حل لغات وتشریح:

بھلا: کلمہ تعجب ہے بمعنی کسی کو کیا معلوم کہ آپ کی عظمت کیا ہے؟

کیسا: کن صفات کا حامل

ملنا: چھونا، مَس کرنا، رگڑنا

تلوا: نیچے اور ایڑھی کی درمیانی جگہ

اے غوث پاک! بھلا کسی کو کیا معلوم آپ کے سرِ انور کی شان کیا ہے آپ کے تو قدموں کا مرتبہ یہ ہے کہ اولیاء کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن آپ کے قدموں کے نیچے والے حصے پر اپنی آنکھیں ملتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

آپ (رضی اللہ عنہ) کا سلسلہ نسب:

والد کی طرف سے سلسلہ:

عبدالقادر بن ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحییٰ بن داؤد بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ:

عبدالقادر بن امۃ الجبار بنت عبداللہ صومعی بن ابو جمال الدین محمد بن جواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس لیے آپ کو الحسنی الحسینی، الجعفری کہا جاتا ہے۔

آپ کا پورا خاندان ہی اولیاء اللہ کا تھا، والد، والدہ، نانا، پھوپھی، بھائی اور تمام صاحبزادے اولیاء اللہ اور صاحب کرامت تھے اسی لیے آپ کے خاندان کو خاندان اشراف کہتے ہیں۔

؎ سید و عالی نسب در اولیاء است
نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰ است

آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر فراست ایمانی اور نور بصیرت عطا فرمایا ہوا تھا کہ شیخ عبداللہ محمد قزوینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کان یخبرنا بالامر قبل وقوعه فیقع کما یخبر

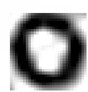
(سفینۃ الاولیاء، بہجۃ الاسرار)

واقعات رونما ہونے سے پہلے ہی آپ ہمیں بتا دیتے تھے اور جیسے فرماتے ویسے ہی ہو جاتا تھا۔

آپ کی پھوپھی جان ام محمد سیدہ عائشہ کے بارے میں (نزہۃ الخاطر صفحہ ۲۴ پہ) ہے کہ بغداد میں خشک سالی کی وجہ سے قحط پڑ گیا لوگ دعا کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے مکان کے صحن میں جھاڑو دیا اور عرض کیا یَارَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرُشَّ اَنتَ۔ یا اللہ! جھاڑو میں نے دے دیا ہے چھڑکاؤ تو کر دے۔ بس اتنا کہنے کی دیر تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بارش میں بھیگتے ہوئے واپس آئے۔

سلسلہ واقعات:

ان شاء اللہ! اس منقبت کے ہر شعر کے تحت آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ نہ کچھ حالات وواقعات قارئین کرام کے لیے لکھے جائیں گے۔



(3) کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حل لغات وتشریح:

کیا دبے: کیسے شکست کھائے؟

حمایت: طرفداری

پنجہ: ہاتھ

خطرے میں نہ لانا: یعنی پرواہ نہ کرنا، خاطر میں نہ لانا

اے غوث اعظم! کوئی جتنا بھی کمزور کیوں نہ سہی، اگر آپ اس کے طرفدار ہو جائیں گے تو وہ کبھی شکست نہ کھائے گا کیونکہ آپ کے در کا کتا شیروں کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس سے مقابلہ کر کے نہ صرف جیت جاتا ہے بلکہ اس کو چیر پھاڑ دیتا ہے تو پھر میری پشت پر جب آپ کا ہاتھ ہوگا تو مجھے دشمنوں کی کیا پرواہ۔ آپ کی حمایت سے جو بھی دین کا دشمن میرے مقابلے میں آئے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

یا شاہِ جیلاں تیرے در کی قسم ۔۔۔ تیرے نام سے جی بہلاتے ہیں
سب غوث قطب ابدال ولی ۔۔۔ تیرے نام کا صدقہ کھاتے ہیں

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان عظمت شان ہے "میں نور محمدی میں چھپا ہوا تھا" جس کا معنٰی یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کی نبوت کا عکس جمیل ولایتِ غوث ہے، حضور نبی ہیں آپ ولی ہیں، حضور نے دنیا میں آتے ہی سجدہ کیا، آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھا، حضور کو پیدا ہوتے ہی اپنی نبوت کا علم تھا، آپ کو پیدائش کے وقت ہی اپنی ولایت کا علم تھا، حضور بھی پیدائشی عارف، آپ بھی پیدائشی عارف، حضور علیہ السلام کے بھی ننانوے نام، آپ کے بھی ننانوے نام، حضور کی نبوت کا سورج تا قیامت بلکہ بعد از قیامت بھی نہ ڈوبے گا، آپ کی ولایت کا آفتاب بھی ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لاتغرب

حضور علیہ السلام کی آمد کی بشارت نبیوں نے دی۔ آپ کی بشارت خود حضور

نے سنائی۔ حضور حسنین کے نانا ہیں اور حسنین کریمین آپ کے دادا اور نانا ہیں۔ حضور علیہ السلام نے خدائی طاقت سے مردہ زندہ کیا تو یہ آپ کا معجزہ تھا، غوث پاک نے بھی خدائی طاقت سے مردہ زندہ کیا تو یہ آپ کی کرامت تھی۔ حضور کی طاقت کا مقابلہ بھی خدا کا مقابلہ ہے، غوث پاک کی کرامت کا انکار بھی خدا کی طاقت کا انکار ہے۔

آج بھی جس کی حمایت میں والی بغداد، ولیوں کے سردار کھڑے ہو جائیں مد مقابل کیوں نہ تباہ ہو گا کیونکہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے آپ ان چار اولیاء میں سے ایک ہیں جو اپنے مزارات میں اللہ کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں۔ آپ کا اپنا ارشاد ہے

مریدی لا تخف اللّٰہ ربی
عطانی رفعۃ نلت المنال

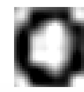
اے میرے مرید صادق! ڈر نہیں کیونکہ اللہ میرا رب ہے جس نے مجھے بلندی عطا کی اور میں اپنے تمام مقاصد و بلندیاں پا چکا ہوں۔

نیز آپ نے فرمایا! قیامت تک میرے مریدین میں سے جو کوئی بھی ٹھوکر کھائے گا میں اس کو سہارا دوں گا اور رب کی عزت کی قسم ہے میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین پر۔ اذلم یکن مریدی جید فانا جید۔ کوئی بات نہیں اگر میرا مرید ناقص ہے تو میں تو کامل ہوں۔

ایک بزرگ (شیخ احمد زندہ رحمۃ اللہ علیہ) شیر پر سواری کرتے اور جہاں جاتے میزبان شیر کے لیے ایک گائے پیش کرتا، ایک دن بغداد شریف آئے اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے تو حضرت غوث اعظم نے شیر کے لیے گائے مہیا کرنے کا حکم دیا جب مریدین گائے لا رہے تھے تو گائے کے پیچھے پیچھے ایک چھوٹا سا کتا آ رہا تھا جس نے آتے ہی شیر پر حملہ کر کے شیر کو چیر پھاڑ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور توبہ کی۔ (تفریح الخاطر)

حضرت شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ ؎ کہ بر پیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی، مصرعے کے بارے میں فرمایا کرتے کہ غوث اعظم کا کتا شیروں پر ہی شرف نہیں رکھتا پیروں پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔

؎ مدد کو آؤ تمہیں دستگیر کہتے ہیں
کہ پیر بھی تمہیں پیرانِ پیر کہتے ہیں



(4) تو حسینی حسنی کیوں نہ مُحی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

حل لغات وتشریح:

حسینی حسنی: والد کی طرف سے حسنی، والدہ کی طرف سے حسینی جیسا کہ پیچھے آپ کے شجرۂ نسب میں بیان ہو چکا ہے

محی الدین: دین کو زندہ کرنے والا۔ (صیغہ اسم فاعل از باب افعال) اس میں نئی روح پھونکنے والا یہ آپ کا مشہور لقب ہے

خضر: مشہور شخصیت جن کی ملاقات کو موسیٰ علیہ السلام بمع یوشع بن نون تشریف لے گئے اور مردہ مچھلی زندہ ہوئی، کشتی کا توڑنا بچے کو مارنا اور گرتی دیوار کو سیدھا کرنا واقعات رونما ہوئے جن کا تفصیلی ذکر سورہ کہف میں ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں کئی طرح کا اختلاف ہے مثلاً نبی ہیں یا ولی یا کہ فرشتہ، اب بھی زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں وغیرہ۔ تفصیل کے لیے دیگر کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

مجمع البحرین: سنگم، جہاں دو دریاؤں کا ملاپ ہو رہا ہو

اے غوث اعظم! آپ تو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہیں جنہوں نے اپنی جانیں دے کر اسلام کو زندہ رکھا تو پھر آپ کا لقب محی الدین

(دین کو زندہ کرنے والا) کیوں نہ ہو۔ (رافضیوں کے علاوہ تمام فرقے آپ کو نجیب الطرفین سید مانتے ہیں)

اپنے لقب محی الدین کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں کہ ۵۱۱ھ میں ننگے پاؤں میں بغداد شریف کی طرف آرہا تھا کہ راستے میں ایک کمزور و ناتواں شخص مجھے ملا، اس نے میرا نام لے کر مجھے سلام کیا اور قریب آکر مجھے سہارا دینے کو کہا میں نے اس کو سہارا دیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ تندرست و توانا ہو گیا پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو وہ کہنے لگا انا الدین میں دین ہوں، میں قریب المرگ تھا فاحیانی اللہ بک بعد موتی۔ اللہ تعالیٰ مجھے تیرے ذریعے نئی زندگی دی ہے۔ پھر میں جامع مسجد گیا تو ہر شخص میری تعظیم میں پیش پیش تھا اور یا سیدی محی الدین کے نعرے لگا رہا تھا پھر نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں نے آکر میرے ہاتھ چومنے شروع کر دیئے اور مجھے محی الدین کے لقب سے پکارنے لگے۔ (بہجۃ الاسرار)

قصیدہ غوثیہ میں آپ فرماتے ہیں

؎ اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِی
وَاَعْلَامِی عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

''میں جیلانی ہوا اور میرا نام (لقب) دین کو زندہ کرنے والا ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں''۔

اس دور کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی اسلام اور مسلمانوں کی حالت بڑی کمزور تھی، اگرچہ اسلامی حکومتوں کا دور اقتدار اندلس سے ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر سیاسی انحطاط، مذہبی انتشار، فسق و فجور کا دور دورہ تھا۔ اندلس میں امیر عبدالرحمٰن اموی کی حکومت کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی، بیت المقدس میں عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد اب یہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مشرق وسطیٰ میں دولت عباسیہ کا وجود برائے نام رہ گیا، سلجوقی اور دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں

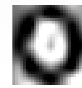
مصروف تھے جس سلطان کی جس جگہ طاقت بڑھ جاتی اِس کا خطبہ شروع ہو جاتا۔ افغانستان و ہندوستان میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو گیا، ہندو راجے اپنی شکستوں کا انتقام لینے کے مشورے کرنے لگے۔

مصر میں سلطنت باطنیہ عبیدیہ جیسے بقول امام سیوطی علیہ الرحمۃ دولت خبیثہ کے دلدادہ الحادو بے دینی کے نظریات پھیلانے لگے۔ امراء عیش پرستی میں مبتلا ہو گئے مشرق وسطیٰ کے اوسط درجے کے ایک رئیس بن مروان کے گھر صرف گانے والیوں کی تعداد پانچ سو تھی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے گھر میں ایسی ہی آٹھ سو عورتیں تھیں۔ مذہبی منافرت کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ امام غزلی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ شیعہ سنی، حنبلی و اشعری مناظروں میں مصروف اور گالی گلوچ کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے تھے، نوبت قتل و غارت تک آجاتی۔

ان حالات میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دنیا کے نقشے پر ظاہر ہونا اور پھر آپ کی تعلیمات و فیوض و برکات سے اولیاء کرام کا دنیا کے مختلف علاقوں میں جا کر انہی عیش پرست حکمرانوں کی اولاد کو اپنی طرف راغب کرنا اور بقول اقبال

؎ پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

غوث پاک ہی کے احیاء دین کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔



(۵) قسمیں دے دے کر کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

حل لغات وتشریح:

مندرجہ بالا شعر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان پر مشتمل ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا:

یا عبدالقادر بحقی علیک کل وبحقی علیک اشرب.

اے عبدالقادر! تمہیں قسم ہے میرے حق کی جو تجھ پر ہے کھا اور پی۔

آپ کی کرامات کی طرح آپ کے مجاہدات کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔ کئی کئی روز تک بھوکے پیاسے رہنا پڑتا، گری پڑی چیز کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے۔

فرماتے ہیں ایک دن مجھے بھوک نے بہت ستایا تو میں دریائے دجلہ کی طرف چلا گیا کہ شاید کوئی سبزی، ترکاری یا گھاس وغیرہ کے پتے کھانے کو مل جائیں جب میں ادھر کو نکلا تو ہر طرف لوگ موجود ہیں جو انہی چیزوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں واپس آ کر بغداد کی مشہور منڈی سوق الریحانین کی مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۹)

آپ فرماتے ہیں میں نے ریاضت و مجاہدہ کا کوئی طریقہ بھی اپنے نفس پر آزمائے بغیر نہیں چھوڑا اور پھر اس پر قائم بھی رہا۔ بڑی مدت تک شہر کے ویران اور بے آباد مقامات پر زندگی گزارتے رہے۔ پچیس برس تک عراق کے جنگلوں میں تنہا مجاہدات کے سلسلہ میں پھرتے رہے۔ ایک سال پورا ساگ، گھاس اور افتادہ اشیاء پر گزارہ رہا اور پانی بھی نہ پیا، پھر ایک سال تک ساتھ پانی بھی پیتے رہے پھر تیسرے سال صرف پانی پر گزارا کیا کھایا کچھ نہیں پھر پورا ایک سال نہ کھایا نہ پیا نہ سوئے۔

(طبقات کبریٰ صفحہ ۱۲۹، جامع کرامات اولیاء ج ۲ صفحہ ۲۰۲)

اس طرح آپ فرماتے ہیں جتنی سختیاں میں نے جھیلیں اگر پہاڑ پہ آتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا۔ (طبقات الکبریٰ صفحہ ۱۲۶)

آپ ہر روز ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۲۶)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سویا تو غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تجھے سونے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ ان مجاہدات پہ آپ کو اللہ کی طرف سے انعام یہ ملا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر رات اور ہر دن میں مجھے اللہ تعالیٰ ستر بار فرماتا ہے ان اختر تک میں نے تجھے پسند کیا۔ اور میں نے اس وقت تک کچھ کھایا نہ پیا جب تک مجھے اللہ نے کھانے پینے کا حکم نہ دیا۔ سبحان اللہ!

O

(6) مصطفیٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا میری جاں جلوۂ زیبا تیرا

حل لغات وتشریح:

تن بے سایہ: بے سایہ جسم
جلوہ: نظارہ
زیبا: خوبصورت

اے غوث اعظم! جس نے آپ کی نورانی شکل کو دیکھا گویا کہ اس نے آپ کے ناناجان امام الانبیاء علیہ السلام کے بے سایہ جسم کا آپ کی شکل میں سایہ دیکھ لیا۔ کیونکہ آپ کی ذات عادات و اطوار میں سیرت نبوی کا مکمل نمونہ ہے۔ آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم اقدس سے مشک کی سی خوشبو آتی اور مکھی آپ کے جسم پر نہ بیٹھتی اس موقع پر آپ وجد میں آکر فرماتے:

هذا وجود جدی محمد صلی الله علیه وسلم لا وجود عبدالقادر .

کہ یہ وجود عبدالقادر کا تو نہیں ہے بلکہ اس کے نانا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے۔

قصیدہ غوثیہ میں آپ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّهُ قَدَمٌ وَّإِنِّيْ
عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر ولی کے لیے ایک قدم یعنی مرتبہ ہے اور میں سرکار دو عالم علیہ السلام کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کمال ہیں۔

محو ذات مصطفائی ہو گئی
مظہر شان خدائی ہو گئی

مل گئے ذات رسول اللہ میں
دور سب رنگ جدائی ہو گئی

اس عظمت کے باوجود عاجزی وخوف خدا اس درجہ کا تھا کہ فرماتے ہیں (روضہ نبوی پر یہ حاضری کے وقت یہ اشعار کہے)

ذنوبی کموج البحر بل ھی اکبر
کمثل الجبال الشم بل ھی اکبر
ولکن عندالکریم اذا عفا
جناح من البعوض بل ھی اصغر

میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے زائد اور پہاڑوں سے بڑے ہیں لیکن اللہ کریم اگر معاف فرمادے تو مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں (بس پھر کیا تھا روضۂ اقدس سے یداللہ والا ہاتھ ظاہر ہوا اور آپ نے دست اقدس کا بوسہ لیا)۔

O

(7) ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

حل لغات وتشریح:

زہراء: حسن وجمال والی، جنت کی کلی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لقب، ابن زہراء سے سیدنا غوث اعظم مراد ہیں

عروس: دولھا، دلہن

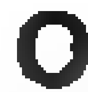
قادری: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے نسبت طریقت رکھنے والا اور آپ کے سلسلہ میں بیعت ہونے والا، آپ کے طریقے پہ چلنے والا

اے بنت رسول اللہ کے مبارک فرزند! آپ کو قدرت کی دولہن (یعنی بااختیار

بیا یا جانا) مبارک ہو اور اے میرے آقا آپ کے سلسلہ والوں (قادریوں) کو بھی آپ کا صدقہ حاصل ہو۔

آپ کے فیض یافتہ لوگ صرف روحانیت کے بادشاہ ہی نہیں ہوئے بلکہ ظاہری حکومتوں کے میدان میں بھی انہوں نے خدمات سرانجام دے کر دنیا میں اپنا سکہ منوایا ہے۔ حضرت شیخ احمد الرفائی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق ایک عیسائی کے مطالبے پر مردے کو آپ نے زندہ فرمایا تھا اور یہ کرامت دیکھ کر عیسائی مسلمان ہو گیا عراق کی کرد قوم غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اسی کرامت کو دیکھ کر مسلمان ہونے والے کی اولاد میں سے ہیں انہی میں پھر بعد میں فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی پیدا ہوا جس کا باپ غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اور اس وقت صلاح الدین کی عمر دس سال تھی جب اس کا باپ اس کو لے کر غوث پاک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوا او آپ سے دعا کی درخواست کی، آپ نے صلاح الدین کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا یہ بچہ انشاء اللہ اسلام کا عظیم مجاہد بنے گا۔ پھر اس نے بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کرایا اور آج بھی اس کا نام سن کر دنیا بھر کے عیسائیوں پہ کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

غوث پاک کے فیض کے در ہیں کھلے ہوئے
ہیں قادری فقیروں کے جھنڈے گڑھے ہوئے



(۸) کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

حل لغات وتشریح:

ابو القاسم: حضور علیہ السلام کی کنیت ہے آپ کے بیٹے حضرت قاسم کے نام پہ، ابن

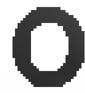
ابو القاسم سے مراد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

مختار: صاحب اختیار

بابا: باپ دادا کو کہا جاتا ہے
اے غوث اعظم! آپ کیوں نہ روحانیت وولایت کے دریا بہائیں؟ آخر آپ بیٹے کس کے ہیں؟ جن کی شان ہی القاسم ہے اور جن کو مختار کل بنا کر بھیجا گیا ہے۔ الولد سر لابیہ.

سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ولایت کا سلسلہ ومنصب چل کر گیارہ ائمہ اہل بیت کرام کے پاس رہا اور امام حسن عسکری کے بعد سیدنا غوث اعظم کی روح سے متعلق ہو گیا اور ظہور امام مہدی تک آپ ہی کے پاس رہے گا، امام مہدی ظاہر ہوں گے تو یہ منصب ان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، خلیفہ حضرت مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ)



(9) نبوی مینہ، علوی فصل ، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حل لغات وتشریح:

نبوی: حضور علیہ السلام سے نسبت فرزندی رکھنے والا

مینہ: بارش

علوی: حضرت علی المرتضیٰ سے فرزندی کی نسبت رکھنے والا

فصل: موسم یا موسم بہار

بتولی: حضرت فاطمہ الزہراء کا فرزند ارجمند۔ بتول بھی حضرت فاطمہ کا لقب ہے جس کا معنی تمام لوگوں سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔

گلشن: باغ

حسنی: حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا لختِ جگر
حسینی: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا نورِ نظر
مہکنا: خوشبو دینا

اے غوث اعظم! آپ تو امام الانبیاء کے لطف و کرم کی بارش، امام الاولیاء کا موسم بہار، فاطمۃ الزہراء کا باغ، امام الاصفیاء حسن مجتبیٰ کے پھول اور سید الشہداء، شہید کربلا کی مہک رکھتے ہیں۔

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم
مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
ہے تیری وہ دولت سرا غوث اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا تو ہے لاڈلا غوث اعظم

فضائل نبوی کی جھلک غوث اعظم کی ذات میں کس قدر جلوہ گر ہے کہ حضور علیہ السلام سلطان الانبیاء ہیں، غوث اعظم سلطان الاولیاء ہیں۔ وہ رسول اعظم یہ غوث اعظم۔ ان کی آمد پہ سارا سال بچے پیدا ہوئے ان کی آمد پہ اس رات گیلان شہر میں جس کے ہاں بھی پیدا ہوا بیٹا ہی پیدا ہوا۔ ان کا قدم غوث اعظم کی گردن پر، غوث اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر۔ ان کی مہر سے نبی بنیں، ان کی مہر سے ولی بنیں ان کی آمد ربیع الاول (پہلی بہار) ان کا مہینہ ربیع الثانی (دوسری بہار) پہلی بہار نانے کی دوسری دوہتے کی۔ نبیوں میں جتنا حضور علیہ السلام کے بارے میں لکھا گیا کسی کے بارے میں نہ لکھا گیا اور ولیوں میں جتنا غوث پاک کے بارے میں لکھا گیا کسی کے بارے میں نہ لکھا گیا۔ رسالت کے بعد ولایت ہے، حضور علیہ السلام کے بعد اولیاء میں غوث اعظم ہیں۔ حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری سے پہلے آپ کی

والدہ ماجدہ کو اللہ کے نبی مبارک و خوشخبری دینے آئے اور غوث پاک کی ولادت سے پہلے خود حضور علیہ السلام بمعہ صحابہ کرام و اولیاء عظام غوث پاک کی والد ماجد کو ان الفاظ میں خوشخبری و مبارک دینے تشریف لائے۔

یا ابا صالح اعطاک اللّٰہ ابنا وھو ولی و محبوبی و محبوب اللّٰہ و سیکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل.

اے ابو صالح (غوث اعظم کے والد ماجد کی کنیت)! تجھے مبارک ہو کہ اللہ تجھے ایسا بیٹا عطا فرمانے والا ہے جو میرا ولی، محبوب اور اللہ کا بھی محبوب ہوگا اور اس کی شان ولیوں قطبوں میں ایسی ہوگی جیسے میری شان نبیوں اور رسولوں میں ہے۔

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء



(10) نبوی ظِل ، علوی بُرج ، بتولی منزل
حسنی چاند ، حسینی ہے اجالا تیرا

حل لغات وتشریح:

ظل: سایہ، چھاؤں
بُرج: محل، سرائے
منزل: اترنے کی جگہ

اے غوث اعظم! آپ امام الانبیاء کا سایہ، علی المرتضیٰ کا قلعہ، اور فاطمۃ الزہراء (کے بابرکت دودھ کے اثر) کی منزل، امام حسن کے چاند ہیں، جس میں اجالا وروشنی امام حسین کی ہے۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کے والد ماجد:

آپ جیلان شریف کے اکابر اولیاء کرام میں سے ہوئے ہیں آپ کا نام سید موسیٰ کنیت ابو صالح اور لقب جنگی دوست تھا۔

اس لقب کے پس منظر میں ایک بڑا حسین واقعہ ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ایک مرتبہ آپ مسجد میں تشریف لے جا رہے تھے اچانک آپ کی نظر کچھ لوگوں پر پڑی جو شراب کے مٹکے سروں پر اٹھا کر لے جا رہے ہیں یہ شراب دراصل بادشاہ کے حکم سے اس کے دربار میں جا رہی تھی آپ کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور آپ نے تمام مٹکوں کو توڑ کر شراب زمین پر بہادی۔ یہ لوگ بادشاہ کے پاس گئے اور ماجرا سنایا اور بادشاہ کو خوب غصہ چڑھایا، بادشاہ نے آپ کو دربار میں طلب کیا اور نہایت غصے میں کہنے لگا:

تم نے میرے ملازمین کی محنت کو کیوں ضائع کیا؟

آپ نے فرمایا! میں محتسب ہوں اور اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔

بادشاہ نے کہا! آپ کو کس نے محتسب مقرر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جس نے تجھے خلیفہ بنایا ہے اسی اللہ نے مجھے محتسب بنایا ہے۔

یہ سن کر بادشاہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ لرزہ براندام ہو گیا اور لہجہ بدل کر عرض کرنے لگا!

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے کیا صرف زبان سے کہنا کافی نہ تھا؟ مٹکوں کو توڑنے میں کیا حکمت تھی؟

آپ نے فرمایا! تجھے دنیا و آخرت کی ذلت سے بچانے کے لیے ایسا کیا ہے

بادشاہ نے عرض کیا! آج سے آپ کو میں محتسب مقرر کرتا ہوں۔

آپ نے بڑی بے نیازی سے فرمایا! جب اللہ مجھے یہ عہدہ دے چکا ہے تو تیری طرف سے مجھے اس عہدے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس دن سے آپ جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(سیرت غوث الثقلین)

(11) نبوی خور ، علوی کوہ ، بتولی معدن
حسنی لعل ، حسینی ہے تجلا تیرا

حل لغات وتشریح:

خور: خورشید کا مخفف ہے بمعنی سورج
معدن: سونے چاندی کی کان
لعل: سرخ رنگ کا ایک خاص قیمتی پتھر
تجلا: اُجالا، روشنی

اے غوث اعظم! آپ ہدایت میں امام الانبیاء علیہ السلام کی امت کے لیے آفتاب ہیں، علی المرتضیٰ کی استقامت وشجاعت کے پہاڑ ہیں، حضرت فاطمۃ الزہراء کے فیضان کی کان ہیں، امام حسن کے لعل ہیں اور حسینی جلوہ رکھتے ہیں۔ گویا آپ پنجتن پاک کے کمالات کا چمکتا ہوا نمونہ ہیں۔

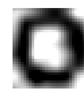
جیسے حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری سے سارا جہان روشن ہوگیا اور آپ کے چہرہ مبارک کی چمک سے درودیوار چمکنے لگے۔ حضور غوث اعظم نے خود فرمایا انا نائب رسول اللہ ووارثہ فی الارض (بہجۃ الاسرار ص۲۱) میں اپنے جد امجد امام الانبیاء علیہ السلام کا نائب ہوں اور روئے زمین پہ آپ کا وارث ہوں۔ حضور علیہ السلام کے معجزات کی حد نہیں اور غوث اعظم کی کرامات کا شمار نہیں حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحریمی فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات گویا ایک گراں ہار ہے جس میں جواہرات بے کراں یکے بعد دیگرے پروئے ہوئے ہیں۔

سلطان الہند، غریب نواز، عطائے رسول، ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ جن کی نگاہ کیمیا اثر سے بقول انگریز مفکر کے ننانوے لاکھ کافر مشرف باسلام ہوئے (سلطان آف ہند) غوث پاک کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں

ے یا غوث معظم نور ہدیٰ ، مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب عُلا حیران زجلالت ارض و سما
چوں پائے نبی شد تاج سرت ، تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت ، افتادہ چوں پیش شاہ گدا
معین کہ غلام نام توشد ، دریوزہ گراکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام توشد ، دارد طلب تسلیم و رضا

اور جب حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ جو اس وقت خراسان کی پہاڑیوں میں مصروف ریاضت ومجاہدہ تھے، اپنی ولایت کے کانوں سے غوث پاک کا اعلان سن لیا اور وہیں سر جھکا کر عرض کیا بل علی راسی ۔آپ کا قدم صرف میری گردن پر ہی نہیں میرے سر پر بھی ہے۔سچ کہا کسی نے

ے ولی را ولی می شناسد



(12) بحروبر، شہروقُریٰ، سَہل وحُزن، دشت وچمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حل لغات وتشریح:
بحروبر: خشکی وتری
قریٰ: گاؤں
سہل: ہموار زمین

حزن: سخت پہاڑ

دشت: جنگل

چمن: باغ

چک: زمین کا کوئی بھی حصہ (سنسکرت)

دعویٰ: اپنی ملکیت کی بات کرنا

اے غوث اعظم! خشکی ہو یا تری، گاؤں ہو یا شہر، نرم زمین ہو یا پہاڑ، جنگل ہو یا باغ الغرض زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو آپ کے تصرف ملکیت سے باہر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ٥ (الانبیاء:١٠٥)

بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہیں۔ زمین کا مالک حقیقی اللہ ہے مگر اللہ کے محبوب اللہ کی عطا سے زمین کے مالک ومختار ہیں۔

واعلموا انما الارض للہ ورسولہ (بخاری شریف)

جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ جب کہ حضور علیہ السلام کی نیابت میں اولیاء اللہ نہ صرف زمین کے بلکہ جنت کے بھی وارث ہیں۔

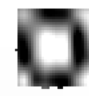
تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا٥ (القرآن)

ہم اپنی جنت کا بھی پرہیزگاروں کو وارث بناتے ہیں۔ لہٰذا اللہ نبی وارث کہو یا داتا کی نگری، غوث پاک کی نگری کہو کوئی حرج نہیں۔

حضرت خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ غوث اعظم کی بارگاہ میں یوں عرض کناں ہیں

؎ قبلۂ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

یک نظر از تو بود در دو جہاں مارا
نظرے جانب ما حضرت غوث الثقلین
خاکپائے تو بود روشنی اہل نظر
دیدہ رابخش ضیاء حضرت غوث الثقلین
قطب مسکیں بغلامی درت منسوب است
داغ مہرش بغزا حضرت غوث الثقلین



(13) حُسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے ، یگانہ ہے ، دوگانہ تیرا

حل لغات وتشریح:

حسن نیت: اچھا ارادہ، نیک نیتی
خطا: غلطی
یگانہ: بے مثال ولاجواب وباکمال
دوگانہ: دو رکعت والی نماز

اے غوث اعظم! اگر نیت میں خرابی نہ ہوتو میں نے کئی بار آزمایا ہے اگر دو رکعت نماز غوثیہ کے نفل پڑھ کر آپ کی خدمت میں ثواب بھیجا جائے تو اس کا اجر وثواب بے شمار اور ہر مقصد میں کامیابی یقینی ہے۔
بعض لوگ دیگر کئی مسائل اعتقادیہ کی طرح اس نماز کو بھی شرک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بڑے بڑے علماء واولیاء نے اس کا ذکر اپنی تصانیف میں فرمایا ہے مثلاً امام ابوالحسن نورالدین علی، ملاعلی قادری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ۔

اس نماز کا طریقہ بہار شریعت صفحہ ۳۱ جلد ۴ اور اخبار الاخیار شریف میں یوں لکھا گیا ہے۔

صلوٰۃ غوثیہ کا طریقہ:

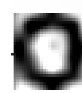
نماز مغرب کے فرض ادا کر کے دو سنتوں کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف (سورۃ فاتحہ) کے بعد ہر رکعت میں گیارہ بار قل شریف (سورۃ اخلاص) پڑھے، سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اس کے بعد گیارہ بار یوں کہے:

یا رسول اللّٰہ یا نبی اللّٰہ واغثنی وامددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات۔

پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چل کر یوں کہے۔یا غوث الثقلین ویا کریم الطرفین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات۔

اس کو صلوٰۃ الاسرار بھی کہتے ہیں اور یہ ہمارے اسلاف کے معمولات میں شامل رہی اور قضائے حاجات کے لیے تریاق ہے۔ اس کے ساتھ اگر حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق وظیفہ قادریہ بھی شامل کرلیا جائے تو حصول مقاصد کے لیے تیر بہدف ہے۔ جو کہ یہ ہے۔ تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ طیبہ کی قلب پر ضرب لگا کر درمیان میں ایک سو مرتبہ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ حاضر شو" پڑھے۔

صلوٰۃ غوثیہ کے متعلق ازالۂ اوہام کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے رسالہ "انہار الانوار" کا مطالعہ کیا جائے۔



(14) عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستہ تیرا

حل لغات وتشریح:

عرض احوال: اپنے حالات بیان کرنا

تاب: برداشت، طاقت

تکنا: دیکھنا

اے غوث اعظم! آپ کے دیدار کے پیاسوں میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی طاقت کہاں؟ آپ اللہ کی مہربانی وتوفیق سے سب جانتے ہیں ہم تو آپ کی راہ میں آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں، تشریف لا کر ہماری پیاس بجھا جائیں۔

آپ کی دستگیری اور فریادرسی کے ہزاروں عجیب وغریب واقعات کتابوں کے اندر موجود ہیں اگر نیت اچھی ہو عقائد واعمال درست ہوں تو ان کی طرف سے کرم کرنے میں اب بھی دیر نہیں لگتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم جنگل میں کسی مشکل کے اندر مبتلا ہو جاؤ تو یوں پکارو:

اعینونی یا عباد اللہ (حصن حصین)

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

غوث اعظم علیہ الرحمۃ خود ارشاد فرماتے ہیں

انا لمریدی حافظ ما یخافه واحرسه من کل شر وفتنة.

میں اپنے مرید کی حفاظت کرتا ہوں ہر خوف والی شے سے اور ہر فتنہ وشر سے۔

مریدی اذا ما کان شرقا ومغربا
اغثه اذا ما سار فی ای بلدة

میرا مرید مشرق ومغرب کے کسی شہر میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

(تمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار)

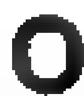
ولو انکشفت عورۃ مریدی بالمشرق وانا بالمغرب استرتھا.

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹)

میرا مرید اگر مشرق میں بے پردہ ہو جائے تو میں مغرب میں رہ کر اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شان میں یوں عرض کرتے ہیں

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم عبدالقادر است



(15) موت نزدیک گناہوں کے تہیں مَیل کہ خول
آ برس جا کہ نہاد دھولے یہ پیاسا تیرا

حل لغات وتشریح:

تہیں: تہہ کی جمع ہے تہہ در تہہ۔
خول: غلاف
کہ: تاکہ کا مخفف

اے غوث اعظم! زندگی دن بدن ختم ہوتی جارہی ہے موت سر پر کھڑی ہے اور گناہوں کی میل نے دل سیاہ کر دیا ہے آپ تشریف لا کر اپنے کرم کی بارش برسائیں تاکہ آپ کا چاہنے والا اپنے گناہوں کی سیاہی دھو کر اپنے آپ کو صاف اور اُجلا بنالے اور دیدار کی پیاس بھی بجھالے۔

آپ کے القابات میں سے غوث الثقلین (جنوں اور انسانوں کا مددگار) بھی

ایک لقب ہے اور وہ اس لیے کہ آپ کی بارگاہ میں جن بھی حاضر ہوتے اور آپ ان کی راہنمائی فرماتے اور اگر کبھی کوئی جن کسی پر آ کر اس کو تنگ کرتا تو اس کے کان میں آپ کا نام لیا جاتا تو جن بھاگ جاتا۔ (اس طرح کے کئی واقعات بہجۃ الاسرار، نزہۃ الخاطر، قلائد الجواہر، سفینۃ الاولیاء وغیرھا کتب کے اندر موجود ہیں)

آج بھی اگر جن کسی کو تنگ کرتا ہو تو اس گھر کے ہر کونے میں آہستہ سی آواز سے کہا جائے کہ ہمیں نہ ستاؤ ہم شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر، گیارہویں شریف والے پیر کے مرید ہیں اگر ہمیں تنگ کرو گے تو ہم تمہاری شکایت غوث پاک کے سامنے کریں گے، انشاء اللہ جن ایسے بھاگے گا جیسے شیطان لاحول سے اور وہابی گیارہویں شریف سے بھاگتا ہے۔

مذکورہ شعر میں بھی غوث پاک کی بارگاہ میں استغاثہ کیا گیا ہے جو ہمارے مشائخ کے معمولات کا حصہ ہے اور ہر فرقے کے بزرگوں کی کتابوں کے اندر اس کے جواز کے دلائل مل جاتے ہیں جن کو درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اسی طرح اولیاء کرام کا مدد کرنا بھی ظاہر و باہر ہے دور نہ جائیں کرامات اہل حدیث اور جمال الاولیاء ہی دیکھ لیں۔ مولانا حسن رضا عرض کرتے ہیں

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا تو ہے لاڈلا غوث اعظم
تمہیں وصل بے فصل ہے شاہ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوث اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم
میری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم
کہے کس سے جا کر حسن اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

O

(16) آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

حل لغات وتشریح:

آب آمد: پانی آیا
تیمم برخاست: تیمم گیا، فارسی کا مقولہ ہے "آب آمد تیمم برخاست۔ پانی آیا تیمم گیا پانی ہو اور بندہ اس کے استعمال پر بھی قادر ہو تو تیمم جائز نہیں کیونکہ اصل پانی ہے اور تیمم کی حکمرانی اصل کے نہ ہونے پر ہی ہے
وہ کہے: وہ فرمائیں، اس کا تعلق آب آمد سے ہے۔ اور میں! اس کا تعلق تیمم برخاست سے ہے کہ میں عرض کروں
مشت خاک: مٹی کی مٹھی، مراد ہے انسان
اھلا: سیلاب، نور کا اہلا یعنی نور کا سیلاب یا وافر نور
اے غوث اعظم! آپ فرمائیں پانی آیا اور میں عرض کروں۔ پھر تیمم گیا: میری ایک مختصر سی جان کے لیے آپ کے نور کا سیلاب بہت ہے۔
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنے چاہنے والوں پر مہربانی کر کے ان کو مقام

و مرتبہ عطا کرنا بہت ہی مشہور و زبان زد عام ہے ایک واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی غوث اعظم کے دھوبی کا لکھا ہے کہ جب وہ مر گیا تو قبر میں فرشتوں کے ہر سوال پہ کہتا کہ میں تو غوث پاک کا دھوبی ہوں بس اس بات پر نجات ہو گئی کہ خدا نے فرمایا فرشتو واپس آجاؤ جو غوث پاک کو جانتا ہے مجھے کیوں نہ جانتا ہوگا۔

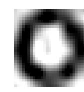
(ملفوظات فیوض الرحمٰن، الافاضات الیومیہ۔ ملخصا)

آپ کا اپنا ارشاد ہے ایما مسلم عبر علی باب مدرستی فان عذاب یوم القمة یخفف عنه. (طبقات کبریٰ، بہجۃ الاسرار)

میرے مدرسہ کے دروازے سے گزر جانے والے پر بھی عذاب کی تخفیف کر دی جائے گی۔

نذرانہ عقیدت بدرگاہ غوثیت، از خواجہ بہاء الدین زکریا ملتان علیہ الرحمۃ

بیکساں را اگر جوئی تو در دنیا و دیں
ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں
قطب اقطاب زمان و شہباز لا مکاں
مہربانِ بے کساں نائب شفیع المذنبیں
ثمرۂ شجر نبی و میوۂ باغ علی
سرو بستانِ حسن آں سرور دنیاو دیں
نور گلزار حسین آں جوئبار رحمتش
پیر پیراں، پیر من، محبوب رب العالمین
ہر کسے نازد بہ کس لا بہاؤ الحق زدل
مے فروشدا زرہت از صدق دل ایماں و دیں



(17) جان تو جاتے ہی جائیگی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا ترا

حل لغات وتشریح:

قیامت: قیامت سے یہاں مراد مصیبت ہے

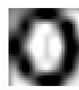
نظارا: دیدار، جلوہ اعلیٰ حضرت آپ کے دیدار کی حسرت سے مجبور ہو کر عرض کرتے ہیں اے غوث اعظم! موت تو اپنے وقت پہ آئے گی اور اس کے بعد آپ کا دیدار بھی ہو گا لیکن اس وقت میں اپنے دل کی بے قراری کو کہاں لے جاؤں جو میرے سینے میں آپ کی زیارت کے لیے مچل رہا ہے کاش اس کو قیامت سے پہلے ہی زیارت کرا دیں۔ اس طرح کی تڑپ ہر اس سینے میں انگڑائیاں لے رہی ہے۔ جو غوث پاک کی عظمت ونسبت کو جانتا بھی ہے اور مانتا بھی ہے ورنہ

ے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

شیخ ابو المعالی علیہ الرحمۃ اپنی اس تڑپ کو یوں ظاہر فرماتے ہیں

ے گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ہست ہر دم جلوہ گر از چہرہ اش حُسنِ حَسن
زانجمالش مصطفیٰ را راحت و ریحانی است



(18) تجھ سے دَر دَر سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حل لغات وتشریح:

در: دروازہ، چوکھٹ

سگ: کتا

نسبت: تعلق

ڈورا: دھاگہ

اے غوث اعظم جس کتے کو آپ کی چوکھٹ پہ بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی اس کتے سے مجھ کو نسبت و تعلق ہے اس طرح میں بھی آپ کے دَر سے غلامی کی نسبت رکھتا ہوں اور میں بھی آپ کا غلام ہوں، تو اس طرح میری گردن میں بھی اگرچہ زمانہ دور ہونے کی وجہ سے آپ کی غلامی کا پٹہ ہے مگر پھر بھی آپ کی غلامی پہ ناز ہے۔

قرآن مجید میں اہل ایمان کو اولیاء اللہ سے تعلق و نسبت قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا کونوا مع الصّٰدقین ٥ حضور علیہ السلام کے قدموں سے نعلین شریفین کو نسبت ہوئی تو جبریل امین بھی معراج کی رات نیچے اور نعلین پاک اوپر۔ جو کپڑے آپ کے جسم اقدس سے لگے ہوئے تھے رفرف اور براق نیچے، وہ کپڑے اوپر۔ کاغذ کپڑا ایک ہی ہوتا ہے مگر ایک گلیوں میں پڑا ہوا ہے جس کی کوئی قدر نہیں دوسرا قرآن کا صفحہ، غلاف بن کر چوما جا رہا ہے۔

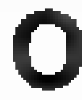
وہی بلال حبشی جس کو ہر کوئی غلام کہتا تھا جب حضور علیہ السلام کی نسبت غلامی نصیب ہوئی تو عمر فاروق جیسے سیدنا بلال کہنے لگے اور ایک وقت آیا کہ بلال کعبے کی چھت پہ کھڑا ہو کر آذان پڑھ رہا ہے۔ سب نے عرض کیا اے بلال پہلے تو ہمارا غلام تھا اب سرکار کی نسبت غلامی نے ہمیں تیرا غلام اور تمہیں ہمارا آقا بنا دیا ہے۔

؎ محمد کی نسبت بڑی چیز ہے خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

تو بلال حبشی نے جھوم کر عرض کیا ہوگا

؎ تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا؟
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

جس کُتے کو غوث پاک کے در سے نسبت نصیب ہوئی وہ کتا ہوکر شیروں پر غالب آرہا ہے۔ قیامت کے دن اصحاب کہف کا کتا ان کی نسبت سے جنت جارہا ہوگا اور کئی عبادت گزار حاجی نمازی ہوکر نسبت کے منکر ہونے کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن بن رہے ہوں گا۔ اگر نسبت کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو ہر جگہ اصحاب کہف کے ساتھ کتے کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی، ایک آیت میں تین جگہ کلبھم ہے۔ کہ معمولی کتا نہیں "ان کا کتا ہے"



(19) اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

حل لغات وتشریح:

علامت: نشانی، پہچان

گلے: گردن

پٹا: چمڑے کا گلو بند جو کتے کی گردن میں ڈالا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ لاوارث نہیں، اگر کسی کا نقصان کردے تو اس کو مارنے کی بجائے مالک کو کہا جاتا ہے اور مالک اس نقصان کو پورا کرتا ہے۔

اے غوث اعظم! جس کُتے کے گلے میں پٹا ہو لوگ اس کو کچھ نہیں کہتے تو پھر میرے گلے میں آپ کی غلامی کا پٹہ ہے بس اسی نسبت کو اگر آپ نے قیامت تک عطا کیے رکھا تو مجھے کیا غم۔

ـــ مدد کے لیے ان کو جب بھی پکارا
خدا کی قسم بن گئے کام سارے
غرور عمل زاہدوں کو مبارک
ہمیں ناز یہ ہے کہ ہم ہیں تمہارے

O

(20) میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

حل لغات وتشریح:

قسمت: تقدیر
سگان بغداد: بغداد کے کتے
ہند: ہندوستان (اعلیٰ حضرت کا دیس)
پہرا دینا: چوکیداری کرنا

اے غوث اعظم! اگرچہ میں بغداد شریف سے دور دراز ہندوستان میں رہتا ہوں مگر آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہوں، اور آپ کے دشمنوں کا ناطقہ بند کیے ہوئے ہوں، یہ میری ایسی خوش قسمتی ہے کہ جس پر بغداد شریف کے کتے قسمیں کھا کھا کر گواہی دیں گے۔ خدا کرے اپنے مشن پہ قائم رہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی غلامی پر نازاں ہو کر عرض کرتے ہیں

ـــ غوث اعظم دلیل راہ یقیں — بیقیں رہبر اکابر دیں
اوست در جملہ اولیاء ممتاز — چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
من کہ پروردہ نوالِ ویم — عاجز از مدحتِ کمال ویم
دردو عالم باوست امیدم — ہست باوے امید جاویدیم

O

(21) تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے!
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

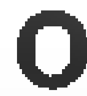
حل لغات وتشریح

تیری عزت پہ نثار: تیری عظمت پہ قربان جاؤں
آہ صد آہ: صدافسوس
خوار: ذلیل
بردا: دراصل، بردہ ہے ضرورت شعری کی وجہ سے ھا کی بجائے الف لکھا گیا ہے، اس کا معنی غلام یا قیدی ہے۔

اے غوث اعظم! میں آپ کی عزت وغیرت پر قربان ہو جاؤں۔ بڑا افسوس ہو گا اگر میں آپ کا گدا ہو کر ذلیل وخوار ہوں گا۔
اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی مقبولیت پہ غور کریں آپ کے مخالفین نے آپ کو بدنام کرنے کی کتنی کوششیں کی ہیں، شاید ہی کسی کی مخالفت میں اتنا لٹریچر ہو جتنا کہ آپ کے خلاف ہے مگر غوث پاک کی نگاہ کرم ہی تو ہے کہ اعلیٰ حضرت کی زندگی میں اگر صرف ہندوستان والے آپ کو جانتے تھے تو آج پوری دنیا میں آپ کے نام کی دھوم مچی ہوئی ہے اور جہاں بھی عشق رسول کا ذکر چھڑتا ہے تو آپ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ دیار غیر میں بھی۔ مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام۔ کا ترانہ گونج رہا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ایڈیشن شائع ہو کر اپنوں اور غیروں سے بھی داد تحسین وصول کر رہے ہیں، یہ سب کچھ عزت وغیرت والے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی غلامی کا صدقہ نہیں تو اور کیا ہے؟
حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

سکندر می کند دعویٰ کہ ہستم چاکرِ آں شاہ
فلاطوں پیش علمِ تو معترٓ آمد بنادانی

گُلاہ دارانِ ایں عالم گدایانِ گدائے تو
تُرا زیبد ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی
گدا سازی اگر خواہی بیکدم پادشاہاں را
گدایاں را دھی شاہی بیک لحظہ باسانی
گدائے در گہت خاقاں غلامِ حضرت قیصر
چہ عالی شان سلطانی الا یا غوث ربانی
حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
سپہر شرع راما ہی زہے خورشید نورانی
دلا گشتی مریدِ او ببیں لطف مزیداو
چہ اوصاف حمید اوکہ و بیگاہ ہمی خوانی
زباں راشت و شوباید بابِ جنت و کوثر
وزاں پس نام محی الدین بپاکی برزباں رانی



(22) بد سہی چور سہی مجرمِ ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

حل لغات وتشریح:

بد: بُرا
سہی: مان لیا، فرض کیا، بالفرض
ناکارہ: نکما، مجرم ناکارہ: اضافت توصیفی ہے بمعنیٰ نکما مجرم
کیسا ہی سہی: جیسا بھی ہے، جتنا بھی بُرا سہی
کریما: اے کرم کرنے والے، کریما میں الف ندائیہ ہے

اے غوث اعظم! میں نے مانا میں چور بھی ہوں نکما بھی ہوں اور مجرم ہونے کے ساتھ ناکارہ اور نکما بھی ہوں لیکن جیسا بھی ہوں آپ کا ہی تو ہوں۔ آپ تو نکموں کو کام کا اور چوروں کو قطب بنانے والے ہیں۔

اس شعر میں ان بیسوں واقعات کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں غوث اعظم کے دامن سے وابستہ ہو کر چور قطب بن رہے ہیں، چور ڈاکو توبہ کر رہے ہیں اور گمراہوں کو ہدایت نصیب ہو رہی ہے۔ اگر تفصیلاً یہ واقعات پڑھنے کا شوق ہو تو آپ کی سوانح حیات پہ لکھی جانے والی کسی کتاب کا بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے یہاں صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں تا کہ آپ کو اندازہ ہو کہ کس کثرت کے ساتھ لوگ آپ سے فیض یاب ہوتے تھے اور ہو رہے ہیں۔

(تفریح الخاطر صفحہ ۱۳۱ پہ ہے کہ) ایک دن آپ کو حکم ہوا کہ سات سو مردوں اور سات سو عورتوں کو واصل باللہ کر دو چنانچہ آپ نے ایک طرف سات سو مرد اور دوسری طرف سات سو عورتوں کو بٹھا کر نگاہ ولایت سے ان کے دلوں کو صاف کر کے سب کو ولی اللہ بنا دیا۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ بچپن میں قافلے کے ساتھ جیلان سے بغداد تعلیم کے سلسلہ میں جا رہے تھے تو ساٹھ ڈاکو حملہ آور ہوئے اور قافلے کو لوٹ لیا آخر آپ کی سچائی سے متاثر ہو کر تائب ہوئے اور لوٹا ہوا مال واپس کر کے صف اولیاء میں شامل ہو گئے۔ (قلائد الجواہر، نفحات الانس، سفینۃ الاولیاء، نزہۃ الخاطر)

آیا جو در پہ تیرے پہنچا وہ عرش پر
پایۂ عالی ہے پایا جس نے پایا آپ کو

ایسے رُتبے کا کہو پھر کون شایاں ہو سکے
کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالیٰ آپ کو

O

(23) مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو، یوہیں
کہ وہی ناں؟ وہ رضا بندۂ رسوا تیرا

حل لغات وتشریح:

رسوا: بدنام
یوہیں: ایسے ہی، اسی طرح
وہی ناں: وہی (احمد رضا جو غوث اعظم کا اپنے آپ کو غلام کہلاتا تھا)

اے غوث پاک: اگر کوئی مجھے ذلیل ورسوا کرنے کی کوشش کرے گا تو لوگ کہیں گے یہ وہ شخص تو نہیں ہے جو کہتا تھا میں غوث پاک کا غلام ہوں؟ لہٰذا میری لاج آپ کے ہاتھ میں ہے اور میری رسوائی سے آپ کی عزت وبجپالی پر بھی حرف آئے گا۔

اعلیٰ حضرت کے اس محبوبانہ انداز میں غلامی کا وہ رنگ جھلکتا ہے کہ جو نا قابل بیان اور احاطہ تحریر سے وراء الوراء ہے۔ اسی غلامانہ خلوص کی برکت تھی کہ آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ غوثیت مآب جلوہ فگن رہا۔ بقول شیخ نور اللہ سورتی علیہ الرحمۃ

گر نہ بینی در نبوت مصطفیٰ راہمسریں
شیخ محی الدیں ندارد ثانی خود نیز ہم
کز کمالات تصرفہا کہ خاصہ شان اوست
گر کسے خواہد بیاں کردن نگردد بیش وکم

O

(24) ہیں رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سیّدِ جیّدِ ہر دھر ہے مولا تیرا

حل لغات وتشریح:

ہیں: تعجب کا کلمہ ہے

یوں: اس طرح یا ایسے ہی

بلک: رونا، کہا جاتا ہے "بلک بلک کے رونا" یعنی مسلسل دکھ کے ساتھ روتے رہنا

جیّد: باکمال، بے مثال، لاجواب

سید: آقا ومولا

دھر: زمانہ واہل زمانہ

مولا: مالک

اے احمد رضا! تو اس طرح بلک بلک کے اپنے ناکارہ ونکما ہونے پر کیوں روتا ہے کوئی بات نہیں اگر تیرے اندر کوئی کمال نہیں تو تیرا آقا و مولی (غوث اعظم) تو سارے جہان کے کمال والوں کا سردار ہے۔

یہ شعر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مشہور فرمان (ان لم یکن مریدی جید فانا جید۔ اگر میرا مرید باکمال نہیں تو میں تو باکمال ہوں) کا خلاصہ ہے۔ غوث پاک کس قدر باکمال ہیں اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگالیں کہ قلائد الجواہر صفحہ ۲۳ پہ ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بغداد شریف میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ کے ساتھ سواری پر موسیٰ علیہ السلام بھی تھے، حضور علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کر کے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یا موسیٰ افی امتک رجل ھکذا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام)! کیا آپ کی امت میں کوئی اس شان کا بندہ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! لا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور

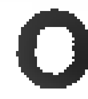
پھر حضور علیہ السلام نے مجھے خلعت سے نوازا۔

وہ لوگ جو غوث پاک کی عظمت کے منکر ہیں وہ آپ کی ذات کو ان حوالوں سے پہچانیں کیونکہ بقول حضرت مجدد الف ثانی "یہ لوگ اللہ کے ہم نشین ہیں جس نے انہیں پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا)۔ (مکتوبات دفتر دوم صفحہ ۵۳)

جنہوں نے پہچان لیا وہی تو ہمیں بتا گئے۔

بغداد شہر دی کی اے نشانی کوئی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
انہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں کرساں میراں میراں ہو

(ولی را ولی می شناسد)



(25) فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرا تیرا

حل لغات وتشریح:

فخر: بزرگی، بڑائی
نظم: نثر کا مقابل، شعر وقصیدہ، منظوم، کلام
رفیع: بلند
ثنا خواں: تعریف کرنے والا

اے احمد رضا! اپنے آقا و مولا سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی عظمت وشان کے سلسلہ میں ایک اور منقبت بھی لکھ دے اور ان کی بارگاہ میں پیش کر کے اپنا نام ان کے مداحوں میں لکھا لے تا کہ ان کے کرم کی بارش تیرے اوپر برستی رہے کیونکہ۔

وہ عبدالقادرِ قدرت نما ہیں
وہ محبوب حبیب کبریا ہیں
وہ ہیں نورِ نگاہِ شاہِ طیبہ
وہ دل بندِ جناب مرتضیٰ ہیں
نہیں ان سا کوئی واللہ باللہ
امام اولیاء واصفیاء ہیں

آپ کے کرم کا کون کونسا واقعہ بیان کیا جائے ایک شخص روتا ہوا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور عذاب میں مبتلا ہے مجھے اس نے خواب میں کہا ہے کہ جا کر غوث پاک سے میرے لیے دعا کراؤ۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ کبھی زندگی میں میرے مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرا تھا؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ خاموش ہو گئے دوسرے دن پھر حاضر ہوا اور خوشی سے عرض کیا کہ میرا والد آج پھر مجھے خواب میں ملا ہے سبز لباس پہنے مسکرا رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے۔

قد رفع عنی العذاب ببرکۃ الشیخ عبدالقادر

شیخ عبدالقادر جیلانی کی برکت سے میرا عذاب ٹل گیا ہے اور تو ان کی خدمت میں حاضری دیتا رہا کر۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

ان ربی عزوجل قدو عدنی ان یخفف العذاب عن کل من عبر علی باب المدرسۃ من المسلمین۔

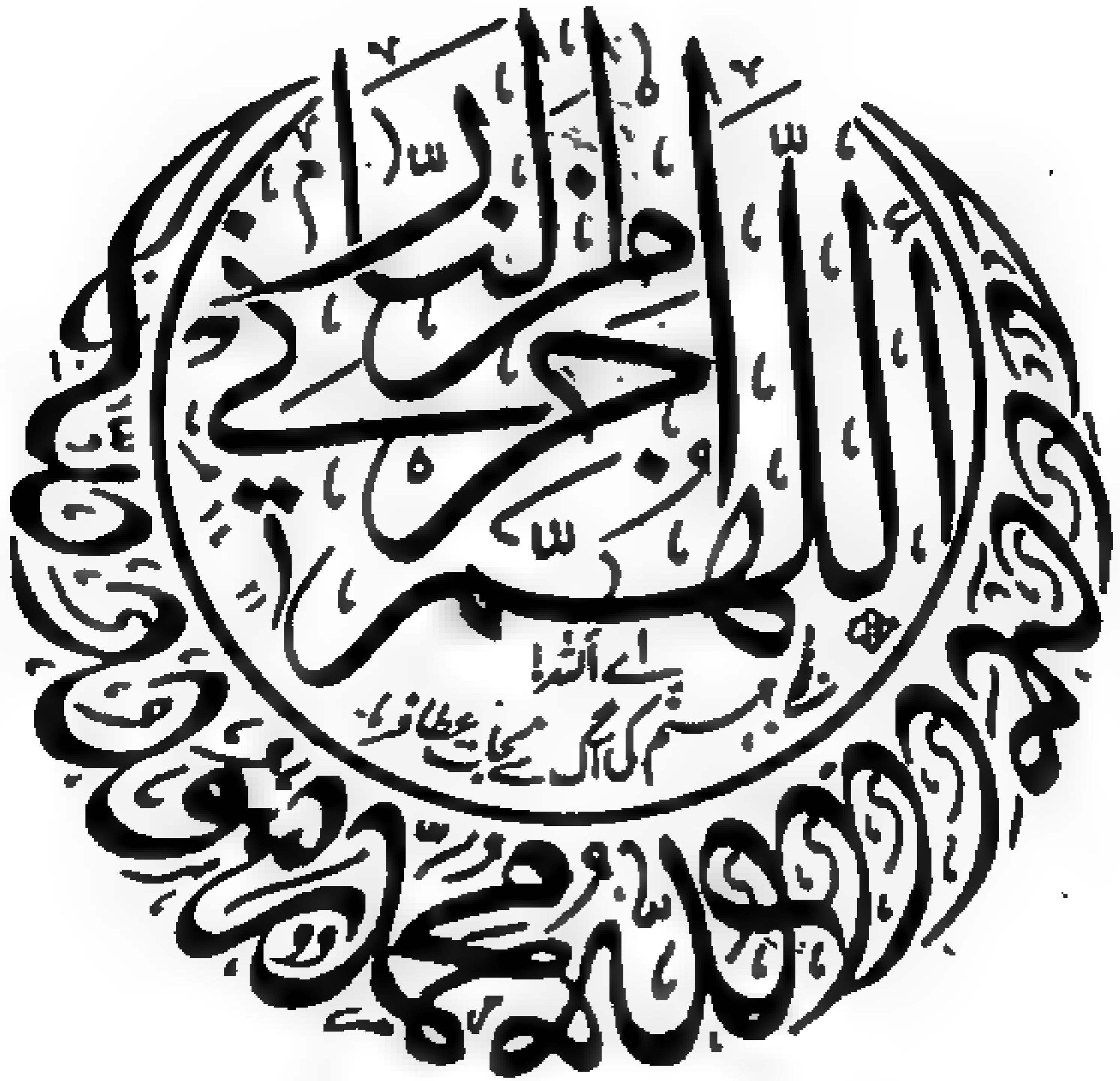
اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو تیرے مدرسہ کے دروازے کے پاس سے بھی گزر جائے گا اس پر عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، سفینۃ الاولیاء)

اس سے معلوم ہوا کہ غوث اعظم کا مشن جاری رکھنے والے مدارس پر کس قدر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ لیکن

گر خدا خواھد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہء پاکاں کند

جب خدا کسی کو ذلیل کرتا ہے تو اس کے دل میں ولیوں کا بغض پیدا کر دیا جاتا ہے اس لیے اولیاء کرام کے گستاخوں کے مدارس اس رحمت سے محروم ہیں۔





وصل سوم

در حُسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی اللہ عنہ

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت نمبر ۳

(1) تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

حل لغات وتشریح:

شیدا: عاشق

غیث: بارش، سیراب کرنے والا پانی

پیاسا: چاہنے والا

اے محبوب سبحانی! آپ ایسے فریادرس ہیں کہ تمام اولیاء کاملین (جو اپنے اپنے مریدین کو فیض دیکر! ان کی دستگیری فرماتے ہیں) آپ پر شیدا و قربان ہو رہے ہیں اور دوسروں کو فیض دینے کے لیے آپ سے فیض حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔

غوث کا معنیٰ لغت کے اعتبار سے فریادرس ہے (غیاث اللغات)

اور یہ آپ کا لقب من جانب اللہ ہے۔ جیسا کہ تفریح الخاطر میں ہے:

کلما ذکر الغوث فالمراد به هو رضی الله عنه لانه مخاطب من الحق به.

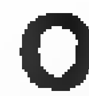
جب بھی غوث کا لفظ بولا جائے گا آپ ہی مراد ہوں گے کیونکہ اللہ کی طرف سے آپ کو اسی لفظ کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔

جن لوگوں کو اس دور میں ہر بات کے اندر شرک نظر آتا ہے وہ لفظ غوث پر بھی معترض ہیں اور پھر غوث اعظم کا لفظ تو انہوں اللہ کے لیے ایسا مختص کر لیا ہے کہ غوث اعظم کانفرنس کے نام سے اشتہار چھاپ کر بتاتے ہیں کہ غوث اعظم اللہ ہے اور کوئی نہیں۔ عجیب مت ماری گئی ان لوگوں کی بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ غوث اعظم اللہ ہے؟ بندے کو خدا خود بناتے ہیں اور مشرک ہمیں کہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے توقیفی ناموں میں غوث اعظم کوئی نام نہیں اور انہی ناموں میں سمیع. بصیر . رؤف . رحیم .مومن . علی. غنی . اکبر وغیرہ ہیں جو مخلوق پر بولتے ہیں تو شرک کا فتویٰ یاد نہیں آتا اور غوث اعظم۔ گنج بخش غریب نواز۔ مشکل کشا جو اللہ کے نام ہی نہیں وہ مخلوق پہ بولنا شرک کہتے ہیں

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

(حالانکہ خود ان کے بزرگوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو غوث اعظم کہا ہے۔

(دیکھیے صراط مستقیم فارسی صفحہ ۵۶، ۱۳۲، ۱۲۷ مصنفہ اسماعیل دھلوی۔ فتاویٰ نذیریہ، مصنفہ مولوی نذیر احمد دہلوی فتاویٰ اشرفیہ صفحہ ۴ جلد ۳۔ التذکیر صفحہ ۱۰۴ جلد ۳۔ دعوات عبدیت صفحہ ۱۷ جلد ۵۔ تصانیف اشرف علی تھانوی۔ عیون زمزم مصنفہ مولوی عنایت اللہ گجراتی۔ اگر ضد اور بغض نہیں تو شاید یہ لوگ حقیقت مجاز کے معانی سے بھی واقف نہیں)



(2) سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حل لغات وتشریح:

افق: آسمان کا کنارا کہ جہاں پہ دیکھنے والوں کو زمین آسمان ملتے نظر آتے ہیں مراد

مجازاً آسمان ہے۔

مہر: سورج

اے قطب ربانی! تمام اولیاء کرام کے فیض کے سورج اپنے اپنے وقت میں لوگوں کو فیض عطا کرتے رہے اور پھر نظروں سے غائب ہو گئے لیکن آپ کے فیض کا سورج کبھی غروب نہ ہوگا کیونکہ آپ علی قدم النبی بدر الکمال ہیں۔

اس شعر میں قصیدہ غوثیہ شریف کے ایک شعر کی طرف تلمیح ہے

غربت شموس الاولین و شمسنا

ابدا علی افق العلیٰ لا تغرب

پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ آسمان کی بلندی پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا۔

صوفیاء کرام کی تصریحات کے مطابق ہر دور میں کسی نہ کسی شخصیت کے پاس غوثیت کا منصب موجود رہا کیونکہ اس کے بغیر زمین قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبد اور وزراء کے القاب عبدالرب اور عبدالملک ہیں غوث اکبر اور غوث ہر غوث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ کے وزیر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر صدیق اکبر مقام غوثیت پہ فائز ہوئے اور وزارت فاروق و عثمان کو عطا ہوئی۔ ان کے بعد فاروق اعظم مقام غوثیت پر فائز ہوئے اور وزارت غنی و علی کو نصیب ہوئی پھر عثمان غنی غوث ہوئے تو علی و حسن وزیر۔ حضرت علی غوث ہوئے تو حسنین کریمین وزیر بنے، پھر یہ سلسلہ ائمہ اہل بیت میں بترتیب مشہور جاری ہوا تو امام حسن عسکری تک پہنچا اور اس کے بعد یہ منصب شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس آیا، آپ غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی اور آپ کے بعد امام مہدی تک جتنے بھی غوث ہوں گے سب آپ کے نائب ہوں گے پھر یہ غوثیت کبریٰ امام مہدی کو منتقل

ہو جائے گی۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۴۳ جلد ۱)

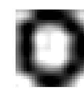
شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ آپ دور ونزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں اور آپ کے بعد آنے والے تمام اولیاء کے کمالات آپ کے طفیل ہیں۔ (ھمعات)

(تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ پہ ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولایت کے مقام پر فائز کرنا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے۔ ان یاخذ وا بحضور المصطفی۔ کہ اس کو میرے محبوب کی بارگاہ میں لے جاؤ۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں خذوه الی ولدی السید عبدالقادر یری لیاقته واستحقاقه بمنصب الولایة۔ اے میرے بیٹے سید عبدالقادر کے پاس لے جاؤ وہ دیکھیں اس میں ولایت کا کتنا استحقاق ولیاقت ہے۔

حضرت غوث اعظم جب اس کو منصب ولایت کے قابل سمجھتے ہیں تو اس کا نام رجسٹر محمدی میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں اور پھر اس کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں خلعت ولایت عطا فرماتے ہیں۔

فهذه العهدة متعلقة بحضرت الغوث الی یوم القیمة.

یہ عہدہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس قیامت تک رہے گا اور اس مقام میں کوئی ولی آپ کے مماثل نہیں ہے۔ ہر زمانے کے اولیاء واقطاب آپ کی ذات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔



(3) مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں
ہاں! اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

حل لغات وتشریح:

اصیل: اچھی نسل والا

نواسنج: نغمہ گانے والا

اے شیر یزدانی! دنیا بھر کے مرغ ایک خاص وقت میں بول کر خاموش ہو جاتے ہیں مگر آپ کا نسلی اور طاقتور مرغ ہمیشہ بولتا رہے گا۔

مندرجہ بالا شعر سیدنا ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کے شان غوثیت مآب میں ایک قول کی طرف اشارہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا:

کل دیک یصح ویسکت الا دیکک فانه یصح الی ان تقوم القیامة .

(سب کی عظمت وشان) کا پرندہ مخصوص اوقات میں چہچہاتا رہا مگر آپ (کی عظمت) کا مرغ ہمیشہ (آپ کی شان میں) بانگیں دیتا رہے گا کیونکہ آپ کا ارشادگرامی ہے۔

الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملائکه لهم مشائخ وانا شیخ الکل .

انسانوں، جنوں اور فرشتوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور میں سب کا شیخ (شیخ الکل) ہوں۔ جو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کرے آپ اس کو یوں للکارتے ہیں۔

ونحن لمن قد سانا سم قاتل
فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۴)

جو ہماری برائی کرے ہم اس کے لیے زہر قاتل ہیں اور جو نہ مانے وہ ہمیں آزمائے پھر شانِ قدرت دیکھے۔

؎ تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانہ ما

ہمارے نعرے کے منکر کو کہہ دو کہ تو نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے تیرے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا اور ہمارا نعرہ تا قیامت گونجتا رہے گا۔

؎ اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے جلد آ غوث اعظم
تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا
تو مشکل ہوئی ہے فنا غوث اعظم
نعرہ غوثیہ ...... یا غوث اعظم

O

(4) جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

حل لغات وتشریح:

ولی: دوست، پیارا، قریبی (ولی اللہ)
قبل: پہلے (از اسمائے جہات ستہ)
بعد: پیچھے، تا قیامت (از اسمائے جہات ستہ)

اے شہباز لامکانی! کائنات میں جتنے اولیاء اللہ آپ سے پہلے ہو گزرے یا آپ کے دور میں ہوئے یا قیامت تک ہوں گے، اے میرے آقا غوث

اعظم! ان سب کے دلوں میں آپ کے لیے ادب واحترام کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کا فرمان ہے:

اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معه الی یوم القیمة۔

اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی ولی بنایا یا قیامت تک بنائے گا وہ سب آپ کا (غوث اعظم کا) احترام کرتے ہیں۔

ایک دن حضرت غوث اعظم وعظ فرما رہے تھے اور منبر سے اُٹھے، چند یوم چل کر فرمایا یا اسرائیلی قف فاسمع کلام المحمدی ۔ اے اسرائیلی! رک جا اور محمدی کا کلام سن کے جا۔

جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ماجرا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علیہ السلام جا رہے تھے تو میں نے ان کو روکا کہ میرا کلام سن کے جائیں تو وہ رُک گئے۔

(مکتوبات شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵، اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۹)

کتاب "روضۃ النواظر ونزہۃ الخواطر" میں ان مشائخ کا ذکر فرمایا گیا ہے جنہوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ ومقام کی شہادت دی ان میں حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کا بھی ذکر ہے اور یہ تصریح بھی ہے کہ آپ کے بعد والے اولیاء اور آپ سے پہلے دنیا میں آنے والے اولیائے کرام سارے کے سارے آپ کے مرتبے اور مقام کو مانتے ہیں اور کوئی بھی آپ کی شان کا منکر نہیں ہوا۔

لیکھاں اُتے پھیرے لیکاں نالے بدل دیوے تقدیراں
اس دے در تے آون والیاں بن گیاں جلیوں ہیراں
لکھ دیوے مریداں تائیں جنت دیاں تحریراں
ایویں تے نہیں سلطان باہو جے کردے میراں میراں

(5) بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم
که ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حل لغات وتشریح:

بقسم کہتے ہیں: قسم کھا کر کہتے ہیں
شاہان: شاہ کی جمع بمعنیٰ بادشاہ
صریفین اور حریم: دو جگہوں کے نام ہیں
ھمتا: مثل

اے قندیل نورانی! صریفین اور حریم مقامات کے ولیوں کے سردار آپ کے ہمعصر اولیاء کرام، قسم اٹھا کر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ولیوں میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔

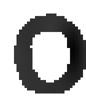
دو مقامات کے اولیاء کا ذکر بطور برکت وتمثیل فرمایا گیا وگرنہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے بلکہ گلدستہ کرامات میں ہے کہ ایک مرتبہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے پیار فرمانے لگے لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ سے کچھ زیادہ ہی پیار فرمایا۔ ابھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کا سبب پوچھنے ہی والی تھیں کہ آپ نے خود ہی فرمایا! اے بیٹی! ابھی جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر مجھے بتایا ہے کہ حسین کی نسل سے ائمہ کرام پیدا ہوں گے اور حسن کی نسل سے ایسا ولی پیدا ہو گا جس کا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پہ ہو گا اس پر حضرت فاطمہ خوش ہو گئیں۔ (صفحہ ٦١) سیرت غوث اعظم صفحہ ۱۱ پہ ہے کہ شیخ موسیٰ سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مکاشفات اولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے ایک دن مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا قدمہ علی رقبتـــی۔ اس کا قدم میری گردن پر۔ پھر مراقبہ میں چلے گئے۔ جب فارغ

ہوئے تو مریدین نے اس کا سبب پوچھا! تو آپ نے فرمایا! آج سے دوسو سال بعد اس سرزمین پر ایک ولی اللہ، اللہ کے حکم سے اعلان کرے گا کہ ”اس کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے“ تو میں نے سوچا کیوں نہ ایسے پیاری شان والے کا قدم میری بھی گردن پر ہو، اسی خیال سے میں نے کہا قدمہ علی رقبتی (کہ صرف بعد والوں کی گردنوں پر ہی نہیں پہلوں کی گردنوں پر بھی)

حضرت شیخ خلیفۃ الاکبر نے حضور علیہ السلام سے خواب میں غوث پاک کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا صدق الشیخ عبدالقادر فکیف لا وھو القطب وانا ارعاہ۔ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور کیوں نہ ہو وہ قطب زمانہ ہیں اور میری نگرانی میں ہیں۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰، قلائد الجواہر صفحہ ۲۵)

امام حسن عسکری نے ایک جبہ اپنے ایک معتبر مرید کو دیکر فرمایا یہ جبہ عبدالقادر جیلانی کو بحفاظت پہنچانا ہے چنانچہ نسل در نسل چلتا ہوا پانچویں صدی میں غوث اعظم کو ملا۔



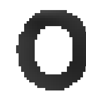
(6) تجھ سے اور دھر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا

حل لغات وتشریح:

دھر: زمانہ
اقطاب: قطب کی جمع، ولایت کا درجہ، جس میں ولی اللہ کو اللہ کی طرف سے ملک کا انتظام سپرد ہوتا ہے
چیلا: خادم یا شاگرد جیسے پہلوانوں کی اصطلاح میں پٹھہ بولتے ہیں

اے غوث صمدانی! زمانے بھر کے اقطاب کا آپ سے کیا مقابلہ؟ وہ تو سارے کے سارے آپ کے خادم اور فیض یافتہ ہیں پھر شاگرد کا استاد سے کیسے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

شیخ و مخدوم و مولانا عبدالقادر جیلانی
سلطان و غوث و سیدنا عبدالقادر جیلانی
تم ہو مقبول ربانی تم ہو غوث سبحانی
تم ہو مظہر ذات یزدانی عبدالقادر جیلانی
تیرا بڑا بلند ستارہ قدموں میں تیرے عالم سارا
ہر سمت بجتا تیرا نقارہ عبدالقادر جیلانی
تو ہر خادم کا ہمدم ہے محفوظ تیرا ہر خادم ہے
ورد سے اسم اعظم ہے عبدالقادر جیلانی



(۷) سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

حل لغات وتشریح:

سارے: تمام، سب کے سب

جہاں: دنیا

اقطاب: جمع قطب کی (ولایت کا درجہ)

طواف: بیت اللہ کے گرد چکر لگانا

در: دروازہ

والا: بلند وبالا

اے مقبول ربانی! دنیا بھر کے اقطاب (اولیاء اللہ) تو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن آپ کا دربار عالی وہ ہے کہ بحکم الٰہی خود کعبہ اس کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ بظاہر یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے کہ کعبہ جس کا ساری دنیا طواف کرتی ہے وہ خود کسی کا طواف کرے بلکہ بعض لوگوں کو ہوسکتا ہے فتویٰ شرک بھی یاد آجائے لیکن حقیقت بیں نگاہیں اور انصاف پسند مسلمان جو ولایت کے مقام کو سمجھتے ہیں ان کے لیے اس میں اچنبے والی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ یہ بات حدیث کی روشنی میں مسلم ہے کہ ولی اللہ، کعبۃ اللہ سے افضل ہے۔ ترمذی صفحہ ۲۷۲ اور ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ طواف کعبہ کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمۃ عنداللّٰہ منک

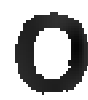
اے کعبہ! تیری بڑی عظمت وشان ہے مگر مرد مومن کی شان اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ اگر کعبہ اللہ، اللہ کے انوار وتجلیات کا مرکز ہے تو مرد مومن کا دل عرش اللہ ہے۔ مولائے روم فرماتے ہیں

ے دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آزر است
دل گزرگاہ جلیل اکبر است

مفسرین وفقہاء کے ہاں اس مسئلہ کی تصریح ملتی ہے کہ کعبہ اللہ کا کسی ولی اللہ کے استقبال کو چل کر جانا ممکن ہے اور اس کو ولی اللہ کی کرامت سمجھا جائے گا۔ (روح البیان، ج ۱، صفحہ ۸۹۹، فتاویٰ دیوبند) جس طرح کہ حضور علیہ السلام کے لیے معجزۂ معراج سے واپسی پر قریش مکہ کے مطالبے پر بیت المقدس کو آپ کے سامنے لایا گیا۔ نبی کا معجزہ ولی کی کرامت ہوتی ہے، طاقت وہاں بھی خدا کی ہوتی ہے یہاں بھی مگر اُس کا

اظہار نبی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔اس کا ولی کے ہاتھوں۔

پھر کعبہ تو فضا کا نام ہے نہ کہ مکان کا، اسی لیے کعبے کی چھت پہ نماز جائز ہے اسی طرح اگر کوئی جبل ابو قبیس پہ نماز ادا کرے تو اگر چہ کعبہ کی عمارت سے اونچا ہے مگر نماز ہو جائے گی اور اگر خدانخواستہ کعبۃ اللہ کی عمارت نہ رہے تو تب بھی اس جہت کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں گی اور اگر اس مکان کو کہیں دوسری جگہ منتقل کر دیں اور پھر اس کی طرف نماز پڑھنی شروع کر دیں تو جائز نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شعر میں کوئی محال لازم نہیں آتا۔



(8) اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حل لغات وتشریح:

پروانے: روشنی پر آکر جان دینے والی تتلیاں، پتنگے
نثار: قربان، نچھاور
شمع: موم بتی، فانوس

اے مظہر ذات یزدانی! سارے جہان کے اولیاء پروانہ وار کعبۃ اللہ پہ قربان ہو ہو جاتے ہیں لیکن آپ ایسی شمع ہیں کہ کعبہ آپ پر پروانہ وار نثار ہو رہا ہے۔
علماء امت کی تصریحات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ صرف تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اہل اللہ کے استقبال کے لیے کعبہ خود چل کر آتا ہے۔

ومنه زيارة الكعبة ببعض الاولياء (روح البیان ص ۲۷۶ ج ۴)

اور اسی سے ہے کعبۃ اللہ کا ولی اللہ کی زیارت کو جانا۔
بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں علامہ امام ابن نجیم لکھتے ہیں:

الکعبة اذا رفعت عن مکانها لزیارة اصحاب الکرامة ففی تلک الحالة جازت الصلوة الی ارضها۔

اگر کعبہ شریف اپنی جگہ سے اولیاء کرام کی زیارت کے لیے اٹھالیا جائے تو ایسی صورت میں کعبہ کی زمین (فضا) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے گی۔

بعینہ یہی حوالہ انہی الفاظ کے ساتھ ردالمختار (فتاویٰ شامی جلد اصفحہ ۳۱۲) میں دیکھا جاسکتا ہے۔

اور ایک مقام پہ امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

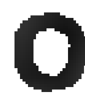
والانصاف ماذکره الامام النسفی حین سئل عما یحکی ان الکعبة کانت تزور واحدا من الاولیاء هل یجوز القول به فقال نقضا للعادة علی سبیل الکرامة لاهل الولایة جائز عند اهل السنة۔

انصاف کی بات وہی ہے جو امام نسفی علیہ الرحمۃ نے فرمائی جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ایسا کہنا جائز ہے کہ کعبۃ اللہ، ولی اللہ کی زیارت کو جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا! ہاں کرامت کے طور پر اہل سنت کے نزدیک ایسا جائز ہے۔

نزہۃ البساطین ترجمہ روض الریاحین صفحہ ۳۷ مصدقہ اشرف علی تھانوی میں ہے کہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے پیچھے ایک ایسی نماز ادا کی کہ جب ہم عالم استغراق سے باہر آئے تو کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے دیکھا۔

خود مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب بوادر النوادر میں اس مسئلہ کے اثبات میں سات احادیث لکھی ہیں۔

غوث اعظم جانِ من جانانِ من
غوث اعظم جان جاناں بخ تن



(9) شجرِ سروِ سہی، کس کے اوگائے تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھلایا؟ تیرا

حل لغات وتشریح:

شجر: درخت
سروِ سہی: سرو کا بالکل سیدھا درخت جس سے شعراء اپنے محبوب کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں
کس کے: سوال کے لیے یعنی کس شخص کے؟
اوگائے: اُگانا سے ہے
معرفت: پہچان
کھلایا: شگفتہ کیا

اے ذوالبیانین! طریقت و روحانیت کے سیدھے درخت آپ نے ہی تو بوئے ہیں اور معرفت وتصوف کے غنچوں کو شگفتہ کر کے آپ نے ہی تو پھولوں کی شکل دی ہے جن کی خوشبو سے ساری دنیا آج تک معطر ہے۔

تاریخ روحانیت وتصوف میں کئی ادوار ایسے بھی آئے ہیں کہ اولیائے کرام کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی لیکن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جب احیاء دین کا جھنڈا اٹھایا تو سلاسل طریقت میں نئی جان ڈال دی اور ان سلاسل کو دبانے کے تمام فتنے اپنی موت آپ مر گئے اس لیے تمام سلاسل طریقت پر آپ کا یہ احسان ہے جو ہر دور کے اولیاء کرام نے تسلیم کیا اس سے دیگر سلاسل کی توہین مقصود نہیں بلکہ سلسلہ قادریہ کی تفضیل کی طرف اشارہ ہے۔

از شراب غوث اعظم گلشن و گلزار مست
شاخ مست و میوہ مست و برگ مست و بار مست
رو سوئے بغداد بنگر در و دیوار مست

شہر مست و خانہ مست و کوچہ و بازار مست
در لباس شاہ جیلانی ببیں مستی تمام
جامہ مست و خرقہ مست و جبہ و دستار مست

O

(10) تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

حل لغات وتشریح:

نوشاہ: دولہا
گلزار: باغ، مجازاً دنیا مراد ہے
فصل: موسم (بہار)
سمن: چنبیلی کا سفید و پیلا پھول
گوندھ کے: پرو کے یعنی دھاگے میں پرو کر لڑی بنا کر ہار یا سہرا بنانا

اے کریم الجدین والطرفین! آپ ہی دولہا ہیں اور سارا جہان آپ کا براتی ہے، موسم بہار نے چنبیلی کے سفید و پیلے پھولوں کا سہرا پرو کر آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ ہر دور کے اولیاء کرام کا غوث پاک کی بارگاہ میں خراج تحسین پیش کرنا مندرجہ بالا شعر کی وضاحت وصداقت کے لیے کافی ہے۔

ایک حقیقت واقعیہ:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا! آپ کو کب اور کیسے معلوم ہوا کہ انک ولی اللّٰہ؟ آپ اللہ کے ولی ہیں۔

آپ نے فرمایا! میں بارہ سال کی عمر میں اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے جایا کرتے تھافاری الملائکۃ تمشی حولی۔ میں دیکھتا کہ میرے اردگرد فرشتے چلتے ہیں۔

فاذا وصلت الی المکتب سمعت الملائکۃ یقولون افسحوا لولی اللّٰہ حتی یجلس.

اور جب میں مدرسہ پہنچتا تو فرشتے اعلان کرتے، جس کو میں سنتا کہ ہٹ جاؤ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۲، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۳، بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۱)

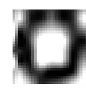
قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۵ پہ ہے کہ آپ نے فرمایا! بچپن میں جب میں مدرسہ جاتا تو روزانہ انسانی شکل میں ایک فرشتہ میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا، میں پڑھتا رہتا اور وہ میرے پاس بیٹھا رہتا مگر مجھے پتہ نہ چلا یہ کون ہے ایک دن میں نے اس سے پوچھ لیا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا:

انا من الملائکۃ ارسلني اللّٰہ تعالٰی اکون معک ما دمت فی المکتب.

میں فرشتوں میں سے ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتا ہوں کہ مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہوں۔

فرماتے ہیں ایک دن میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں نہیں جانتا تھا اس نے جب فرشتوں کا یہ اعلان سنا، ہٹ جاؤ تا کہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے تو اس نے فرشتوں سے پوچھا ما هذا الصبی ؟ یہ بچہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا۔ هذا من بیت الاشراف یہ سادات کے گھرانے سے ہے اور عنقریب یہ بڑی شان والا ہوگا۔

(بہجۃ الاسرار)



(11) ڈالیاں جھومتی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حل لغات وتشریح:

ڈالیاں: ڈالی کی جمع یعنی درخت کی ٹہنیاں

جھومتی ہیں: مست ہو کر لہرا رہی ہیں

رقص: ناچ، اچھلنا کودنا

بلبل: باغ میں رہنے والا مشہور پرندہ

جھولتی ہیں: وجد میں آ کر آپ کا سہرا پڑھتی ہیں

اے صاحب البرھانین والسلطانین! صرف انسان ہی آپ سے محبت نہیں کرتے بلکہ درختوں کی ٹہنیاں بھی آپ کے دولہا بننے پر ناچ رہی ہیں اور وجد و خوشی میں جھوم رہی ہیں جب کہ بلبلیں مستی میں شاخوں پہ بیٹھ کر آپ کا سہرا گا رہی ہیں۔

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جس درخت، پتھر یا دیوار کے پاس سے گزرتے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے تو وہ چاند کی طرح روشن ہو جاتا ایک کی روشنی ختم ہوتی تو دوسرے میں منتقل ہو جاتی۔

واقعات سے متعلق ضروری وضاحت:

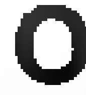
بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر وغیرہ آپ کے فضائل پہ مشتمل کتابیں ہیں اگر ان میں سو فیصد درست واقعات نہ بھی ہوں تاہم مناقب بھی چونکہ عقائد سے نہیں ہیں جن کے لیے نصوص قطعیہ درکار ہوں لہذا فضائل کے باب میں مذکورہ کتب سے نقل کافی ہے کیونکہ انہی کتابوں کو اسلاف نے غوث پاک کے فضائل و برکات کے سلسلہ میں مستند تسلیم کیا ہے۔

اور پھر بھی فضائل اس ہستی کے کہ جس نے بچپن میں جب بھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا الی یا مبارک۔ اے برکت والے! ادھر آ جا ہم نے تجھے کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کیا۔

اور جب جوانی میں کبھی نیند کا غلبہ ہوتا تو کانوں میں آواز پڑتی، اے عبدالقادر!

ہم نے تجھے سونے کے لیے تو نہیں پیدا کیا۔ (سفینۃ الاولیاء)

پھر فضائل و کرامات کا وہ کونسا باب ہوگا جو دوسرے اولیاء کرام کے لیے تو ممکن ہو اور غوث اعظم کے لیے ناممکن کہا جائے۔



(12) گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا

حل لغات وتشریح:

گیت: گانا
کلیوں: کلی کی جمع غنچہ یعنی بن کھلا پھول
چٹک: کلی کے کھلنے کی آواز
غزل: منظوم کلام کی ایک خاص قسم
چہک: خوشی سے کِھل جانا یا خوش الحانی میں بولنا
ساز: باجا، آلات غنا
ترانہ: ایک خاص قسم کا نغمہ

اے امام الفریقین والطرفین! گلشن ہستی میں کلیوں کے کھلنے آواز ہو یا بلبلوں کا چہچہانا ہو، باغ کے یہ دونوں ساز ہیں جو آپ کی عظمت شان کا ترانہ گا رہے ہیں۔

اگر کوئی سمجھے کہ مذکورہ اشعار میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے تو یہ اس کی حماقت و کم فہمی اور علماء حق اور اولیاء اللہ کے مقام سے بے خبری ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ مچھلی پانی میں اور چیونٹی اپنے سوراخ میں معلم خیر کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔ مذکورہ اشعار میں باغات کے لوازمات اور مناسبات کو اگر انہی معنوں میں لے لیا جائے تو کیا محال لازم آتا ہے۔ مزید براں شجر و حجر کی تسبیح اور اس پر ولٰکن لا تفقھون۔

تسبیحہم کی گواہی ہے۔استن حنانہ کی آہ وبکا(بحوالہ شفا شریف) حضور علیہ السلام کی اونٹنی کا باغ سے گزرتے وقت ٹہنیوں کا جھکنا اور بحوالہ وفاء الوفا حضور علیہ السلام ایک باغ سے گزرے تو کھجور نے بول کر کہا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔کیا یہ نظائر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے مذکورہ،عزت افزائی کے ثبوت کو کافی نہیں؟

جب کہ آپ کی علمی شان یہ ہے کہ **یتکلم فی ثلثۃ عشر علما۔**آپ تیرہ علوم میں گفتگو فرماتے۔اور سارا دن فقہ وتفسیر واحادیث وعلم کلام پڑھانے میں گزارتے،سوسو فقہاء جب آپ کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے تو ان کا علم سلب کر کے ان کو لاجواب کر دیتے۔محدث ابن جوزی جیسے آپ کی ایک آیت کی فرمائی ہوئی گیارہ تفسیروں کو جاننے اور اس کے بعد اسی آیت کی مزید چالیس تفسیروں میں سے ایک کو بھی نہ جاننے کا اقرار کرتے۔ان تمام اشارات کے اصل اور تفصیلی واقعات پڑھنے کے لیے دیکھیے۔

(طبقات کبریٰ،قلائد الجواہر،نزہۃ الخاطر،تحفہ قادریہ،تفریح الخاطر،اخبار الاخیار وغیرھا)



(13) صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

حل لغات وتشریح:

صف: قطار،سطر،لائن

سلامی: جھک کر تعظیم کرنا

مجرا: آداب بجالانا

اے صاحب السراجین والمعہاجین! ہر ہر درخت صف بستہ کھڑا ہو کر آپ کی تعظیم بجالارہا ہے اور درخت کی ہر ہر شاخ جھک جھک کر آپ کی بارگاہ کے

آداب بجالاتی ہے۔

اللہ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم کے لیے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ (الانبیاء)

جس دستر خوان سے حضور علیہ السلام نے ہاتھ صاف فرمائے اس کو آگ نہ جلا سکی۔ (مثنوی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے حضور علیہ السلام نے تنور میں روٹی لگائی تو آگ اس روٹی کو جلا تو کیا سکتی پکا بھی نہ سکی۔ اور بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے بت گرانے کی بجائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈیوٹی لگائی کیونکہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ لگ جائے تو قیامت کے دن ان بتوں کو آگ نہ جلا سکتی۔ (مدارج النبوت صفحہ ۲۸۶ صفحہ ۲)

درگاہ حضرت بل میں آگ لگی تو سب کچھ جل گیا مگر سرکار کا موئے مبارک محفوظ رہا۔ (نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۶۴)

جب یہ ساری باتیں حقیقت ہیں اور معجزے کے زمرے میں آسکتی ہیں تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کے لیے درخت کی ہر شاخ کا سلامی دینا بطور کرامت کیوں بعید از قیاس ہے؟

غوث الوریٰ غیث الندی نور الهدیٰ
بدر الدجیٰ شمس الضحی بل انورٗ
ولہ الفضائل المکارم والندیٰ
ولہ المناقب فی المحافل تنشرٗ
ما فی علاہ مقالۃ لمخالف
فمسائل الاجماع فیہ تسطرٗ

(عارف باللہ شیخ نور الدین ابوالحسن بن یوسف شطنوفی علیہ الرحمۃ)

(14) کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہیں آیا تیرا

حل لغات وتشریح:

گلستان: پھولوں کی جگہ، باغ
فصل بہاری: موسم بہار لانے والا
نیاز: حاجت
سلسلہ: زنجیر، خاندانی سلسلہ

اے شہنشاہ بغداد! دنیا میں کوئی ایسا گلستان نہیں جس کو فصل بہار کی ضرورت نہ ہو اور جتنے بھی سلسلے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کا فیض نہ پہنچ رہا ہو۔

چودہویں صدی کے چند متعصب اور جاہل صوفیوں اور پیروں کے علاوہ ہر زمانے کے اولیاء کرام نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض کو ہر سلسلہ میں تسلیم کیا ہے۔

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ بہاء الدین علیہ الرحمۃ نے تو یوں کہا ہے

؎ کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

کہ غوث پاک کا کتا شیروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ مگر میں عرض کرتا ہوں

؎ کہ بر پیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی۔ کہ غوث پاک کا کتا پیروں پر بھی بزرگی رکھتا ہے۔ (مہر منیر صفحہ ۳۰۶)

O

(15) نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

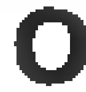
حل لغات وتشریح:

نہیں: استفہام اقراری کے لیے
منزل: درجہ، مقام
جلوہ: دیدار، نظارہ، روشنی
آئینہ: شیشہ اور آئینہ کا گھر، شیش محل

اے غوث الثقلین! کوئی بھی روشن چاند (ولی اللہ) ایسا نہیں ہے جس میں آپ کے نور کے جلوے جلوہ گر نہ ہوں اور کوئی بھی آئینہ (ولی اللہ کا روشن سینہ) ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا اجالا نہ ہو یعنی ہر روشن سینے میں آپ ہی کی روشنی ہے اور ہر ولی اللہ کا دل آپ ہی کے نور سے منور ہے۔

پنجاب میں کسی نے اس نور کی جھلک دیکھنی ہو تو سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے مزار انوار پہ حاضر ہو جائے یہ وہ صاحب مزار ہے کہ جس کی نگاہ غیر مسلم پر پڑے تو مسلمان کر دے اور مٹی پہ پڑے تو سونا بنا دے جیسا کہ آپ کی مشہور کرامات ہیں آپ فرماتے ہیں

؎ فقر را برد اشتم نظر از نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہر کہ بیند روئے من گردد ولی (رحمۃ اللہ علیہ)



(16) راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدّام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حل لغات وتشریح:

راج: حکومت

خدّام: خادم کی جمع خدمت گزار، نوکر، مرید

باج: خراج، محصول چنگی

نہر: دریا سے نکالی ہوئی شاخ مراد ہے شاگرد

دریا: جس سے نہریں نکلیں مجازاً استاد کامل مراد ہے

اے غوث الثقلین! دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں تیرے خدمت گار (اولیاء کرام) کی (روحانی) حکومت نہ ہو اور کوئی ایسی (فیض کی) نہر نہیں جس سے آپ کا دریائے معرفت محصول نہ لیتا ہو۔

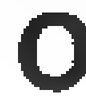
نظام کائنات کو اللہ تعالیٰ نے تین طرح سے چلایا ہے (۱) اہل معرفت (اولیاء کرام) (۲) اہل شریعت (علماء کرام) (۳) اہل حکومت (شاہان اسلام) سے اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یہ تینوں طبقات فیض کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں اولیاء اپنی گردنیں جھکا کر غوث پاک کے قدم مبارک کو اپنی گردنوں پہ تسلیم کیے بیٹھے ہیں، علماء کرام کے دلوں پر غوث پاک رضی اللہ عنہ کے علم کی دھاک مسلم ہے اور شاہاں وقت بھی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے در کے خوشہ چین نظر آتے ہیں۔ کوئی بادشاہ اگر کسی ظالم کو منصب قضا پر فائز کرتا تو آپ بادشاہ کو حکما فرماتے کہ ظالم شخص کو اللہ کی مخلوق کی گردنوں پہ مسلط کر کے قیامت کے دن مہربان رب کو کیا جواب دو گے، خلیفہ یہ سن کانپ اٹھتا اور ظالم قاضی کو معزول کر دیتا۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۶)

خلیفہ مستنجد باللہ آپ کی بارگاہ میں لوگوں کے سامنے دس تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی پیش کرتا ہے، آپ انکار فرمادیتے ہیں خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے دو تھیلیوں کو پکڑ کر نچوڑا تو ان سے خون بہنے لگا۔ فرمایا لوگوں کا خون نچوڑ کر میرے پاس لائے ہو، اگر مجھے خلیفہ کے آل رسول ہونے کا لحاظ نہ ہوتا تو اس خون سے اس کے محلات کو بہادیتا (جاؤ جن کا مال ہے ان کو واپس کرو)۔

(سفینۃ الاولیاء)

خلیفہ وقت حاضرِ مجلس ہو کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور ادب سے دست بستہ سامنے کھڑا ہو جاتا۔ آپ خلیفہ وقت کو تحریر لکھتے تو فرماتے! عبدالقادر تجھے حکم دیتا ہے ایسا کرو، وہ آپ کی تحریر کو چوم کر آنکھوں سے لگاتا، سر پر رکھتا اور تعمیل حکم کرتا۔ (بہجۃ الاسرار۔ سفینۃ الاولیاء)



(17) مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سے کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حل لغات وتشریح:

مزرع: کھیتی

چشت: ایک جگہ کا نام ہے جہاں سے سلسلہ چشت اہل بہشت کی ابتداء ہوئی

بخارا: ترکستان کا مشہور شہر جہاں صحیح بخاری کے مولف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے اور اس شہر میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، یہاں یہی موخرالذکر بزرگ مراد ہیں۔

عراق: سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں

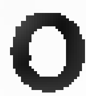
اجمیر: ہندوستان کا مشہور شہر ہے جو ہندالولی، عطائے رسول، غریب نواز، خواجہ معین

الدین حسن اجمیری علیہ الرحمۃ کا مدفن ہے

جھالا: موسلا دھار بارش

اے غوث اعظم! کھیت چاہے چشت و بخارا کا ہو یا عراق و اجمیر کا سب کو آپ ہی کے فیض کی موسلا دھار بارش سیراب کر رہی ہے یعنی تمام سلسلے آپ ہی کے فیض کے مرہون منت ہیں۔

شیخ صنعان کا مشہور واقعہ جس نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم اپنی گردن پہ ماننے سے انکار کیا تھا اس کی ولایت چھن گئی، ایمان خطرے میں پڑ گیا، بعد ازاں توبہ کرنے پر غوث پاک کی توجہ خاص نے راہنمائی فرمائی، ایمان بھی بچ گیا اور منصب بھی بحال ہو گیا مذکور شعر میں مرتبہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صداقت کے لیے یہی ایک واقعہ ہی کافی ہے۔



(۱۸) اور محبوب ہیں ہاں پر، سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

تشریح:

اور: دوسرے اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ (حروف عطف)

ہاں پر: ٹھیک ہے لیکن

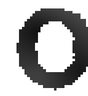
یکساں: برابر، ایک جیسے

اے غوث پاک! بے شک سارے اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں لیکن سب برابر تو نہیں ہیں، آپ کی شان محبوبیت تو یہ ہے کہ جو آپ سے محبت رکھے وہ خدا کا محبوب ہو جائے۔

کسی نے محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے محبوب الٰہی لقب کی وجہ سے کہا کہ آپ کی شان غوث پاک سے زیادہ ہے اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے مذکور شعر میں ایسے ہی غالی کی تردید فرمائی ہے۔
سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی محبوبیت کے ڈنکے صرف فرش پہ نہیں عرش پہ بھی بج رہے ہیں تبھی تو بچپن میں ہی آپ کے ساتھ فرشتے چلتے اور لوگوں کو آپ کی محبوبیت کی اطلاع دیتے اسی طرح ہر ولی اللہ بھی آپ کو محبوب رکھتا ہے، جو لوگ غوث پاک کے مقابلے میں کسی بھی ولی اللہ کو کھڑا کرنے کی کوشش میں ہیں وہ کسی بھی ولی اللہ کے منظور نظر نہیں ہو سکتے بلکہ غوث پاک کی بارگاہ میں مردود ہو کر تمام ولیوں کی بارگاہ سے دھتکار دیئے جاتے ہیں۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں کند



(19) اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

حل لغات وتشریح:

سو: ایک سو، مراد ہے بے شمار (اسم عدد)
فرد: لوگ اس کی جمع افراد ہے
بفراغت: آسانی سے
اوڑھیں: پہنیں
نیما: استعمال شدہ چھوٹا جامہ (کپڑا)

اے شیخ الجن والانس والملائکہ! آپ کا استعمال شدہ کپڑا جو چھوٹا ہو جانے کی وجہ سے آپ نے اتار دیا وہ سینکڑوں دیگر اولیاء کرام کو اپنے دامن میں آسانی سے لے سکتا ہے یعنی جو مقام آپ نیچے چھوڑ کر آگے پرواز کر گئے ہیں اس مقام پہ بھی سینکڑوں اولیاء اللہ رہ کر اپنی ولایت کے ڈنکے بجا رہے ہیں۔

غوث اعظم محمد کا محبوب ہے غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے

غوث اعظم کا مقام پوچھنا ہے تو کسی کوچوان یا رکشہ چلانے والے سے مت پوچھو! ہمارے ہاں یہ عام بیماری ہے کہ اولیاء کرام کے منکرین علماء اہل سنت کے پاس تو آنے کی ہمت نہیں رکھتے کوچوان سے پوچھیں گے میلاد کیسے جائز ہے جب کہ صحابہ نے نہیں منایا تھا؟ گیارہویں کیا قرآن میں ہے؟ ارے ان بیچاروں کو کیا پتہ ان مسائل کا، یہاں تو ایف اے، بی اے اور ایم اے کرنے والے دین کی الف ب بھی نہیں جانتے ابھی کل ہی ٹی وی پر ایک پروفیسر صاحب نے جو ایف اے کے لڑکوں کا امتحان لے رہے تھے پوچھا سونے کا نصاب کیا ہے (یعنی کتنا سونا ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے) ایک ہونہار طالب علم نے جواب دیا! سونے کا نصاب یہ ہے کہ دائیں کروٹ سویا جائے اور سونے سے پہلے کچھ تلاوت کر لی جائے۔

ایک دوسرے سے پوچھا کسی دو عجمی صحابیوں کے نام بتاؤ تو اس نے کہا ابو جہل اور ابو لہب (استغفر اللہ)

ایک سے بیوی کے حقوق پوچھے تو اس نے کہا بالکل وہی ہیں جو بہن کے ہوتے ہیں (معاذ اللہ) تو عوام الناس تو کالانعام ہوتے ہیں ان سے ایسے سوال کر کے مزید گمراہی میں نہ دھکیلو! ان کو غوث اعظم کے مقام کا کیا پتہ جو خدا کے مقام کو نہیں جانتے۔ غوث پاک کا مقام ولیوں سے پوچھو! قطبوں سے پوچھو! ابدالوں سے پوچھو! اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے پوچھو!

O

(20) گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

حل لغات وتشریح:

جھکنا: کسی کی تعظیم کے لیے عاجزی کرنا

سر بچھ جانا: سر زمین پر رکھنا

دل ٹوٹ گئے: ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے

کشف ساق: پنڈلی کھلنا مراد تجلی الٰہی کا ظہور

اے غوث اعظم! آپ کے قدم انور کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر کتنے ہی اولیاء اللہ کو قیامت کے دن کشف ساق کا منظر یاد آ گیا اور سمجھے کہ تجلی الٰہی ہے چنانچہ گردنیں جھک گئیں، سر زمین پہ رکھ دیئے گئے اور دل سینوں میں پھٹے جا رہے ہیں۔ حالانکہ ابھی وہ منظر کہاں آیا ہے یہ تو آپ کے قدم پاک کا کرشمہ ہے۔

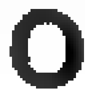
اگرچہ یوم یکشف عن ساق قرآنی آیت متشابہات میں سے ہے جس کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خیال ظاہر کیا ہے تاہم اعتراض کرنے والے بہانہ تلاش کرتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ مذکور شعر کو اس حدیث قدسی کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان الله تعالٰی قال من عادیٰ لی ولیا فقد اذنته بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سألنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه وما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مساء ته ولا بد له منه (بخاری شریف، مشکوۃ ص ۱۹۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میرا اس کو اعلان جنگ ہے اور سب سے زیادہ

فرضی عبادت کے ذریعے بندے میرے قریب ہوتا ہے اور بندہ ہمیشہ نفلی عبادت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب بن جاتا ہے پھر میں اس کے کان بن جاتا ہو جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ چھوتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، مجھ سے جو مانگے میں ضرور دیتا ہوں ...... الی اخرالحدیث، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں سے مراد جو بھی لیا جائے کم از کم شعر سمجھنے میں آسانی ضرور ہو جائے گی لیکن

بنا عشق نبی کے جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری



(21) تاج فرقِ عرفاء کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حل لغات وتشریح:

تاج: شاہی ٹوپی
فرق: سر کی مانگ
عرفاء: عارف کی جمع اللہ کی معرفت والے لوگ
باج: خراج، جرمانہ، محصول

اے شیخ الاولیاء! آپ کا قدم مبارک تو اولیاء اللہ کے سروں کا تاج ہے اور آپ کا پاؤں مبارک وہ ہے کہ اولیاء کے سر بھی اس کے آگے خم ہو کر ٹیکس ادا کرتے ہیں کیونکہ آپ کے قدم سے ان کی ولایت چل رہی ہے۔

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ جب آپ نے **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** کا اعلان فرمایا تو **قالت الملائکۃ صدقت یا عبداللہ**۔ فرشتوں نے

کہا اے اللہ کے بندے تو نے سچ کہا۔

زاد اللّٰہ تعالی جمع الاولیاء نورا فی قلوبھم وبرکۃ فی علومھم وعلوا فی احوالھم ببرکۃ وضعھم رؤسھم (قلائد الجواہر)

اللہ تعالیٰ نے تعمیل کرنے والے اولیاء کرام کے دلوں کو نور سے منور فرما دیا، ان کے علوم واحوال میں برکت عطا فرما دی۔

O

(22) سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

حل لغات وتشریح:

سکر: نشہ، تصوف کی اصطلاح میں صحو کے مقابل کی حالت، حالت جذب

خضر: مشہور شخصیت جن کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ کہف میں ہے۔

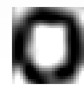
اے قطب الاقطاب! جن کے اپنے ہوش ہی ٹھکانے نہیں ہیں وہ آپ کا مرتبہ کیا جانیں آپ کا مقام تو کوئی حضرت خضر سے پوچھے جن پر کبھی سکر کی حالت طاری نہیں ہوتی۔

امام ابن جوزی ابتداء میں ایک عرصہ تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات کو خلاف شرع سمجھتے رہے اور غوث پاک کے ساتھ ساتھ امام غزالی اور دیگر اہل اللہ کے خلاف بھی لکھتے رہے لیکن جب اپنی غلطی کا احساس ہوا اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ علمی کی سمجھ آئی تو ان الفاظ سے رجوع فرمایا کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر یہی ابن جوزی فرمایا کرتے:

لا مریدا لشیخ اسعد من مرید الغوث۔

کسی [illegible] کا مرید غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید سے زیادہ نیک بخت نہیں

لہٰذا امام ابن جوزی کی رجوع سے پہلے کی عبارات کو جو شخص اولیاء کرام کی کسر شان میں پیش کرے گا وہ دھوکہ باز ہوگا کیونکہ انہوں نے رجوع فرمالیا تھا۔



(23) آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

حل لغات وتشریح:

احوال: حال کی جمع بمعنی حالات

قیاس: دوسرے کو اپنے جیسا سمجھنا عربی میں کہتے ہیں **المرء یقیس علی نفسه**، نشے والے یعنی ظاہری علوم کے نشے میں اکڑنے والے

بھلا: اچھا یا عجیب وغریب، طنز کے طور پر بھی بولا جاتا ہے

سُکر: نشہ، مدہوشی

اے میرے آقا! جو اپنے ظاہری علم وفن کے نشے میں دھت ہے اس نے آپ کے ارشادات کو بھی سُکر پر محمول کر کے آپ کو اپنے اوپر قیاس کرلیا ہے، بھلا یہ لوگ آپ کے مرتبہ ومقام کو کیا جانیں۔ بعض منکرین نے آپ کے فرمان **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله** کو حالت سُکر پر محمول کیا ہے، جن کے رد میں یہ شعر کہا گیا۔

سیدنا محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے ہر زمانے میں ایک ولی ایسا ہوتا ہے جس کو ماسویٰ اللہ پر حکومت ہوتی ہے اور وہ سب کا سردار ہوتا ہے وہ حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

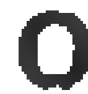
وکان صاحب هذا المقام امام وشیخنا عبدالقادر الجیلی البغدادی کانت له الصولة والا ستطالة بحق علی الخلق کان کبیر الشان و اخباره مشهورة (فتوحات مکیہ)

اور اس مرتبہ و مقام کا مالک ہمارا آقا اور ہمارا پیشوا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی ہے جس کی عظمت و شوکت مخلوق پر حق کے ساتھ ہے اور اس کے بلندی درجات کے واقعات مشہور ہیں۔

ایک مقام پر ابن عربی فرماتے ہیں:

فالظاهر من حاله انه كان مامورا بالتصرف (فتوحات مکیہ)

آپ کے ظاہری احوال سے یہ ہے کہ آپ مامور بالتصرف تھے۔



(24) وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حضیض
اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

حل لغات وتشریح:

کہا چاہیں: کہنا چاہیں گے

کہ: تعلیلہ بمعنی کیونکہ

زیر: نیچے

حضیض: پستی

اوج: بلندی

ستارا: بلند نصیبہ

اے شہنشاہ اولیاء! یہ حاسدین و منکرین آپ کے مخالف تو آپ کا درجہ گھٹانا ہی چاہیں گے کیونکہ یہ خود پستی کے غار میں پڑے ہیں اور آپ کی قسمت کا ستارہ تو ہر بلند ترین مقام سے بھی کہیں بلند ہے اور قاعدہ ہے کہ بہت نیچے والے کو بہت اونچائی والی شے نظر نہیں آتی۔

غوث اعظم کی ذات وہ ہے کہ جس کو ہمعصر اولیاء اللہ کے بیان کے مطابق خود امام الانبیاء علیہ السلام نے عالم خواب میں اپنی گود میں بٹھایا، پیشانی پر بوسہ دیا

اور اپنے جسم اقدس والا لباس عطا فرمایا۔

هذه خلعة الغوثية على الاقطاب و الابدال والاوتاد .

یہ خلعت غوثیہ ہے جو آپ کو تمام اقطاب وابدال واوتاد پر (سرداری کے طور پر) عطا کی گئی ہے۔

O

(25) دلِ اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

حل لغات وتشریح:

اعداء: جمع عدو کی بمعنی دشمن

دھن: ضرورت، عادت، ضد

خامہ: قلم

اے احمد رضا (مداح غوث الوریٰ)! غوث اعظم کی شان کے منکروں کو تیز نمک کی ضرورت وعادت ہے کیونکہ ان کے دل عداوت غوث اعظم میں زخمی ہو چکے ہیں اور ایسوں کے دلوں پر مزید نمک چھڑک کران کے زخموں پہ نمک پاشی کرنی چاہیے لہٰذا ایک منقبت غوث پاک کی شان میں اور لکھ اور بارشاد الٰہی قل موتوا بغیظکم تو کہہ دے مرجاؤ اپنے غصے میں۔ غوث اعظم کے منکروں کو بانگ دہل کہہ دے تم جل جل کر مرتے رہو، میرے آقا غوث اعظم کی عظمت وشان دن بدن بڑھتی ہی چلی جائے گی۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

وصل چہارم

در منافحت اعداء و استعانت از آقا

منقبت نمبر ۴ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی (روحانی) مدد سے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کے بیان میں

(1) الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حل لغات وتشریح:

الاماں: اللہ کی پناہ، خدا بچائے
قہر: غلبہ، غصہ، ناراضگی
غوث: فریادرس (آپ کا صفاتی نام)
تیکھا: تیز، مؤثر

اے غوث اعظم! آپ کے غیظ وغضب سے خدا کی پناہ! کہ آپ جس پہ ناراض ہو جائیں اس کو تو مرنے کے بعد بھی سکون نصیب نہ ہوگا۔

آپ جلال خداوندی کا مظہر ہیں، ابتداء میں ایک وقت آپ کے جلال کی یہ کیفیت بھی تھی کہ جو شخص بے وضو آپ کا نام لے لیتا وہ فوراً اللہ کی پکڑ میں آجاتا بعدازاں اس میں تخفیف ہو گئی۔

آپ کی کرامات میں ہے کہ دوران وعظ ایک دن بارش شروع ہوئی اور مجمع کثیر تھا جو کہ منتشر ہونے لگا آپ نے آسمان کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے بادل کو فرمایا! میں لوگوں کو اکٹھا کرتا ہوں تو جدا کر دیتا ہے؟ فوراً بارش رک گئی۔

آپ کے گھر میں ایک مرتبہ بچھو نکل آیا، آپ نے فرمایا! اے موذی مرجا! وہ فوراً مر گیا۔ اس پر آپ خود ہی ڈر گئے اور آبدیدہ ہو کر خادم کو اپنا پیراہن دیا اور فرمایا کہ اس کو بیچ کر صدقہ کر دو اور بڑی دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کسی نے ولی اللہ کی تعریف پوچھی تو فرمایا! ولی اللہ وہ ہے جو کہے مرجا، بس اتنا کہا تو اوپر سے چیل اڑ کر جا رہی تھی وہ آپ کے قدموں میں گری اور مر گئی، آپ نے فرمایا میں نے تجھے تو نہیں کہا تھا اور فرمایا! ولی اللہ اگر کہے زندہ ہو جا! تو چیل زندہ ہو کر اڑ گئی۔
ایک دفعہ دوران وعظ چیل اوپر آ کر چیخنے لگی، اہل مجلس ہمہ تن گوش تھے، ہوا تیز چل رہی تھی، چیل کے شور سے حاضرین پریشان ہو گئے آپ کی زبان سے نکلا یاریح خذی راس هذه الحداة - اے ہوا! اس چیل کا سر پکڑ لے۔ چنانچہ چیل کا سر تن سے جدا ہو گیا اور نیچے گر گئی آپ نے ممبر سے اتر کر سر کو تن سے ملا کر بسم اللہ شریف پڑھی اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔

فحیت باذن اللہ تعالی وطارت والناس یشاهدون ذلک .
اللہ کے حکم سے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے وہ مری ہوئی چیل زندہ ہو کر پھر اڑنے لگی۔

(حیوۃ الحیوان للدمیری صفحہ ۱۴۰ جلد ۱)

حوالہ جات: ہدیۃ المہدی میں علامہ وحید الزمان نے یہ حدیث حصن حصین کے حوالے سے لکھی ہے کہ جب جنگل میں تمہاری سواری گم ہو جائے تو یوں پکارو اعینونی یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ۔ (صفحہ ۲۳ جلد ۱ مطبوعہ دہلی)

مولوی انور شاہ کشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ جائز لکھا ہے۔ (صفحہ ۲۶۶ جلد ۴)

اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں اور مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاویٰ میں مذکورہ وظیفے کو جائز لکھا، بلکہ تھانوی صاحب تو گنگوہی صاحب سے استغاثہ کے بھی قائل تھے اور استغاثہ کرتے بھی تھے چنانچہ تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۱۴ اور ۱۱۵ پہ ہے

یا سیدی للّٰہ شیئا انہ   انتم لی المجدی وانی جاری

اے میرے آقا (رشید احمد گنگوہی)! کچھ تو دیجئے آپ مجھے دینے والے ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔

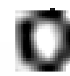
مزید لکھا ہے کہ بزرگوں کی توجہ سے انکار نہیں بے شک ان کی توجہ سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ (دعوات عبدیت صفحہ ۱۹، جلد ۲)

پیشوائے اہل حدیث نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ حضرت شیخ (غوث پاک) رضی اللہ عنہ (کا فیضان) بحکم قطبیت عظمیٰ ظواہر و بواطن، انس و جن پر جاری و ساری ہے۔ (مقالات احسان صفحہ ۱۱۱)

مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی آپ کے غوث الثقلین کے لقب کو صراط مستقیم (جو سید احمد کے ایماء پر لکھی گئی) میں کئی جگہ تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح فتاویٰ نذیریہ (اہل حدیث) میں بحث میں آکر یارسول اللہ یا غوث اعظم کہنا جائز لکھا گیا ہے۔

ان تمام تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کو خدا ہی سمجھائے۔ اور وہ اپنے ہی بڑوں سے پوچھ لے کہ کسی کو غوث، غوث اعظم، غوث الثقلین کہنا کیسا ہے؟ اور غوث اعظم کانفرنس کا اشتہار چھپا کر خدا کانفرنس مراد لینا کیسا ہے۔ بندوں کے القابات خدا پر تم چسپاں کر رہے ہو اور مشرک ہمیں کہہ رہے ہو۔

؎ خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے



(2)   بادلوں سے رُکتی ہے کڑکتی بجلی؟
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

<u>حل لغات وتشریح:</u>

کڑکتی بجلی: بجلی جس میں خوفناک اور سخت آواز ہو۔

ڈھال: جنگ میں تلوار کے وار سے بچاؤ کے لیے استعمال ہوتی ہے، توے کی طرح

گول ہوتی ہے اور اس پر چمڑے وغیرہ کو چڑھا دیتے ہیں

چھٹنا: کٹ جانا

تیغا: خنجر یا چھوٹے سائز کی تلوار

اے غوث اعظم! آپ کے مخالفین اور حاسدین تو گھٹاؤں کی طرح نہایت کمزور اور تاریک دل ہیں جب آپ کی چھوٹی سی تلوار حرکت میں آئے گی تو بھلا یہ گھٹائیں اس کا وار کب برداشت کر سکیں گی۔ ان کی کمزور ڈھالیں ٹوٹ جائیں گی (گویا وہ صرف گرجنے والے بادل ہیں اور آپ کی تلوار تو باقاعدہ برسنے والی ہے جب چھوٹی تلوار ایسی ہے تو بڑی تلوار کی کاٹ کیسی ہوگی؟

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اُٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

تفریح الخاطر صفحہ ۳۷ پہ علامہ عبدالقادر الاربلی لکھتے ہیں کہ ایک عورت حضرت غوث اعظم کی مریدہ تھی کسی حاجت کے لیے پہاڑ کی طرف گئی تو ایک فاسق شخص نے اس کی عصمت کو داغدار کرنے کا ارادہ کیا۔ اس عورت نے فوراً طرح آپ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا:

الغیاث یا غوث الاعظم الغیاث یا غوث الثلقین
الغیاث یا شیخ محی الدین الغیاث یا سیدی عبدالقادر

آپ اس وقت مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے، آپ نے اپنی کھڑائیں اتار کر غار کی جانب پھینکیں:

وصل النعلان الی راسه وصارا یضربان راسه حتی مات .

آپ کی نعلین اس کے سر پر جا لگیں اور اتنا برسیں کہ وہ شخص ہلاک ہو گیا یہ مطلب ہے۔

ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

(3) عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

حل لغات وتشریح:

عکس: سایہ، پرتو، مدمقابل

بپھرنا: غضبناک ہونا

چارآئینہ: ایک خاص قسم کی زرہ بکتر جو نیان کی طرح ہوتی ہے جو بہادر لوگ میدان جنگ میں تلوار اور نیزے کے وار سے بچنے کے لیے پہنتے ہیں

بل: طاقت

اے غوث اعظم! آپ کا مدمقابل جب سامنے آتا ہے تو آپ کا نیزا غضبناک ہوکر ایسا وار کرتا ہے کہ مضبوط سے مضبوط زرہ بھی اس وار کی تاب نہ لاکر پاش پاش ہو جاتی ہے اور مدمقابل ابدی نیند سو جاتا ہے۔

بزرگان دین نے آپ کے اسم گرامی کے بڑے بڑے حیرت انگیز کمالات بیان فرمائے ہیں بالخصوص جن وغیرہ کے شر سے بچنے کے لیے آپ کا اسم گرامی اکسیر ہے۔ چنانچہ قلائد الجواہر میں ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے والد نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے حاضری میں بہت دیر کی اور جب حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ جب ہم غوث الثقلین کی بارگاہ میں حاضر ہوں اس وقت ہمیں نہ بلایا کریں، انہوں نے حیران ہوکر پوچھا کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو جنوں نے جواب دیا:

ان ازدحامنا بمجلسه اشد من ازدحام الانس وان طوائف منا كثيرة اسلمت وتابت علی يده.

ہم تو انسانوں سے زیادہ ان کی مجلس میں ہوتے ہیں اور بے شمار جنوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ بھی کی ہے۔

جن جنوں نے حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے وادی نخلہ میں قرآن پاک سن کر اسلام قبول کیا جن کا ذکر سورۃ جن اور سورۃ احقاف میں ہے ان میں سے بھی ایک جن کی ملاقات حضرت غوث اعظم سے ثابت ہے۔

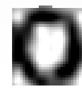
(قلائد الجواہر صفحہ ۴۱)

ایک مرتبہ ایک شخص کی جوان لڑکی چھت پر سوئی ہوئی تھی، تو اس کو جن اٹھا کر لے گئے۔ وہ شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اسی کے ہاتھ جنوں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اس میرے مرید کی بچی واپس کر دو اور ملزم کو سزا دو۔ چنانچہ جب آپ کا مرید وہاں پہنچا تو غوث اعظم کا نام سنتے ہی سارے جن بمعہ بادشاہ تعظیماً کھڑے ہو گئے بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ ملزم چین کے جنات میں سے ہے چنانچہ لڑکی واپس ہوئی اور ملازم جن کا سر قلم ہو گیا۔

(سفینۃ الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء)

آپ خود فرماتے ہیں

انا لمریدی حافظ ما یخافہ
واحرصہ من کل شر وفتنۃ



(4) کوہ سرمکھ ہو تو اِک وار میں دوپر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں "بھول کے" اوچھا تیرا

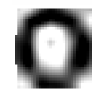
حل لغات وتشریح:

کوہ: پہاڑ، مراد ہے دیو پیکر بہادر
سرمکھ: ہندی میں "بال کے سر برابر" کے معنی میں بولا جاتا ہے
وار: ٹھوکر
دوپر کالے: دو حصے

بھول کے: غیر ارادی طور پر

اے غوث اعظم! آپ کے مقابلے میں کوئی پہاڑ جیسا دیو پیکر بہادر بھی آجائے تو ایک ہی وار میں اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں (یا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ کے اوپر بال کی نوک کے برابر شے بھی آپ کے حملہ سے دو ٹکڑے ہو جائے گی) کیونکہ جب غیر ارادی طور پر بھی آپ کا وار خطا نہیں جاتا تو ارادۃً اپنے کسی مرید کے بدخواہ پر آپ کا وار کیسے خطا جا سکتا ہے۔

تفریح الخاطر میں ایک طویل واقعہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنوں کے بادشاہ کا بیٹا بشکل سانپ شہر بغداد کے عالم کے ہاتھوں مر گیا۔ جن اس عالم کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے قتل کا حکم جاری کر دیا جلاد نے تلوار اٹھائی تو عالم نے اپنے مرشد شیخ عبدالقادر جیلانی کو دل ہی دل میں یاد کیا، اسی وقت ایک نورانی شکل نے ظاہر ہو کر جنوں کو ایسا کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ محبوب سبحانی کا مرید ہے اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تم پر عتاب فرمائیں گے۔ چنانچہ غوث پاک کی تعظیم میں خون معاف کر دیا گیا بلکہ جنوں کے بادشاہ نے درخواست کی کہ میرے بیٹے کا آپ ہی جنازہ پڑھائیں اور دعائے مغفرت فرمائیں بعد ازاں اس عالم کو خوبصورت خلعت پہنا کر واپس کر دیا جو اس کے شاگردوں نے دیکھی اور واقعہ سن کر حیران بھی ہوئے۔



(5) اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حل لغات وتشریح:

قہر: ظلم
گھٹا دیں: کم کر دیں

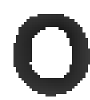
پایہ: مرتبہ و مقام

اے غوث اعظم ! جو لوگ آپ کے مرتبہ و مقام کو گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں (ان کی یہ ناپاک سعی انہی کے لیے ہی مصیبت بن جائے گی) اولیائے اللہ کو عظمت و شان اللہ ہی عطا فرماتا ہے تو اولیاء کرام کے دشمن پھر اللہ کے دیئے ہوئے مرتبے کو گھٹانے کی کوشش کر کے اللہ سے ہی جنگ چھیڑ لیتے ہیں اور پھر اللہ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب (بخاری شریف)

جو میرے ولی سے عداوت رکھے میرا اس کو اعلان جنگ ہے

اگلا شعر اسی حدیث کے مفہوم کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔



(6) عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حل لغات وتشریح:

لڑائی: جنگ

گھٹائیں: کم کریں

اسے: اللہ تعالیٰ کو

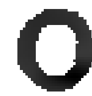
منظور: مقصود، پسند

بڑھانا: اونچا کرنا، زیادہ کرنا

اے غوث اعظم ! اگر آپ کے دشمنوں میں ذرا بھی عقل نام کی کوئی چیز ہوتی تو آپ کے مرتبے و مقام کو گھٹانے کی کوشش کر کے اللہ تعالیٰ سے کبھی لڑائی نہ چھیڑتے کیونکہ یہ تو گھٹانا چاہیں اور اس اللہ کو بڑھانا منظور ہو تو ظاہر ہے خدا سے لڑائی تو ہوگئی۔

اس جنگ (مابین گستاخان اولیاء واللہ تعالیٰ) کی کچھ جھڑپیں اس گئے گزرے دو میں بھی اخبارات میں دیکھی جاتی ہیں کبھی کسی شہر میں کسی گستاخ اولیاء کی شکل بگڑ گئی ہے اور کبھی کسی جگہ کوئی شیخ القرآن صاحب، غوث اعظم کی دشمنی میں اپنی دونوں ٹانگوں سے محروم ہو گیا ہے اور ایک دوسرے فرقے کا شیخ القرآن دبئی میں غوث پاک کی دشمنی میں مر کر اپنا حلیہ تباہ کر بیٹھا، مرنے کے بعد میت پر قیمتی عطر چھڑکنے کے باوجود بھی بدبو آ رہی تھی اور شکل بگڑ گئی ہے لوگ زیارت کو آتے ہیں تو

لوگ جب نزدیک آئے غیب سے آئی ندا
یہ ہے میت بے ادب کی اس کا منہ مت دیکھئے



(7) ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بولا بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

حل لغات وتشریح:

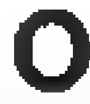
ورفعنا لک ذکرک (القرآن)
اور ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لیے بلند کر دیا۔
سایہ: پرتو، عکس، پرچھائیں
بول بالا: اونچی بات

اے غوث اعظم! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا ذکر پاک بلند فرمایا اور آپ چونکہ حضور علیہ السلام ہی کے سایہ رحمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا کو اپنانے کی وجہ سے ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کا ذکر بھی بلند ہی رہے گا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر

عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے چند اشعار پڑھے اور عرض کیا کہ پہلے میری روح سلامی کو حاضر ہوتی تھی آج خود حاضر ہوا ہوں، اپنا دایاں ہاتھ ظاہر فرمائیں تاکہ میں بوسہ لینے کی سعادت حاصل کروں۔ اسی وقت سرکار دو عالم علیہ السلام کا دست رحمت ظاہر ہوا، آپ نے مصافحہ فرمایا چوما اور سر پر رکھا۔ اور بھی کئی خوش نصیبوں کو روضہ انور سے جواب ملنے کی سعادت نصیب ہوئی جیسے سید احمد رفاعی، امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا جلال الدین بخاری، امام احمد رضا بریلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ان کا کرم بس ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو



(8) مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حل لغات وتشریح:

مٹ جانا: ختم ہو جانا، نیست ونابود اور تباہ وبرباد ہو جانا

اعداء: جمع عدو کی بمعنی دشمن، بدخواہ

چرچا: شہرت

اے میرے آقا غوث اعظم! آپ کے حاسد و بدخواہ ہر دور میں تباہ و برباد ہوتے رہے مگر آپ کی عظمت کا چرچا آفتاب بن کر آسمان ولایت پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

اکثر نعت خواں بلکہ علماء ومقررین بھی غوث پاک کی شان میں لکھے گئے مذکورہ تین اشعار اور آئندہ آنے والا شعر بالخصوص، حضور علیہ السلام کی عظمت وشان میں نعت کے طور پر پڑھ دیتے ہیں اگرچہ اصلاً تو غوث پاک کی ہر عظمت و

شان حضور علیہ السلام ہی کا فیض ہے مگر حفظ مراتب کا خیال ضروری ہے کیونکہ لکھنے والے نے بہر حال سیدنا غوث اعظم کی شان میں لکھے ہیں

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آقائے دو جہاں علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تو میرے آقا نے مجھے فرمایا اے میرے بیٹے تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا! حضور! میں تو عجمی شخص ہوں بھلا فصحائے بغداد کے سامنے کس طرح تقریر کروں؟ سرکار نے میرے منہ میں سات مرتبہ تھتکار کر اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور فرمایا! اب جاؤ لوگوں کو رب کی راہ کی طرف بلاؤ۔ پھر اس دن ظہر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور انہوں نے مجھے منہ کھولنے کا حکم دیا اور چھ مرتبہ تھتکار کر اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا جاؤ اب لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام نے تو سات مرتبہ لعاب دہن عطا کیا ہے؟ آپ نے چھ مرتبہ کیوں کیا؟ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا! ادبا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے بیٹا حضور علیہ السلام کے ادب کی وجہ سے۔ پھر فرمایا یہ خلعت پہنو کیونکہ ھذہ خلعة ولايتک مخصوصة بالقطبية على الاولياء ۔ یہ تمہاری ولایت کا جوڑا ہے جو خاص تیرے ہی لیے تمام ولیوں قطبوں پہ سرداری کا۔ بس پھر کیا تھا؟ میں نے اس فیض سے حقائق و معارف کو جان لیا، حلقہ ارادت وسیع ہوتا چلا گیا، مریدین اطاعت و عبادت کی طرف مائل ہوتے گئے اور لوگوں کے گھر یاد الٰہی سے آباد ہوتے گئے (اخبار الاخیار فارسی) اس کے بعد آپ کی مجلس وعظ میں ستر ستر ہزار تک افراد جمع ہو جاتے جن میں عوام الناس بھی ہوتے وقت کا بادشاہ بھی ہوتا اور علماء و مشائخ کا ایک جم غفیر بھی ہوتا۔ (بہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء) آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زیادہ یہود و

نصاریٰ نے توبہ کی اور ایک لاکھ سے زیادہ فاسق و فاجر، ڈاکو، مفسد و بدعتی لوگوں نے توبہ کی (قلائد الجواہر، اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۹) محدث ابن جوزی جیسے شخص کو آپ کی مجلس میں وجد ہو جاتا تھا (بہجۃ الاسرار)

مظہرِ شانِ خدا ہیں غوث اعظم دستگیر
عکسِ حُسنِ مصطفیٰ ہیں غوث اعظم دستگیر
نائبِ خیر الوریٰ ہیں غوث اعظم دستگیر
نورِ چشمِ مرتضیٰ ہیں غوث اعظم دستگیر
تاجدارِ اصفیاء ہیں غوث اعظم دستگیر
راہنمائے اتقیاء ہیں غوث اعظم دستگیر

O

(9) تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حل لغات وتشریح:

گھٹنا: کم ہونا

بڑھنا: زیادہ ہونا

اے سرتاج الاولیاء! کوئی لاکھ کوشش کرتا پھرے آپ کے مرتبہ و مقام کو گھٹانے کی، مگر منہ کی کھائے گا اور آپ کا خدا آپ کے مرتبے کو دن بدن بڑھاتا ہی رہے گا۔ کیونکہ

ورفعنا لک ذکرک کا سایہ ہے تجھ پر

باقی سلسلوں کے بزرگ صرف اپنے سلسلہ والوں کے مرشد ہوئے ہیں مگر غوث پاک کا فیض ہر سلسلہ میں جاری وساری ہے یہی وجہ ہے کہ ہر سلسلہ

والا، چاہے اپنے سلسلہ کے بانی کا ختم دلائے یا نہ دلائے مگر غوث پاک کی گیارہویں ضرور دلاتا ہے بلکہ جہاں بھی مسلمان رہتے ہیں وہاں غوث اعظم کی گیارہویں ہو رہی ہے امریکہ و برطانیہ میں بھی ہو رہی ہے اور مکہ و مدینہ میں بھی الغرض

بحر و بر، شہر و قری، سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

سلسلہ قادریہ:

قلائد الجواہر اور اخبار الاخیار میں ہے

ضمن الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله عنه لمریدیه الی یوم القیمة ان لا یموت احد منهم الاعلی توبة.

شیخ عبدالقادر جیلانی قیامت تک آنے والے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے بغیر توبہ کوئی نہ مرے گا۔ اور قلائد الجواہر میں شیخ علی بن ھیتی علیہ الرحمۃ کا قول ہے لامریدین لشیخهم اسعد من مریدی الشیخ عبدالقادر علیه الرحمة۔ کسی شیخ کا مرید بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید کی طرح نہیں ہو سکتا۔

حضرت غوث اعظم خود فرماتے ہیں:

ان لکل من عثر مرکبه من اصحابی و مریدی ومحبی الی یوم القیمه اخذ بیده . (قلائد الجواہر)

قیامت تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں میں سے کوئی بھی (کسی کا مرکب بھی) اگر ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا۔

امیر دستگیر غوث اعظم قطب ربانی
حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی
بدہ دستِ یقیں اے دل بدست شاہ جیلانی
کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

(10) سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکرِ فضل حضور! آہ یہ لکھا تیرا

حل لغات وتشریح:

سم قاتل: جان لیوا زہر
انکار: نہ ماننا
منکر: انکار کرنے والا
فضل: فضیلت سے ہے
بزرگی: عظمت
حضور: ادب واحترام کا کلمہ
آہ: کلمہ تاسف، افسوس ہے
لکھا: قسمت وتقدیر

اے میرے آقا غوث اعظم! قسم بخدا آپ کے فضائل کا منکر اپنی جان کا ایسا دشمن ہے کہ گویا خود اپنے ہاتھوں سے زہر کھا رہا ہے، ہائے او منکر تیری بد قسمتی! تو انکار بھی کر رہا ہے تو کس کی شان کا جس کی شان کو بڑے بڑے مانتے آئے۔ جن میں (ابن جوزی، ابن حجر عسقلانی، شیخ یوسف نبہانی، تاج العارفین ابو الوفاء، مولانا جامی، ملا علی قاری جیسی نابغہ روزگار شخصیات بھی شامل ہے) آپ کی تعریف میں رطب اللسان چند بزرگان دین کے صرف نام لکھے جاتے ہیں اس سے اندازہ لگالیں کہ جب

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہو گا

صرف دس نام دیئے ہیں ورنہ ہزاروں اولیاء کرام نے آپ کی عظمتوں کو بیان فرمایا ہے:

(۱) حضرت شیخ الشیوخ حماد علیہ الرحمۃ (غوث اعظم کے استاذ)

(۲) شیخ احمد الرفاعی (آپ کے ہمعصر مشہور بزرگ جو مدینہ پاک حاضر ہوئے تو سینکڑوں اولیاء کرام جن میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ بھی تھے کی موجودگی میں حضور علیہ السلام کا دست رحمت قبر سے باہر آیا اور شیخ احمد رفاعی نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا)۔(تبلیغی نصاب)

(۳) شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی علیہ الرحمۃ (سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی کے چچا)

(۴) شیخ ابومدین بن شعیب المغربی علیہ الرحمۃ (یکے از کبار اولیاء اللہ)

(۵) شیخ عفیف الدین ابومحمد عبداللہ الیافعی (آٹھویں صدی کے بہت بڑے ولی اللہ عالم باعمل آپ ہی کی کتاب روض الریاحین فی حکایات الصالحین ہے بقول مفتی محمد شفیع دیو بندی، اس کتاب کی حکایات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور ہمارے حکیم الامت تھانوی صاحب اپنے مریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔

(۶) امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف البرزانی الاشبلی علیہ الرحمۃ۔(صاحب المشیخۃ البغدادیہ)

(۷) شیخ عزاہ بن متورع البطائحی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) شیخ عقیل علیہ الرحمۃ

(۹) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (جن کی حضوری کو افاضات یومیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے مانا اور جن کی عظمت کو اہل حدیث عالم ابراہیم میر سیالکوٹی نے سلام کیا۔(تاریخ اہل حدیث)

(۱۰) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تلک عشرة کاملة

(11) میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی "آہ" کلیجا تیرا

حل لغات وتشریح:

سیاف: تیغ زن، تلوار کا دھنی
خنجر: بڑا چھرا
باک: خوف
چیر کر: چاک کر کے
کلیجہ: دل

اے میرے غوث کے دشمن! ظاہراً تو تو یہ سمجھتا ہے کہ غوث اعظم کی مخالفت کا تجھے کوئی خطرہ نہیں مگر کاش کوئی تیرا دل چیر کر دیکھے تو پتہ چلے کہ کتنا سیاہ اور مارے دہشت کے پھٹا جا رہا ہے۔

یہ شعر غوث اعظم کے مشہور فرمان:

"انا سیاف انا قتال انا صلاب الاحوال"

کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "میں تیغ زن، بدخواہوں کو مارنے والا اور احوال کو سلب کرنے والا ہوں"۔

ایک مرتبہ بغداد شریف کے سو فقہاء غوث اعظم کے علم کا امتحان لینے کے لیے حاضر ہوئے، جب سارے آپ کے سامنے بیٹھ گئے تو آپ نے اپنی گردن جھکائی تو سینہ مبارک سے نور کی کرن ظاہر ہوئی جو فقہاء کے سینوں کی طرف گئی اور ان کا سارا علم سلب ہو گیا، چیخیں مار مار کر رونے لگے اپنی پگڑیاں اتار کر پھینک دیں اور کپڑے پھاڑ لیے۔

ثم صعد الكرسي واجاب الجمع عما كان عندهم فاعترفوا بفضله

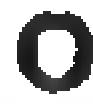
پھر آپ کرسی پر جلوہ گر ہوئے جتنے سوالات وہ سوچ کر آئے تھے بغیر پوچھے ان

سب کے جوابات دیئے یہاں تک کہ وہ آپ کی فضیلت کو مان گئے۔

(جامع کرامات الاولیاء للعلامہ النبہانی، طبقات کبریٰ ج ا صفحہ ۱۲۸)

باطنی اور روحانی علوم کے ساتھ ظاہری علوم میں بھی آپ مہارت تامہ رکھتے تھے امام شعرانی فرماتے ہیں کہ **كانت فتواه تعرض على العلماء بالعراق فتعجبهم اشد الاعجاب فيقولون سبحان من انعم عليه** ۔ جب آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے لائے جاتے تو وہ آپ کی علمی شان دیکھ کر سخت متعجب ہوتے اور کہتے پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو اس علم سے نوازا ہے۔ (طبقات کبریٰ عربی)

ایک دفعہ کسی شخص نے طلاق کی قسم اٹھائی کہ میں ایسی عبادت کروں گا کہ اس وقت اس طرح کی عبادت کوئی نہ کر رہا ہو ورنہ میری بیوی کو طلاق، تمام علماء عاجز آ گئے آپ نے فرمایا خانہ کعبہ جا کر مطاف (جہاں طواف کیا جاتا ہے) کو لوگوں سے خالی کرالے اور طواف کرلے تیری بیوی بچ جائے گا، قسم پوری ہو جائے گی (اخبار الاخیار فارسی) آپ نے تینتیس سال درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی فرمائی (اخبار الاخیار، قلائد الجواہر)



(۱۲) ابن زہراء سے تیرے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر! بے باک یہ زُہرا تیرا

حل لغات و تشریح:

ابن: بیٹا

زہراء: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب۔ آپ چونکہ حسنی حسینی سید ہیں اس لیے ابن زہراء کہا گیا۔

زہر: بغض، عداوت

بَل بے: کلمہ استعجاب۔ واہ رے یا گھمنڈ، غرور

او: حرف ندا برائے تحقیر

منکر: انکار کرنے والا

بے باک: بے خوف، نڈر

زُہرا: ہمت، حوصلہ، دلیری

اے میرے غوث کی عظمت کے منکر! تو نہیں جانتا کہ وہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نور نظر ہیں اس کے باوجود بھی اے مغرور، بے حیا! تو ان کا بغض دل میں رکھتا ہے، بڑا ہی تیرا حوصلہ ہے۔ کفار و مشرکین مکہ نے حضور علیہ السلام کے کھلے معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا اور اس حسنی حسینی لعل کی واضح کرامات کو دیکھ کر بھی جو آپ کی عظمت کو نہ مانے سوائے تعجب و افسوس کے کیا کیا جائے۔

وَاثْبِتَنَّ لِلاولیاء الکرامۃ

وَمَنْ نَفَاھَا فَانْبِذَنْ کلامہ

اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں جو نہ مانے اس کی بات ٹھکرا دے۔

(البرہان المؤید)

حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی علیہ الرحمۃ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یوں عرض گذار ہیں۔

واہ دامیراں شاہ شہاں دا سیدووہیں جہانی
غوث الاعظم پیر پیراں داہے محبوب ربانی
نانک دادک دلوں اُچا، سُچا حسبوں نسبوں
نبیاں[1] تاں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں، ہر وسبوں

[1] سوائے وصف نبوت کے، آپ (رضی اللہ عنہ) کی عادات و خصائل کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر

(بقیہ فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

آل نبی ، اولاد علی دی صورت شکل اُنہاندی
نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے، مَیل اندر دی جاندی
سَے برساں دے موئے جوائے، سُکّے نیر وگائے
کُھتّے رُوح فرشتیاں ہتھوں، لکھے لیکھ مٹائے
غوثاں قُطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا
جو دربار اُنہاں دے آیا ، خالی بھانڈا بھریا
لکھاں خیر تساڈے لیندے دِن منگے ، دِن لوڑے
دِین دُنی سبھو ہتھ تُساندے کوئی نہ ٹھاکے، ہوڑے
چوراں نُوں تُوں قُطب بنایا، مَیں بھی چور اُچکّاں
جس در جاواں دَھکے کھاواں ، ہِک تیرا در تکّاں
عرض کراں شرمندہ تھیواں کہہ مَیں کراں سُکارا
مُنہ میرا کد عرضاں لائق ، ناقص عقل بے چارا
مت کوئی سخن اَن بھاناں نکلے ، عاجز مُفت مریواں
دھرو قدم میرے سر حضرت ! سدا سُکھا لا تھیواں
مَیں بے جانا ، اوگنہارا لائق نہیں جمالاں
تینوں سبھ توفیقاں حضرت ! نیک کرو بدحالاں
مت کوئی گل اوتّی نکلے ، رو ہوویں اُس پابوں

(پچھلے فٹ نوٹ کا بقیہ حصہ)
بن الخطاب ۔ اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ مطلب یہی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں نبوت کے علاوہ تمام اوصاف موجود ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر فرمایا! کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ یہی مطلب حضرت میاں صاحب کا ہے۔

بخشش منگ محمد بخشا بے پرواہ جنابوں

(حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

(13) باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حل لغات وتشریح:

باز اشہب: بھورے رنگ کا شہاب ثاقب کی طرح تیز دوڑنے والا مشہور شکاری پرندہ یعنی شاہین، غوث پاک کا لقب ہے کہ آپ بھی مقامات الوہیت میں تیز پرواز کرنے والے ہیں۔

آنکھیں پھرنی: آنکھیں پھیر لینا، بیزار ہونا

دیکھ: خبردار ہو جا، دھیان کر

ایمان کا طوطا اڑنا: بے ایمان ہو جانا، حواس باختہ ہونا، کہا جاتا ہے کہ فلاں کے طوطے اُڑ گئے۔

مقامات الوہیت میں بلند پرواز کرنے والے غوث اعظم کی شان کے منکرو! اگر تم نے ان کی شان سے بے زاری ظاہر کی تو اپنے ایمان کی خیر منانا (کیونکہ ان کو یہ شانیں اللہ نے عطا کی ہیں اور جو اللہ کی دی ہوئی شانیں نہ مانے اللہ اس کو جنگ کا چیلنج فرماتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب (بخاری شریف)

جو میرے ولی سے بیزار ہوا اس کی میرے ساتھ جنگ ہے۔

جنہوں نے اس راز کو پا لیا وہ اونچے مقام پر فائز ہو کر بھی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں رطب اللسان رہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ برقدش درست آید لباس اعظم الشانی

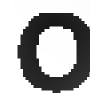
توئی شاہ ہمہ شاہاں ، ہمہ شاہاں گدائے تو
گدایان جہاں از دستِ تو یابند سُلطانی

دور حاضر کا مشہور سائنسدان آئن سٹائن لکھتا ہے کہ میں نے خاص دور بین کے ذریعے ایک ایسا کہکشاں تلاش کرلیا ہے جو زمین سے دوسو کروڑ نوری سال کی مسافت پہ ہے (روشنی کی رفتار فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے، ایک منٹ میں کتنا سفر طے کرے گی، ایک گھنٹے میں کتنا، پھر دن پھر مہینے، پھر سال پھر دو کروڑ سال کا حساب لگالو یعنی دو کروڑ سال میں روشنی جتنا سفر کرتی ہے وہ کہکشاں زمین سے اتنی دور ہے) پھر وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے ایک ملین (دس لاکھ) سال کی زندگی مل جائے اور تحقیقات کرتا ہوں تو کائنات کی آخری حد نہیں دیکھ سکوں گا۔

مگر غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

؎ نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا　　كخردلة علی حكم اتصالی

میں اللہ کی ساری کائنات کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے رائی کا دانہ۔ اگر چیونٹی کئی میل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ سکتی ہے (القرآن) تو غوث پاک کیوں نہیں دیکھ سکتے۔



(14) شاخ پہ بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھا دے تجھے شجرا تیرا

تشریح:

شاخ: ٹہنی

فکر میں: سوچ میں، تدبیر کر رہا ہے

نیچا دکھانا: ذلیل کرنا، شرمندہ کرنا

شجرا: اصل میں شجرہ ہے (رعایت سجع اور وزن شعری کی وجہ سے ہا کو الف لکھا ہے) بمعنی درخت، صوفیا کی اصطلاح میں سلسلہ طریقت میں آنے والا مشائخ عظام کے اسماء گرامی

اے منکر! تو سلسلہ بیعت کی ٹہنی پہ بیٹھ کر یعنی کسی پیر کا مرید ہو کر بھی اگر غوث اعظم کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتا تو یہ تیری حرکت تجھے ذلیل کر دے گی۔

بعض لوگ اپنے آپ کو کسی نہ کسی سلسلہ میں شامل کر کے بھی حسد و بغض کی آگ میں جلتے رہتے ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کو گھٹانے کی فکر میں ہیں جیسے موجودہ دور میں ایک اسی طرح کے حاسد نے غوث اعظم کا قدم مبارک ہر ولی کی گردن پر ہونے سے انکار کیا ہے اور ایک کتاب لکھ ماری ہے لیکن کیا پدی کیا پدی کا شوربا؟ یہاں تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی بھی عرض کر رہے ہیں

بہاؤ الدین ملتانی کند ہر دم ثنا خوانی
کہ تو محبوب سبحانی دمحی الدین جیلانی

مزید فرماتے ہیں

اولیائے اولین و آخریں سرہائے خود
زیر پائش می نہند از حکم رب العالمین
نیست در ہر دو جہاں ملجائے من جز در گہت
الکرم یا بازِ اشھب ، الکرم یا محی دین

جن اولیاء کرام نے اس قدر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی ہے یہ بھی صاحبان کرامات تھے مگر ان کو معلوم تھا کہ خالی کرامت کا مقام ولی کی نگاہ میں کیا ہے اور غوث اعظم کی شان محض کرامات کی وجہ سے نہیں ہے آپ نے خود فرمایا:

اصحاب الکرامات کلھم محجوبون والکرامۃ حیض

الاولیاء فالولی لم الف مقام اوله باب الکرامات من جاوز منها ناول الباقی والافلا. (سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار)

صرف کرامات والے پردے میں ہیں اور کرامت تو اولیاء کے لیے ایسے ہے جیسے عورت کے لیے حیض کے دن، ولی کے ہزار درجے ہیں اور ان میں سے پہلا باب کرامات کا ہے جو اس سے گزر گیا اس نے باقی بھی پا لیے ورنہ محروم رہا۔

O

(15) حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں مُعمّا تیرا

حل لغات وتشریح:

حق: اللہ تعالیٰ
بد: بُرا
زمانہ کا بھلا: لوگوں کے سامنے اچھا بننا
ارے: نفرت کا لفظ
مُعمّا: پہیلی، چیستاں، پیچیدہ بات

اے میرے غوث کی عظمت کا انکار کرنے والے بدنصیب! تو اب لوگوں کی نگاہوں میں اچھا بننا چاہتا ہے؟ حالانکہ اللہ کے محبوب بندے غوث پاک کی عداوت کی وجہ سے تو برا بن چکا ہے اب زمانہ تجھے کبھی اچھا نہیں مان سکتا، تیرا دین کا لبادہ اوڑھنا یہ تیری مکاری ہے۔ جس کو میں خوب سمجھتا ہوں۔

امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمۃ روض الریاحین میں فرماتے ہیں "جس بدنصیب کو کسی اللہ کے ولی سے بغض ہوگا تجربہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوگا۔

درجاتِ اولیاء:

رجال اللہ ظاہرین و مستورین کی کل بارہ اقسام ہیں

(۱) اقطاب:

ہر زمانے میں ساری دنیا میں سب سے بڑا قطب ایک ہوتا ہے جس کو قطب عالم یا قطب کبریٰ، قطب ارشاد یا قطب مدار یا قطب الاقطاب اور قطب جہاں بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) غوث:

بعض نے غوث و قطب ایک ہی منصب قرار دیا ہے اور بعض نے فرق کیا ہے مگر یہ دونوں منصب ایک بندے میں جمع ہو سکتے ہیں۔

(۳) امامان:

قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں، دائیں ہاتھ والا عبدالملک اور بائیں والا عبدالرب ہے۔

(۴) اوتاد:

یہ کل چار ہوتے ہیں جو چاروں سمتوں میں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ مغربی سمت والا عبدالودود، مشرقی والا عبدالرحمٰن جنوب والا عبدالرحیم اور شمال والا عبدالقدوس ہے، اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ۔ قیام عالم کے لیے ان سے میخوں کا کام لیا جاتا ہے جیسے اللہ نے پہاڑوں کو زمین میں میخیں بنا کر ٹھونک دیا ہے۔ والجبال اوتادا۔

(۵) ابدال:

اولاً سات اقلیموں میں سات ہوتے ہیں یہ سات انبیاء کرام کے مشرب پر ہوتے ہیں، لوگوں کی روحانی مدد کرتے ہیں ان کے علاوہ تین سو پچاس ابدال

اور بھی ہوتے ہیں۔

(٦) اخیار:

تین سو پچاس ابدالوں میں سے یہ سات ہمیشہ سفر پر رہتے ہیں۔

(٧) ابرار:

ان میں سے چالیس ابدال کہلاتے ہیں۔

(٨) نقباء:

یہ کل تین سو ہیں ان سب کا نام علی ہے۔

(٩) نجباء:

یہ کل ستر ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں ان سب کا نام حسن ہے

(١٠) عمد:

چار ہیں، ان کا نام محمد ہے زمین کے اطراف میں رہتے ہیں۔

(١١) مکتومان:

چار ہزار ہیں، ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں مگر اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔

(١٢) مفردان:

قطب ترقی کر کے فرد بنتا ہے، فرد کامل ہو جائے تو محبوبیت کا درجہ پالیتا ہے۔ پھر محبوبیت میں ترقی کرنے والا غوث اعظم بنتا ہے۔ (کتب تصوف)

حضرت کعبہ حاجات ہمہ خلق آنست
دیدار بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین

(خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ)

O

(16) سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بند بدن اے روبہَ دنیا تیرا

حل لغات وتشریح:

سگِ در: دوازے کا کتا
بکھرنا: منتشر ہونا
بند بند بدن: جسم کا جوڑ جوڑ
روبہ: لومڑی

اے عظمت غوث کے منکر! تیری اس مکاری وعیاری کو غوث اعظم کے در کا کتا بھی ناراضگی سے دیکھ لے تو تو تاب نہ لا سکے اور تیرے جسم کا جوڑ جوڑ بکھر کر منتشر ہو جائے۔

اس شعر میں شیخ صنعان (جس نے اپنی گردن پہ غوث پاک کا قدم ماننے سے انکار کر دیا تھا) کے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

قلائد الجواہر میں ہے:

رایت الاولیاء فی المشرق والمغرب واضعین رؤسهم تواضعا الا رجلا بارض العجم فانه لم یفعل فتواری عنه حاله (ص ۲۵)

جب غوث اعظم نے **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله** کا اعلان فرمایا تو میں (شیخ لؤلؤ الدرمنی علیہ الرحمۃ) نے دیکھا کہ مشرق ومغرب کے اولیاء نے اپنے سر جھکا لیے (اور ان کے درجات بلند کر دیئے گئے) سوائے ایک شخص کے جو عجم کا رہنے والا تھا اس نے گردن نہ جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا۔

سبحان اللہ! کیسی شان ہے کوئی بہاؤ الدین (دین کی روشنی) کوئی نظام الدین (دین کا منتظم) کوئی معین الدین (دین کا مددگار) کوئی فرید الدین (دین کا

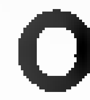
انمول موتی) مگر آپ محی الدین ہیں (دین کو زندگی دینے والا)

شیخ خرقانی یکے از خرقہ پوشانِ ویست
زاں جہت اور القب در مرد ماں خرقانی است
سہروردی نیز ملتانیست پیش در گہش
گرچہ اور اصد ہزاراں بندۂ ملتانی است
مسلکی رایا شہِ گیلانی از لطف و کرم
سُوئے خود آوازہ کن و اماندہ از حیرانی است

(حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ قادری لاہوری)

ولہ ایضاً

تشنہ لب گریاں بہ سوئے بحرِ عرفاں می روم
سرزدہ چوں سیلِ اشکِ خود بہ افغاں می روم



(۱۷) غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حل لغات وتشریح:

غرض: حاصلِ کلام، الغرض
پناہ: مدد
خاطر: دل
قبضہ: حکومت

حاصلِ کلام یہ کہ نفس وشیطان نے دنیا میں جگہ جگہ گمراہی کے جال پھیلا رکھے ہیں مجھے آپ کی مدد درکار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کے دلوں پر حکومت عطا کر رکھی ہے۔

بادشاہ تو ظاہر پر حکومت کرتے ہیں مگر اہل اللہ دلوں کے بادشاہ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ظاہری بادشاہ عارضی ہوتے ہیں اور یہ روحانی بادشاہ ہزاروں سال بعد بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے رہتے ہیں۔ شاہ سنجر (شاہ نیمروز) نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس التجا بھیجی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سلطنت کا کچھ حصہ پیش کرنا چاہتا ہوں، آپ نے جواب تحریر فرمایا۔

چوں چتر سنجری رُخ بختم سیاہ باد
در دِل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبراز ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جونمی خرم

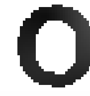
خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرے پاس ملک نیم روز ہے تو مجھے اللہ نے ملک نیم شب عطا فرمایا ہوا ہے۔ تیرے پورے ملک کو میں ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا (دعوات عبدیت حصہ نمبر ۲ وعظ ہفتم از اشرف علی تھانوی) اس کے بعد تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ کسی نے آپ کی خدمت میں ایک چین کا بنا ہوا نہایت قیمتی اور خوبصورت آئینہ پیش کیا، آپ نے خادم کو فرمایا کہ اس کو سنبھال لو جب میں طلب کروں مجھے دینا اچانک ایک دن وہ آئینہ خادم کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا، خادم نے حاضر ہو کر عرض کیا ۔ از قضا آئینہ چینی شکست۔ کہ شیشہ ٹوٹ گیا ہے آپ نے خوش ہو کر بے ساختہ فرمایا

خوب شد اسباب خود بینی شکست

اچھا ہوا خود بینی کے اسباب ٹوٹ گئے۔

نبی جی کا ہے تم پر پیار یا محبوب سبحانی
علی کے ہو دل اور دلدار یا محبوب سبحانی
چراغ دودمان اہل بیت مصطفیٰ تم ہو
منور تم سے ہے گھر بار یا محبوب سبحانی ۔

گل باغ علی ہو ثمرہ نخل حسینی ہو
حسن کے تم ہو برخوردار یا محبوب سبحانی
زمرد ہو حسن کے، لعل ہو کانِ حسینی کے
علی کے ہو دُر شہسوار یا محبوب سبحانی



(18) حکم نافذ ہے تیرا خامہ تیرا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

حل لغات وتشریح:

نافذ: جاری
خامہ: قلم
سیف: تلوار
دم میں: فوراً
دور: زمانہ

اے غوث پاک! آپ کا حکم جاری وساری ہے قلم تقدیر اور تلوار الٰہی آپ کے ہاتھ میں ہے جب آپ اللہ کے ہیں تو (من کان للّٰہ کان اللّٰہ له) اللہ آپ کا ہوا اور جو کچھ اللہ کا ہے وہ سب آپ کا ہے لہٰذا آپ کو کسی کی بگڑی بناتے ہوئے کیا دیر لگے گی؟ ایک لمحہ میں سب کے کام ہو جائیں گے کیونکہ یہ دور (امام مہدی تک) آپ ہی کا دور ہے۔

اس شعر کے مصرعہ ثانیہ پہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی حیات ظاہری میں کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ صحیح احادیث میں تو یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی ذات مقلب القلوب ہے جب کہ آپ نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دل پہ قبضہ مان لیا ہے۔"

امام اہل سنت کے ایک عقیدت مند (سید محمد آصف) نے یہ اعتراض بصورت استفتاء آپ کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اس کا جو جواب عطا فرمایا وہ من و عن درج کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

لفظ ''شہنشاہ'' کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

(از کانپور۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ)

اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب ہے۔ سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت محدود نہ اس کی عطاء کا باب وسیع مسدود ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (پ ۲، رکوع ۹)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا. (پ ۱۵، رکوع ۲۳)

اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ وہ علی الاطلاق فرماتا ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ.

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔ اس کا اطلاق اجسام و ابصار، اسماع و قلوب سب کو شامل ہے۔ وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھیرتے، ضرور یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا.

(پ ۹، ر ۱۵)

جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم

رکھو مسلمانوں کے۔

سیرت ابن اسحٰق و سیرت ابن ہشام میں ہے۔ بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے۔ ان سے دریافت فرمایا، تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ خنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا!

ذَاکَ جِبْرِیْلُ بُعِثَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ یزلزلُ بِھِمْ حصونھم وَ یَقْذِفُ الرُّعْبَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ۔

وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا جَلَسَ الْقَاضِیْ فِیْ مَجْلِسِہٖ ھَبَطَ عَلَیْہِ مَلَکَانِ یُسَدِّدَانِہٖ وَیُوَفِّقَانِہٖ وَیُرْشِدَانِہٖ مَا لَمْ یجر فَاِذَا جَارَ عَرَجَا وتر کاہ۔

جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں۔ اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے، جہاں اس نے میل کیا۔ فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر اڑ گئے۔

دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ عُمَر اَیَّدَاللّٰہُ عُمَر بِمَلَکَیْنِ یُوَفِّقَانِہٖ وَیُسَدِّدَانِہٖ فَاِذَا اَخْطَاَ صَرَفَاہُ حَتّٰی یَکُوْنَ صَوَابًا۔

اگر میں ابھی تم میں ظہور نہ فرماتا تو بے شک عمر نبی کیا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے ٹھیک راہ پر رکھتے۔ اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے

ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔
ملائکہ کی شان تو بلند ہے، شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ (پ۱۵رکوع۷)

میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں

قال اللہ تعالیٰ

یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔(پ۳۰رکوع۲۹)

وقال اللہ تعالیٰ

شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یوحی بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زخرف القولِ غرُوْرا ٥ (پ۸رکوع۱)

شیطان، آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔
بخاری، مسلم، ابو داؤد مثل امام احمد حضرت انس بن مالک اور مثل ابن ماجہ حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ۔

بے شک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری و جاری ہے۔
صحیحین وغیر ہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔۔
"جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے۔جب اذان ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔

حَتّٰی یَخطوا بَینَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ اذکُرْ کَذَا اذکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یذکرہٗ حَتّٰی یظَلُّ الرّجل مَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی.

یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر وہ بات یاد کر ان باتوں کے لیے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی۔"

امام ابو بکر بن ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان، اور امام اجل ترمذی نوادر الاصول میں بسند حسن، اور ابو یعلیٰ مسند اور ابن شاہین کتاب الترغیب اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ الشَّیطَانَ وَاضِعٌ خَطمَہٗ عَلٰی قلبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِنْ ذکر اللّٰہِ خنسَ وَاِن نَسِیَ التقم قلبہٗ فَذٰلِکَ الوسواس الْخَنَّاسُ.

بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ جب آدمی خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے (بھول جاتا ہے) تو شیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے۔ تو یہ ہے۔ (شیطان خناس) وسوسہ ڈالنے والا، دبک جانے والا۔

لمہ شیطانی و لمہ ملکی دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں۔ پھر اولیائے کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محل انکار ہے؟ حضرت علامہ سلجماسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنی حاجات میں اولیائے کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگا لیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو میں عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کیے جاتے۔ تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے۔ اس لیے اولیاء نے ان کے دلوں کو

اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مزاد) نے ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی۔ اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

حدیث اول: مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری کتاب مستطاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں

روی الشیخ الجلیل ابو صالح المغربی رحمہ اللہ تعالی انہ قال قال لی سیدی الشیخ شعیب ابو مدین قدس اللہ سرہٗ یااباصالح سافر الی بغداد وات الشیخ محی الدین عبدالقادر لیعلمک الفقر فسافرت الی بغداد فلما رایتہ رایت رجلا ما رایت اکثر ھیبۃ منہ فساق الحدیث الی اخرہ الی ان قال قلت یا سیدی ارید ان تملنی منک بھذا الوصف فنظر نظرۃ فتفرقت عن قلبی جواذب الارادت کمایتفرق الظلام بھجوم النھار وانا الاٰن انفق من تلک النظرۃ.

یعنی شیخ جلیل ابو صالح مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابو شعیب مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابو صالح! سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندۂ خدا نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا۔ پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اے ابو صالح! ادھر کو دیکھ تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کعبہ معظمہ پھر مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادھر کو دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی میرے پیر ابو مدین، فرمایا کدھر جانا چاہتا ہے؟ کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس، فرمایا ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا

جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کیا بلکہ جس طرح آیا تھا۔ فرمایا یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا۔ اے ابوصالح! اگر تو فقر چاہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا۔ اور اس کا زینہ توحید ہے۔ اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے۔ لوحِ دل بالکل پاک و صاف کرلے۔ میں نے عرض کی اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں۔ یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسے کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

امام اجل مصنف بہجۃ الاسرار شریف کی جلالت شان اور اس کتاب جلیل کی صحت وعظمت: یہ حدیث جلیل حضرت امام اجل سید العلماء شیخ القراء عمدۃ العرفاء نورالملۃ والدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہٗ العزیز نے کہ صرف دو واسطہ سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ امام جلیل الشان، شیخ القراء ابوالخیر شمس الدین محمد بن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف حصن حصین شریف کے استاذ ہیں۔ امام ذہبی صاحب میزان الاعتدال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور طبقات القراء میں ان کی مدح وستائش کی۔ اور ان کو اپنا امام یکتا لکھا۔

حَیْثُ قَالَ عَلِیُّ بْنُ یُوْسُفَ بْنِ جَرِیْرِ اللَّخِمِیُّ الشَّطْنُوفِی الْاِمَامُ الْاَوْحَدُ الْمقرِیُ نُوْرُ الدِّیْنِ شَیْخُ الْقُرَّاءِ بِالدِّیَارِ الْمِصْرِیَۃِ.

چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریر نور الدین امام یکتا، مدرس قرأت اور بلاد مصر میں شیخ القراء ہیں۔

سید عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فی مرآۃ الجنان میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ان مناقب جلیلہ سے یاد فرمایا۔

روی الشیخ الامام الفقیہ العالم المقرئ ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندہٖ الخ.

شیخ وامام، زبردست فقیہ، مدرس قرأت علی ابن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔
اور امامِ اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے نہایۃ الدراءات فی اسماء الرجال القراءات میں فرمایا

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نورالدین ابو الحسن اللخمی الشطنو فی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ورد بالقاھرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازھر من القاھرۃ وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد و التحقیق وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحاً فلو کان ظھر لکان من اجود شروحھا توفی یوم السبت اوان الظھر ودفن یوم الاحدو العشرین من ذی الحجۃ سنت ثلث عشرۃ وسبع مائۃ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی.

یعنی علی بن یوسف نورالدین ابوالحسن شافعی استاد محقق ایسے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے۔ بلاد مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا۔ ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا۔ میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی۔ یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی۔ روز دوشنبہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ ۲۰ ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
اور امام اجل جلال الملۃ والدین جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المحاضرۃ باخبار مصر والقاہرۃ میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنو فی الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ تصدر للاقراء بالجامع الازھر وتکاثر علیہ الطلبۃ.

یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نورالدین امام یکتا ہیں۔ اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم، اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی، نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب بغیۃ الوعاۃ میں لکھا۔ اور اس میں نقل فرمایا کہ:

لَهُ الْيَدُ الطُّوْلٰى فِي عِلْمِ التَّفْسِيرِ۔

علم تفسیر میں ان کو ید طولیٰ تھا۔

اور حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے کتاب ''زبدۃ الاسرار'' میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے۔

بهجة الاسرار من تصنيف الشيخ الامام الاجل الفقيه العالم المقرئي الاحد البارع نورا لدين ابن الحسن على بن يوسف الشامي اللخمي وبينه وبين الشيخ رضي الله تعالىٰ عنه واسطتان وهو داخل في بشارة قوله رضي الله تعالىٰ عنه طوبىٰ لمن راني ولمن راىٰ من رانيٰ ولمن راىٰ من رانيٰ.

یعنی امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قرأت، یکتا، عجب صاحب کمال، نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں۔ اور وہ حضور پر نور سرکا غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالت شان کے ایسے مداح ہوئے۔ اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار شریف میں (کہ امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے ہوئے امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھی۔ اور حدیث کی طرح اس کی

سند حاصل کی۔ اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی۔ اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا

ایں کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم و شریف و مشہور است۔

یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم و شریف اور مشہور کتاب ہے۔

اور زبدۃ الاسرار شریف میں اس کی روایات صحیح و ثابت ہونے کی تصریح کی یوں بسند صحیح روایت فرمائی کہ:

حدثنا الفقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلیٰ الفاسی المالکی المحدث بالقاهرة ٦٧١ ھ قال اخبر ناجدی حجاج بفاس ٦٣٣ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥٨٨ ھ فلما کنا بعرفات والفینا بها الشیخ اباالقاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزاز فتسالما وجلسا یتذکران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الشیخ ابو محمد قال بی سیدی الشیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا صالح سافر الی بغداد الحدیث۔

یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جدامجد حجاج بن یعلیٰ بن عیسیٰ فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابومحمد صالح کے ساتھ ٥٨٨ھ میں حج کیا۔ عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزاز ملے۔ دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے۔ ابومحمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابومدین نے فرمایا اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو۔

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابومحمد، نزہۃ الخاطر میں ابوصالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

حدیث دوم: یہی حدیث جلیل الفتوح میں ہے کہ جب حضرت صالح یہ روایت فرما چکے
تو حضرت سید عمر بزاز قدس سرہٗ نے فرمایا۔

وانا ایضاً کنت جالساً بین یدیه فی خلوته فضرب بیده فی صدری فاشرق فی قلبی نور علیٰ قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الان فی زیادة من ذلک النور .

یعنی یوں ہی میں بھی ایک روز حضور پور نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور خلوت میں حاضر تھا۔ حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا۔ فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا۔ اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا۔ اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

حدیث سوم: امام ممدوح اسی بہجۃ الاسرار شریف میں بایں سند راوی

حدثنا الشیخ ابو الفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسماعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشیخ العارف ابو الخیر بشر بن محفوظ ببغداد الحدیث .

یعنی ہم سے شیخ ابو الفتوح محمد صدیقی بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابو جعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابو الخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا

لِيَطْلُبْ كُلٌّ مِنْكُمْ حَاجَةً أُعْطِيهَا لَهُ.

تم میں ہر ایک ایک مراد مانگے، کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب

کی مرادیں مانگیں جو تفصیل مذکور ہیں)۔
حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝
خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں۔ (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں)۔
واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع یدہ علی صدری وانا جالس بین یدیہ فی مجلس ذلک فوجدت فی الوقت العاجل نوراً فی صدری وانا الی الان افرق بہ بین موارد الحق والباطل وامیزبہ بین احوال الھدیٰ والضلال وکنت قبل ذلک شدید القلق لا لتباسھا علی.
اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا۔ حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک بھی اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی، اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔
حدیث چہارم: امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی ہیں کہ
اخبرنا ابو محمدن الحسن ابن ابی عمران القرشی وابو محمد سالم بن علی الدمیا طی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شھاب الدین عمر السھروردی الحدیث.
یعنی ہمیں ابو محمد قرشی و ابو محمد دمیاطی نے خبر دی دونوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ

سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا۔ میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے۔ اور میں باز نہ آتا تھا۔ ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے۔ راہ میں مجھ سے فرمایا۔ اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا، کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ اے عمر! تم نے علم کلام میں کونسی کتاب حفظ کی ہے۔ میں نے عرض کی فلاں فلاں کتابیں۔

فامر يده على صدري فوالله مانزعها وانا احفظ من تلك الكتب لفظةً وانساني الله جميع مسائلها ولكن وفر الله في صدري العلم الدني في الوقت العاجل فقمت من بين يديه وانا انطق بالحكمة وقال لي يا عمر ان اخر المشهورين بالعراق قال وكان الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالىٰ عنه سلطان الطريق والتصرف في الوجود على التحقيق.

حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیئے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا۔ تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا۔ اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے۔ یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا۔

اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں۔ اور تمام عالم میں

یقیناً تصرف فرمانے والے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں۔
میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا۔ چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔ اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے۔ حضرت شیخ پیالے بھر بھر کروہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں۔ اور لوگ لوٹ رہے ہیں۔ جب جواہر کی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔ گویا چشمے سے ابل رہے ہیں۔
دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں میں ابھی کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا۔ جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔
حدیث پنجم: امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی

حدثنا الشيخ الصالح ابو عبدالله محمد بن كامل بن ابو المعالى الحسينى قال سمعت الشيخ العارف ابا محمد مفرج بن بن بنهان بن دكاف الشيبانى.

یعنی ہم سے شیخ صالح ابو عبداللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ

ہوا۔ فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے۔ اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں۔ ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے۔ تاکہ انہیں جواب سے بند کر دیں۔ یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں۔ میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا۔ جب وہ فقہاء آکر بیٹھ گئے تو حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی، مگر جسے خدا تعالیٰ نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پرنور کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد بھر ہل گیا۔ حضور پرنور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرما دیئے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے:

لما جلسنا فقدنا جميع مانعرفه من العلم حتى كانهٗ نسخ منا فلم يمربنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل منا مانزع عنهٗ من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التى هيانا هاله وذكر فيها اجوبتهٗ.

جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا، دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا، ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا۔ جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا، ہر ایک کے پاس اس کا چھنا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لیے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل

بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمائیں۔

حدیث ششم: **اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی بن عبداللہ الابھری و ابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی قالا سمعنا الشیخ شہاب الدین السہروردی الحدیث.**

یعنی ہمیں شیخ ابو الحسن ابہری و ابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں ۷۰ھ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا۔ میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا۔ اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا۔

کیف لا اتادب مع من صرفہ مالکی فی قلبی وحالی وقلوب الاولیاء واحوالھم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا.

میں کیوں کر ان کا ادب نہ کروں، جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب واحوال پر تصرف بخشا ہے، چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں کہتے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

حدیث ہفتم: امام ممدوح قدس سرہٗ اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت فرماتے ہیں کہ

حدثنا الشیخ ابو محمد القاسم بن احمد الھاشمی والحرمی الخیلی قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی الخباز قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار . الحدیث.

یعنی شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انہیں عارف باللہ حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انہیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخر ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جاتا تھا۔ راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ سخت تعجب ہے۔ ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے۔ آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا۔ یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معا لوگ تسلیم و مجرا کے لیے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہو گئے۔ میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا۔ یعنی دولت قرب تو نصیب تھی۔ یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا۔ اور ارشاد کیا اے عمر! تم ہی نے تو اس کی خواہش کی تھی۔

او ما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنّی وان شئت اقلبت بها الی.

یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمنابه وجعلناله وبه الیه ولم یقطعنا بجاه لدیه امین .

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہ انہیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لا کر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں

ندانستہ کہ دلہائے مردم بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں را از خود گردانم، واگر خواہم روئے در خود کنم۔

تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

یہی تو اس سگ کوئے قادری غفرلہٗ بمولاہ نے عرض کیا تھا۔

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا۔ اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے

رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

اور یہ اس آیہ کریمہ کا اتباع ہے کہ:

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ .

اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرمادیتا تو نادان نہ بن۔

اب اس کلام کو ایک حدیث مفید مسلمین ومحافظ ایمان ودین پر ختم کریں امام ممدوح قدس سرہٗ فرماتے ہیں

حدثنا الشیخ الفقیہ ابو الحسن علی بن الشیخ ابو العباس احمد بن المبارک البغدادی الحریمی۔ قال اخبرنا الفقیہ ابو محمد عبدالقادر بن عثمان التیمی الحنبلی قال اخبرنا

الشیخ محمد بن عبداللطیف التومسی البغدادی الصوفی قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا تکلم بالکلام العظیم بقول عقیبہ باللہ قولوا صدقت وانا اتکلم عن یقین لاشک فیہ انما انطق فانطق اعطیٰ فافرق و اومرفا فعل والعھدۃ علی من امرنی فالدیۃ علی العاقلۃ تکذیبکم لی سم ساعۃ لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخرنکم اناسیاف انا قتال ویحذرکم اللہ نفسہٗ لو لا لجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر نریٰ ما فی بطونکم وظواھرکم لولا لجام الحکم علی لسانی لنطق صاع یوسف بمافیہ لکن العلم مستجیر بذیل العالم کیلا یبدی مکنونہٗ۔

یعنی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے تو اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں۔ اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں۔ اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا۔ اور خون بہا مددگاروں پر، تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اس میں تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمہیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو۔ تمہارا فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے۔ اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے۔ مگر ہے یہ کہ

علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمایئے۔

صدقت یا سیدی واللّٰہ انت الصادق المصدوق من عند اللّٰہ وجلی لسان رسول للّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیک وبارک وسلم وشرف ومجد وعظم و کرم۔

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں۔ آپ پر بھی اللہ کی رحمت وبرکت اور سلام۔

یہ مختصر عجالہ بصور رسالہ ظاہر ہوا۔ اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا۔ ایک لفظ ''شہنشاہ'' (جو شرح حدائق بخشش ''شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ'' میں آپ اعلیٰ حضرت ہی کے قلم حقیقت رقم سے ؎ حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کے تحت پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز الکریم الجلیل) دوسرے یہ کہ قلوب پر سید اکرم ومولائے اکرم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ وتصرف ہے لہٰذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام۔ **فقہ شهنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ** رکھا جائے۔

والحمد للہ رب العالمین وافضل الصلوٰۃ والسلام علی افضل المرسلین والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین. امین. واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدالمذنب احمد رضا بریلوی عفی عنہ بحمد المصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ و من نادیٰ باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل الی اللّٰہ بی قضیت حاجتہٗ

(اخبار الاخیار، سفینۃ الاولیاء)

میں مصیبت کے وقت اپنے پکارنے والے کی مدد کرتا ہوں اور جو میرے

وسیلے سے دعا کرے اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے

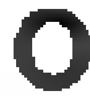
جو دُکھ بھر رہا ہوں جو غم سہہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم

کمر بست برخون من نفسِ قاتل
اغثنی برائے خدا غوث اعظم

ایک مرتبہ آپ نے نفلی نماز کے بعد با آواز بلند کچھ کہا اور اپنی ایک کھڑاؤں کو اٹھا کر ہوا میں زور سے پھینکا پھر دوسری کو بھی۔ کھڑائیں غیب ہو گئیں۔ تین دن بعد ایک قافلہ دونوں کھڑائیں لے کر آیا تو آپ کی بارگاہ میں نذر پیش کی۔ جب واپس جانے لگا تو مریدین نے قافلہ والوں سے پوچھا! کھڑائیں کہاں سے لائے ہو اور یہ نذر کیسی؟ انہوں نے کہا! تین صفر کو ہم جنگل میں جا رہے تھے کہ عرب کے ڈاکوؤں نے ہمیں لوٹ لیا اور ہمارے بہت سارے افراد کو مار دیا، ہم نے مجبور ہو کر غوث اعظم کو پکارا کہ اگر ہماری دستگیری ہو جائے تو ہم حاضر ہو کر نذر پیش کریں گے ابھی ہم یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ایک آواز گونجی جس سے سارا جنگل گونج اٹھا وہ ڈاکو ڈر گئے اور انہوں نے ہمارا سارا مال واپس کر دیا ہم نے دیکھا تو ان کے دو سردار مرے پڑے تھے اور ان کے پاس پانی سے تر یہ کھڑائیں پڑی تھی (جو غوث پاک نے وضو کرنے کے بعد پھینکی تھیں)۔ (سفینۃ الاولیاء، قلائد الجواہر)

ساقیٔ بغداد مجھ ہووے عطا بغداد دی
اج سَقَانِی الحُبّ دے خُم وچوں پلا بغدادی
خیر تے ہے کیوں نہ ہووے ساری محفل نوں سُرور
دَور کَاسَاتِ الوِصَالِ دا، گھٹا بغدادی
گونجدی رہندی اے ہر تھاں شَیئاً لِلّٰہ دی صدا
وگدی ہر دم رہندی اے جوئے سخا بغدادی

پہنچے ہوئے نیں چوہاں کوٹاں تے چارے سلسلے
وگدی ہر دم رہندی اے جوئے سخا بغداد دی
پہنچے ہوئے نیں چوہاں کوٹاں تے چارے سلسلے
پھیلدی رہندی اے ہر پاسے ضیا بغداد دی
چوراں دے وچ پیدا ہو جاندی اے ابدالاں دی شان
سوہنا اے ماحول، سوہنی اے فضا بغداد دی
فضل نالو نال ای آجائے گا ابرِ کرم
تیرے دل آوٗنی اے جس ویلے ہوا بغداد دی



(19) جس کو للکار دو آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حل لغات وتشریح:

للکار: جھڑک

چمکار: پیار

ہر پھر کے: ہر طرف سے مجبور ہو کر

اے غوث اعظم! مقابلہ میں آنے والے کو اگر آپ للکاریں تو اس کی کیا مجال کہ الٹے پاؤں واپس نہ بھاگ جائے۔ اور جب آپ کسی کو دلاسہ دے دیں تو وہ آپ کا حلقہ بگوش غلام ہو جائے۔

بلکہ آپ کی چمکار سے تو مردوں کو زندگی مل جاتی ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک عورت اپنا بچہ لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا! میرے اس بچے کو آپ سے بہت محبت ہے اور آپ کے مدرسہ میں داخل ہونا چاہتا ہے،

میں اس کو اپنے حقوق معاف کرتی ہوں آپ اس کو قبول فرمائیں، آپ نے اس کو داخل کر کے منازل سلوک طے کرانی شروع کر دیں۔ایک دن وہ عورت اپنے بیٹے کو ملنے آئی، کیا دیکھتی ہے کہ بچہ بہت کمزور اور رنگ اس کا پیلا پڑ گیا ہے اور خود حضرت شیخ مرغی کا سالن تناول فرما رہے ہیں، عرض گزار ہوئی کہ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں؟

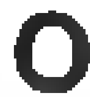
انت تاكل الدجاج وولدی یاكل خبز الشعير فوضع الشيخ يده على تلك العظام وقال قومی باذن الله الذی يحی العظام وهی رميم.

آپ نے مرغی کی ہڈیوں پہ ہاتھ رکھ کر کہا زندہ ہو جا! اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔مرغی کڑ کڑ کرتی ہوئی زندہ ہو گئی۔آپ نے فرمایا! جب تیرا بچہ اس مقام پہ پہنچے گا تو جو چاہے سو کھائے، ابھی ابتدائی منازل میں ہے۔

(کتاب التذکیر حصہ سوم صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹، افاضات یومیہ جلد ا صفحہ ۲۲۳ از اشرف علی تھانوی)

اسی طرح ایک عیسائی سے آپ کی مڈبھیڑ ہو گئی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بیان کر کے مسلمانوں کو ورغلا رہا تھا آپ نے فرمایا! میں نبی تو نہیں بلکہ امام الانبیاء کا غلام ہوں یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں، آپ اس کو قبرستان لے گئے اور فرمایا قبروں پر ہاتھ تو رکھتا جا زندہ میں کرتا جاتا ہوں چنانچہ اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر پر ہاتھ رکھا فرمایا یہ گویا تھا اگر کہو تو گاتا ہوا اُٹھے؟ اس نے کہا ہاں۔فرمایا! حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مردہ زندہ کرتے تھے تو کیا پڑھتے تھے عرض کیا! **قم باذن الله** آپ نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا **قم باذنی افانشق القبر واقام الميت حيا مغنيا**۔قبر پھٹ گئی اور مردہ گاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا! کیا قیامت ہے؟ فرمایا نہیں ولی کی کرامت ہے چنانچہ عیسائی غوث پاک کے ہاتھ پہ مسلمان ہو گیا۔(تفریح الخاطر صفحہ ۱۶)

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے آؤ یا غوث اعظم
ترا نام لے کے جو نعرہ لگایا
مہم سر ہوئی جا بجا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم



(20) کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

حل لغات وتشریح:

کنجیاں: چابیاں

خزینہ: خزانہ، ذخیرہ

اے میرے غوث اعظم! رب العالمین نے دلوں کی چابیاں آپ کو عنایت فرمادی ہیں، تو اب مہربانی فرمائیے ناں! کہ میرے سینے کو اپنی محبت کا گنجینہ بنادیجئے۔

رباعی

آں شاہ سرفراز غوث الثقلین است
دراصل صحیح النسبین از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسن سلسلہ او

وز جانب مادر دُر دریائے حسین است

(مولانا جامی علیہ الرحمۃ)

شیطان اگر بیماری ہے تو ولی اللہ اس بیماری کا علاج ہوتے ہیں۔ اگر شیطان دلوں میں وسوسے ڈال کر اس پر قبضہ جمالے تو اس کے قبضے کو چھڑانے کے لیے اولیاء کرام کی طرف رجوع لازمی ہے کیونکہ اس بات کا شیطان نے خود اقرار کیا تھا کہ میں سب لوگوں کو گمراہ کردوں گا۔ **الا عبادک منھم المخلصین** (القرآن) مگر تیرے مخلص بندوں پر میرا زور نہ چل سکے گا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں جنگلوں میں رہتا تھا تو شیاطین مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں میرے سامنے آتے، مجھ پر آگ پھینکتے مگر میں اپنے دل میں بہت طاقت محسوس کرتا اور مجھے غیب سے کوئی پکارتا کہ اے عبدالقادر اٹھو! ان کی طرف بڑھو!، ان کا مقابلہ کرو! ہم تمہاری مدد کریں گے، چنانچہ میں ان کی طرف بڑھتا کبھی کسی ایک کو طمانچہ بھی مارتا، لا حول پڑھتا تو وہ جل کر خاک ہو جاتا۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

آپ کی اس ثابت قدمی پر جن بھی حیران تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے مدرسہ میں بہت سارے علماء و فقراء کے سامنے قضا و قدر کے مسئلہ پر بیان فرما رہے تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ چھت سے آپ پر گرا سب حاضرین بھاگ گئے مگر آپ پرسکون ہو کر بیٹھے رہے اور ذرا بھی جنبش نہ کی، سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا، سارے بدن سے گھوم پھر کر گردن سے لپٹ گیا پھر زمین پر گر کر کھڑا ہو گیا اور پھنکار مار کر آپ سے باتیں کرنے لگا، اس کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ کیا باتیں کر رہا تھا؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا تھا:

لقد اختبرت کثیرا من الاولیاء فلم ارمثل شانک .

میں نے بہت سارے اولیاء کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہ پایا۔ میں نے کہا! میں تو قضا و قدر پہ بات کر رہا تھا اس لیے تو جب میرے اوپر گرا تو قضا و قدر

نے ہی تجھ جیسے کیڑے کو حرکت دی اور میں نے جنبش تک نہ کی تا کہ میرا قول و فعل برابر ہو جائیں۔ (طبقات کبری، نزہۃ الخاطر، بہجۃ الاسرار)

آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالرزاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ میں جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں ایک سانپ منہ کھول کر میری سجدہ گاہ پر بیٹھ گیا جب میں نے سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں سے اس کو ہٹا دیا، وہ میری گردن سے لپٹ گیا ایک آستین سے داخل ہوا دوسری سے نکل گیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو یہ غائب ہو گیا۔ دوسرے دن جب میں اسی مسجد کے ایک ویران حصے میں گیا تو ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں لمبائی میں پھٹی ہوئی تھیں، میں سمجھ گیا یہ کوئی جن ہے تو اس نے کہا:

انا الحیة التی رایتها البارحة ولقد اختبرت کثیرا من الاولیاء بما اختبرتک به فلم یثبت احد منهم لی کثباتک.

میں وہی سانپ ہوں جس کو آپ نے کل دیکھا تھا، میں نے بڑے بڑے اولیاء کرام کو آزمایا مگر آپ کی شان کا کوئی نہ پایا۔ بعض اولیاء کے باطن کو مضطرب مگر ظاہر کو ثابت قدم پایا اور بعض کا ظاہر و باطن مضطرب پایا مگر آپ کا نہ ظاہر مضطرب ہوا نہ باطن، پھر اس نے چاہا کہ میرے ہاتھ پر توبہ کرلے تو میں نے اس کو توبہ کرادی (طبقات کبری)۔

آپ کے ایک دوسرے صاحبزادے شیخ موسیٰ علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے جہاں کھانے پینے کو کچھ نہ تھا، کئی روز آپ وہاں رہے، جب سخت پیاس لگی تو سر پر بادل کا ٹکڑا آ گیا جس سے پانی ٹپکا، آپ نے پیاس بجھائی پھر ایک نور دیکھا جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے پھر آواز آئی اے عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تم پر تمام حرام چیزیں حلال کر دی ہیں آپ نے فوراً اعوذ باللہ پڑھی تو وہ کیفیت ختم ہو گئی اور دھوئیں کی صورت دکھائی دی اور پھر آواز آئی یا عبدالقادر نجوت منی بعلمک وبحکم ربک وفقهک۔ اے عبدالقادر! تو نے اپنے علم و سمجھ اور رب کے حکم سے اپنے آپ کو مجھ سے بچا لیا ورنہ میں ستر اولیاء کو اس سے پہلے گمراہ کر چکا ہوں آپ نے فوراً فرمایا میرے علم نے مجھے نہیں

بچا (علم بچاتا ہوتا تو تجھے بھی رجیم ہونے سے بچالیتا) میرے رب کے فضل نے مجھے بچایا ہے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا یہ شیطان ہے؟ فرمایا! اس کے اس قول سے کہ "میں نے محرمات کو تجھ پر حلال کر دیا ہے" حالانکہ اللہ تو فرماتا ہے ان اللّٰہ لایامر بالفحشاء والمنکر۔

(طبقات کبریٰ، قلائد الجواہر)

نرالی ہے جہاں میں شان و شوکت غوث اعظم کی
انوکھی بردباری اور قناعت غوث اعظم کی

ملی ہے نسبتِ شبیر و شبر ان کو ورثے میں
مُسلّم دونوں جانب سے نجابت غوثِ اعظم کی

امامِ عسکری نے جُبّہ چھوڑا آپ کی خاطر
جُنید با صفا نے دی بشارت غوثِ اعظم کی

سبھی رہزن ہوئے تائب، ولایت مل گئی سب کو
جو دیکھی عہدِ طفلی میں صداقت غوثِ اعظم کی

بنایا چور کو ابدال ، روکا سیلِ دجلہ کو
ہوئی کس کس طرح ظاہر فضیلت غوثِ اعظم کی

قدم سرکار کا ہے گردنِ اقطابِ عالم پر
رہے گی تا ابد جاری ولایت غوثِ اعظم کی

کیا ہے دینِ حق زندہ ، لقب پایا ہے محی الدّین
ہے سیمائے ابد پر نقش، عظمت غوثِ اعظم کی

مواعظ آپ کے شمشیرِ بُرّاں کُفر کے حق میں
نہ رکھتی تھی جواب اپنا خطابت غوث اعظم کی

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ کس نے کہا ہے؟ شاہِ جیلاں نے
کلیدِ بخشش و رحمت ہے نسبت غوثِ اعظم کی

رہا بیداریٔ شب کا مُبارک سلسلہ برسوں

مثالِ روزِ روشن ہے ریاضت غوث اعظم کی
تنِ اُمت میں پھونکی رُوحِ ایماں ، رُوحِ اسلامی
یہی کیا کم ہے اے تائب ! کرامت غوثِ اعظم کی
(حفیظ تائب)

O

(21) دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

حل لغات وتشریح:

کندہ: کھدا ہوا
کہ: تاکہ
دُزد: چور
رجیم: راندہ ہوا، لعنتی
طغریٰ: شاہی مہر (ایک خاص قسم کا خط)

اے غوث اعظم! کاش کہ آپ کا اسم گرامی میرے دل پہ نقش ہو جائے تاکہ شیطان لعین جب آپ کے نام کی شاہی مہر کو دیکھے تو ناکام ہو کر واپس ہو جائے اور میں اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤں۔

کامل ولی اللہ کا دامن ہی انسان کو شیطان کے شر سے بچا سکتا ہے کیونکہ شیطان نے خود اولیاء اللہ (مخلصین) پہ اپنا داؤنہ چلنا تسلیم کیا ہے۔ (الا عبادک منهم المخلصين) اگر شیطان بیماری ہے تو اولیاء اللہ اس بیماری کا علاج ہیں اور علاج تبھی کارگر ہوگا جب کہ بیماری سے زیادہ طاقتور ہوگا بھلا ڈسپرین کی گولی کینسر کے مریض کو کیا فائدہ پہنچائے گی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

من یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا۔
گمراہوں کا کوئی مرشد نہیں (الکہف)
بعض مشائخ کا قول ہے:
من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان.
بے مرشد کا مرشد شیطان ہے۔

شرائط مرشد:

تاہم جیسے مرشد کی تلاش ضروری ہے اسی طرح مرشد کا کامل ہونا بھی ضروری ہے وگرنہ بقول سعدی "آنکہ خود گمراہ است کرا رہبری کند" جو خود گمراہ ہے وہ دوسروں کی خاک رہبری کرے گا؟

موجودہ دور انحطاط وقحط الرجال میں بقول مولائے روم علیہ الرحمۃ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

لباس خضر میں ہزاروں راہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اصل سے نقل آگے جا رہی ہے لہٰذا حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تعلیمات میں سے مرشد کامل کی شرائط لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ ان بہروپیوں، مسخروں اور دین کے ڈاکوؤں سے بچا جاسکے۔

(۱) شیخ کا سلسلہ حضور علیہ السلام تک متصل ہو درمیان میں کہیں انقطاع نہ ہو۔
(۲) شیخ صحیح سنی العقیدہ ہو ورنہ۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔ والا معاملہ ہوگا کیونکہ اس دور میں لوگوں کی سادگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روحانیت کے منکروں نے بھی بیعت کرنا شروع کر دی ہے۔
(۳) شیخ عالم دین ہو کیونکہ۔ بے علم نتواں خدا را شناخت۔
(۴) فاسق معلن نہ ہو۔

اسی طرح سجادہ نشین بننے کے لیے بھی صرف کسی پیر کی فقط اولاد ہونا کافی نہیں ہے اور "پدرِ ما سلطان بود" کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو اقبال نے کیا ہی اچھا کہا ہے

تھے تو آباء ہی تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

اور ایسے ناخلفوں کے لیے ہی کہا

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات میں سجادہ نشین کے لیے مندرجہ ذیل بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے۔

دو اللہ تعالیٰ کی: عیب پوشی اور رحم دلی
دو حضور علیہ السلام کی: شفقت و رفاقت
دو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی: سچائی اور راستگوئی
دو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
دو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی: لوگوں کو کھانا کھلانا اور شب بیداری
دو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی: علم و شجاعت

اس طرح آپ (غوث پاک رضی اللہ عنہ) نے اتباع سنت، صوم و صلوٰۃ، زہد و تقویٰ (جس کی دس شرائط ہیں۔ زبان قابو میں رکھنا، غیبت سے بچنا، کسی کو حقیر نہ جاننا اور اس کا مذاق نہ اڑانا، محارم پہ نگاہ نہ ڈالنا، سچائی اپنانا، شکر نعمت اپنانا اور کفران نعمت سے بچنا، تکبر و غرور اور نفسانی خواہشات سے بچنا، انفاق فی سبیل پہ کاربند رہنا، صرف اپنے ہی لیے بہتری نہ چاہنا بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے بھلائی کا خواہش مند ہونا، اجماع امت پہ قائم رہنا، علم و عمل اور گوشہ نشینی، رضائے الٰہی کا طالب رہنے پر زور دیا ہے۔ اس دور میں دیگر احکامات کے علاوہ کئی پیر بغیر داڑھی کے بھی اپنا گزارا چلا رہے ہیں حضرت غوث اعظم نے ایک مشت داڑھی رکھنے کے متعلق احادیث نقل فرمائی ہیں۔ غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۳ پہ ہے۔ کان (ابو ھریرۃ) یقبض علی لحیتہ فما فضل عن

لحیتہ جزہ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے جو بال مٹھی سے زائد ہوتے وہ کاٹ دیتے ۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے خذوا ما تحت القبضۃ مشت سے زیادہ داڑھی کے بال کاٹ دو ۔ جو شیخ کہلائے اور اپنے اندر یہ صفات پیدا نہ کرے اس سے کوسوں دور بھاگو وہ مرشد نہیں، ابلیس کا دایاں بازو ہے۔

تصوف کیا ہے؟

دل کو تمام کدورتوں سے صاف کرنے کا نام تصوف ہے اور اس کی بنیاد آٹھ صفات پر ہے۔

سخاوت ابراہیم، رضائے اسحاق، صبر ایوب، مناجات زکریا، تضرع یحییٰ، صوف موسیٰ سیاحت عیسیٰ، اور فقر مصطفیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

مزید تفصیلات کے لیے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں، سرور و اطمینان بھی حاصل کریں اور دقائق، حقائق و معارف کی پہچان بھی۔

غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی والفیض الرحمانی، یواقیت الحکم، جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر، سر الاسرار فی ما یحتاج الیہ الابرار، دیوان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پیش نظر رہیں تو آپ کا اسم گرامی دل پہ کندہ ہو کر شیطان لعین کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے گا مذکورہ شعر سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مراد یہی ہے ورنہ خالی دعوؤں اور نعروں سے کچھ نہ ہوگا۔

پیر وارث شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بناں عمل دے نئیں نجات تیری
ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹیا اوئے

شاہ نصیر الدین نصیر گولڑوی کا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں

نذرانہ عقیدت بزبان فارسی بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

نُورِ نظرِ حیدر و شاہِ زَمَنی　　محبوبِ تاجدارِ مکّی مَدَنی
لختِ جگرِ فاطمہ اے حضرتِ غوث!　　سرو چمنستانِ حُسین و حَسَنی

اے غوثِ پاک! آپ مکی مدنی تاجدار کے محبوب، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نورِ نظر، سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لختِ جگر، گلزار حسنین علیہما الرضوان کے سرو اور شاہِ زمن ہیں۔

در کسوتِ خسروی فقیرہ آمدہ ای　　سرخیلِ مشائخ کبیر آمدہ ای
عبدالقادر! بحقّ جدّ الحسنین　　دستم برگیر! دستگیر آمدہ ای

اے غوث پاک! آپ مشائخ عظام کے سردار اور لباس شاہی میں پیشوائے فقر ہیں، جدِ حسنین کے صدقے میری دستگیری فرمائیں کہ آپ کا لقب دستگیر ہے۔

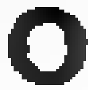
چُوں موجِ قبُولِ اَزَلی می آید　　سالک، بہ درِ غوثِ جلی می آید
آں تاجورِ فقرو امیرِ بغداد　　از گلشنِ اُو بُوئے علی می آید

جب ازلی قبولیت کی لہر موافقت میں اٹھتی ہے تو (اس وقت خوش نصیب) سالک کو حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کی بارگاہ میں رسائی میسر آجاتی ہے۔ آپ فقر کے تاجدار اور شہنشاہِ بغداد ہیں، آپ کے گل کدہ سے بُوئے علی آتی ہے۔

ہستم سگِ آستانِ عبدالقادر　　قسمت ز سُدَم زخوانِ عبدالقادر
گفتا قدمم بہ گردنِ اقطاب است　　سبحان اللہ! شانِ عبدالقادر

میں آستانِ غوثِ پاک کا سگ اور آپ کے خوانِ کرم کا زلّہ خوار (بچا کھچا کھانے والا) ہوں۔ سبحان اللہ! زہے شان و شوکت، آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ میرا قدم تمام اقطاب زمانہ کی گردن پر ہے۔

(پیمانِ شب از سید نصیر الدین نصیر گیلانی، گولڑہ شریف)



(22) نزع میں گور میں میزان پہ سرِ پُل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ مُعلّیٰ تیرا

حل لغات وتشریح:

نزع: روح نکلنے کا وقت، جان کنی

گور: قبر

پُل: پل صراط، بال سے باریک تلوار سے تیز وہ پل جو جہنم کے اوپر بچھایا جائے گا، ہر نیک و بد کو اس کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔

معلّیٰ: بلند و بالا

اے میرے آقا غوث اعظم! موت کے وقت، قبر میں، بروز قیامت، میزان عمل اور پل صراط پر سے گزرتے وقت ہر جگہ آپ کا دامن ہمارے ہاتھ میں رہے۔

جب آپ کے مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرنے والے پر بعد از مرگ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

ان ربی عزوجل قد وعدنی ان یخفف العذاب عن کل من عبر علی باب مدرستی من المسلمین. (بہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء)

اور اکثر مشائخ عراق کی حالت یہ ہے کہ اذا وصلوا الی باب المدرسۃ ورباطہ قبلوا العتبۃ (بہجۃ الاسرار)

جب آپ کی خانقاہ و مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو چوکھٹ کو چوم کر آگے جاتے۔

اولیاء زمانہ آپ کے مدرسہ میں حاضر ہو کر جھاڑو دیتے۔ (بہجۃ الاسرار، تحفہ قادریہ)

طاعون کا مرض پھیل گیا تو آپ نے مدرسہ کے اردگرد کی گھاس جسم پر ملنے اور کھانے کا حکم دیا اور فرمایا من شرب من ماء مدرستنا قطرۃ یشفیہ اللہ۔ جو ہمارے مدرسہ کا پانی پئے گا وہ شفاء پا جائے گا چنانچہ فوجد واشفاء کا ملا۔

(جتنے لوگوں نے آپ کے مدرسہ کا پانی پیا) ان سب کو مکمل شفا ہوگئی اور ایسی کہ

فما وقع فی عهده الطاعون فی بغداد ثانیا ۔اس کے بعد بغداد میں آپ کے عہد کے اندر کبھی طاعون نہ آئی۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۴،۳۵)

ایک ابدال سے خطا ہوگئی جس کی وجہ سے وہ مقام ابدالیت سے معزول ہو گئے، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ملتمس ہوئے اور اپنی پیشانی مدرسہ کی چوکھٹ پر رگڑی، اسی وقت غیبت سے ندا آئی کہ جا معاف کیا اور عبد القادر کی برکت سے پہلے سے اونچا مقام عطا کیا۔

واشکر اللّٰه علی هذه العطیة العظمیٰ فی حضوره.

جا کر اس نعمت کو ملنے پر عبد القادر کا شکریہ ادا کر۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۳)

جب آپ کے مدرسہ کی برکات یہ ہیں تو آپ کے "دامان معلیٰ" کی عظمتیں کیا ہوں گی۔ اور اگر آپ کا دامان معلیٰ قیامت کو مشکل کشائی نہ فرماتا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم رسول سنان نامی عیسائی پادری کو نہ فرماتا کہ غوث اعظم کی مجلس میں جا کر سلام عرض کر اور اجتماع میں کھڑے ہو کر کہہ کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں، میں نے تمنا کی کہ اسلام قبول کر لوں مگر خواہش تھی کہ سب سے افضل شخص کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا، میں اسی سوچ میں تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا:

یاسنان اذهب الی بغداد واسلم علی ید الشیخ عبد القادر فانه خیر اهل الارض فی هذا الوقت (قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء)

اے سنان! بغداد جا کر شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر بیعت کر اس وقت وہ روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔

اسی طرح شیخ عمر الکیمائی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تیرہ اشخاص نے حاضر ہو کر عرض کیا ہم عرب کے عیسائی ہیں ہمارا ارادہ ہوا کہ اسلام قبول کر لیں تو ہاتف غیب نے آواز دی، بغداد جاؤ اور شیخ عبد القادر جیلانی کے دست حق پرست پہ اسلام قبول کرو۔

فانہ یوضع فی قلوبکم من الایمان عندہ ببرکتہ مالم یوضع فیھا عند غیرہ من سائر الناس فی ھذا الوقت.

(قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار)

ایمان کا نور جو وہ عطا فرمائیں گے کسی اور سے تمہیں نہ ملے گا۔

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا
خُذ یدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا
ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
مصیبت ٹال دینا کام کس کا غوث اعظم کا
فرشتے مدرسہ تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا
لُعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا
فرشتو روکتے ہو کیوں مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس کا؟ غوث اعظم کا
جناب غوث دولہا اور براتی اولیاء ہوں گے
مزہ دکھلائے گا محشر میں سہرا غوث اعظم کا
یہ کیسی روشنی پھیلی ہے میدان قیامت میں
نقاب اُٹھا ہوا ہے آج کس کا غوث اعظم کا
مخالف کیا کرے میرا کہ ہے بیحد کرم مجھ پر
خدا کا رحمۃ للعالمین کا اور غوث اعظم کا

جمیل قادری سو جاں سے ہو قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

O

(23) دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

حل لغات وتشریح:

محشر: قیامت

جاں سوز: جان کو جلانے والی

پلا: دامن

اے غوث اعظم! اس میں شک نہیں کہ میدان محشر میں دھوپ اور گرمی جان لیوا ہوگی، مگر حوصلہ اس بات کا ہے کہ میرے سر پر آپ کے دامان کرم کا سایہ عاطفت ہوگا۔

قرآن مجید میں اہل اللہ کی دوستی کا قیامت کے دن بھی قائم ہونا بیان فرمایا گیا ہے

الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین (الدخان)

دوست اس دن دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیزگار۔

حدیث شریف میں ہے:

لو ان عبدین تحابا فی الله واحد فی المشرق واخر فی المغرب لجمع الله بینهما یوم القیمة و یقول هذا لذی کنت تحبه فی. (مشکوۃ المصابیح)

جب دو بندے اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہوں گے اگرچہ ایک مشرق میں رہتا ہوگا دوسرا مغرب میں (بعد زمانی ہو یا مکانی کہ ایک ہزار سال پہلے ہو گزرا دوسرا ہزار سال بعد میں آیا) تو اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن دونوں کو جمع فرمادے گا اور فرمائے گا دنیا میں میری وجہ سے جو تم ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے تھے اس محبت نے تم دونوں کو جمع کر دیا ہے تو جو گنہگار غوث اعظم سے محبت کرتا ہوگا وہ غوث اعظم کے قدموں میں کھڑا ہوگا اور زبان حال سے کہے گا۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ میں ان کے ساتھ ہوتا
کوئی جذبۂ محبت میرے کام آگیا ہے

بخاری شریف میں ہے المرء مع من احب ۔قیامت کو ہر کوئی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔حدیث شریف کے مطابق جب کسی عام مومن کو پانی کا گھونٹ پلانے والا اور وضو کرانے والا محروم نہیں ہوگا تو غوث اعظم کے دامن کرم میں آنے والا کیسے محروم رہ سکتا ہے۔بے شک غوث اعظم کو یہ مرتبہ اللہ نے ہی عطا فرمایا ہے جس کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ حمد الہٰی میں یوں رطب اللسان ہیں۔

تا ابد یا رب وتو من لطفہا دارم امید — از تو گر امید برم از کجا دارم امید

اے میرے رب کریم میں تجھ سے ہمیشہ لطف وکرم کی امید رکھتا ہوں اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں۔

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار — یک قدح زاں شربت دار الشفا دارم امید

میں فقیر ہوں میں غریب ہوں بیکس اور بیمار و ناتواں ہوں میں تیرے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں۔

نا امیدم از خود وز جملہ خلق جہاں — از ہمہ نو میدم اما از تو می دارم امید

میں نا امید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے، لیکن تجھ سے امید رکھتا ہوں۔

ہم بدم بد گفتہ ام بد ماندہ ام بد کردہ ام — باوجود ایں خطاہا من عطا دارم امید

میں برا ہوں، بری باتیں کرتا ہوں، برے انداز میں رہتا ہوں، برے کام کرتا

ہوں باوجود ان خطاؤں کے تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں۔

منتہائے کار تو دائم کہ آمرزیدن است　　زانکہ من از رحمت بے منتہا دارم امید

اے مولا! بالآخر تو نے بخشا ہے، تو اس وجہ سے میں بے انتہا رحمت کی امید رکھتا ہوں۔

ہر کسے امید دارد از خدا او جز خدا　　لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

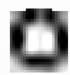
ہر کوئی خدا سے خدا کے سوا کی امید رکھتا ہے لیکن عمر گزری کہ میں تجھ سے تیری ہی (ذات کی) امید رکھتا ہوں۔

روشنی چشم از گریہ کم شد اے حبیب　　ایں زماں از خاک کویت توتیا دارم امید

اے حبیب رونے کی وجہ سے آنکھ کی روشنی کم ہوگئی اس وقت تیری گلی کی خاک کے سرمے کی امید رکھتا ہوں۔

محی میگوید کہ خون من حبیب من بریخت　　بعد ازیں کشتن از و من لطفہا دارم امید

محی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے۔ اس قتل کے بعد بھی اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔



(24)　　بہجت اس سرّ کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے
　　　　کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

حل لغات وتشریح:

بہجۃ: خوشی ومسرت

سِر: بھید، راز

فلک وار: آسمان کی طرح

بہجۃ الاسرار: (رازوں کی مسرت) آپ کی سوانح پر مشتمل انتہائی قابل اعتماد کتاب ہے جس کے مصنف تجوید وقرأت کی مشہور کتاب المقدمۃ الجزریہ اور حصن حصین

کے مصنف امام محمد بن جزری کے استاذ محترم سید العلماء شیخ القراء امام العرفاء نور الملۃ والدین ابو الحسن بن یوسف بن جریر اللخمی شطنوفی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جن کی تعریف میں امام ذہبی جیسا متشدد وناقد میزان الاعتدال میں یوں رطب اللسان ہے علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد المقری نور الدین شیخ القراء بالدیار المصریۃ کہ آپ یکتا، امام، استاذ القراء اور دیار مصر میں شیخ القراء ہیں۔

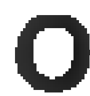
امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ علم تفسیر میں آپ ید طونی رکھتے تھے (لہ الید الطولی فی علم التفسیر، بغیۃ الوعاۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف زبدۃ الاسرار میں آپ کو امام اجل، فقیہ، عالم اور مدرس لکھا۔

حیرت ہے ایسے امام زمانہ کے شاگرد امام جزری کی کتابیں تو معتبر ہوں اور غوث پاک کے حالات وکرامات لکھنے والے اس امام زمانہ کی کتاب غیر معتبر ہو جائے یہ غوث پاک کی دشمنی نہیں تو کیا ہے من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف)

اے میرے آقا غوث پاک! آپ کا فرمان بجا ہے کہ " ان یدی علی مریدی کالماء علی الارض " میرا ہاتھ میرے مریدوں پہ ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر" بے شک بہجۃ الاسرار میں ایسے ہی لکھا ہے۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے ؟ ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے



(25) اے رضا! چیست غم ار جملہ جہاں دشمن تست
کردہ ام مامنِ خود ! قبلۂ حاجاتے را

حل لغات وتشریح:

یہ مقطع ہے اس میں اعلیٰ حضرت کی شاعری کا کمال دیکھئے کہ ساری منقبت اردو میں ہے اور مقطع فارسی میں۔ پھر پوری منقبت کے ہر شعر کا آخری لفظ چونکہ ''تیرا'' ہے اور یہ فارسی میں تو استعمال ہو نہیں سکتا اور اگر مقطع کے آخر میں ''تیرا'' نہ ہو تو ساری منقبت خراب ہو جائے لہٰذا آپ نے کس الہامی شان سے ''حاجاتے'' کی ''تے'' کو اور آخر میں ''را'' کو ملا کر ''تیرا'' بنا دیا ہے واقعی

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اے احمد رضا! اگر ساری دنیا بھی تیری دشمن ہو جائے تو غم نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنی جائے پناہ قبلۂ حاجات (محبوب سبحانی) کو بنالیا ہے اور

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اہل اللہ سے استمداد بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے الادب المفرد میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا، تو کسی نے عرض کیا! لوگوں میں سے جو آپ کو سب سے پیارا ہے اس کو پکاریں **فصاح یا محمداہ فانتشرت** انہوں نے با آواز بلند پکارا یا **محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)** پاؤں فوراً ٹھیک ہو گیا۔ امام خفاجی نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں **ھذا مما تعاھدہ اھل مصیبة**۔ اہل اللہ سے استمداد ہمیشہ (اہل اسلام) مصیبت زدوں کا معمول رہا ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ لمعات علی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں **من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ**۔ جس کی زندگی میں اس سے مدد لی جاسکے بعد الوفات بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب کے اختتام پر میں نے مناسب سمجھا کہ جو تشنگی رہ گئی ہے اختصار کے ساتھ اس کو دور کرلیا جائے چنانچہ آپ کے بارے میں مزید معلومات آپ کے ارشادات وکرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور نانا جان رحمۃ اللہ علیہما:

پیران پیر سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سیدہ فاطمہ ام الخیر رحمۃ اللہ علیہا نہایت پاک باز، عابدہ، زاہدہ اور خدارسیدہ خاتون تھیں۔ ان کی شادی سید ابو صالح جنگی دوست سے ہوئی تھی، وہ بھی بڑے متقی اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ ان کا عقد سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا سے جن حالات میں ہوا ان کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ عنفوان شباب میں ہی ابو صالح اکثر ریاضات ومجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کررہے تھے۔ کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ اچانک ایک سیب دریا میں بہتا ہوا دکھائی دیا۔ بسم اللہ کہہ کر اسے پکڑلیا اور کھا گئے۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے، پھر دل میں سوچا کہ میں نے بغیر اجازت کھا کر امانت میں خیانت کی ہے۔ یہ خیال آتے ہیں اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے کنارے پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے۔ خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد ان کو لب دریا ایک وسیع باغ نظر آیا۔ اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا جس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے۔ سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے اس باغ کے مالک کا پتا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے مالک جیلان کے ایک رئیس سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا ماجرا بیان کیا اور بصد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کے لیے معافی چاہی۔

سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ خاصان خدا میں سے تھے (آپ کی ولایت کا ایک واقعہ بہجۃ الاسرار میں یوں ہے کہ حضرت ابو عبداللہ قزوینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہمارے بعض احباب ایک قافلے کے ہمراہ سمرقند کی طرف جارہے تھے جب صحرا میں پہنچے

تو ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا انہوں نے اس مشکل وقت میں شیخ عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا تو آپ وہاں جلوہ گر ہو گئے اور سبوح قدوس ربنا اللّٰہ کا وظیفہ پڑھا تو ڈاکو پہاڑوں پر چڑھ گئے اور کچھ جنگل میں بھاگ گئے۔ جب بغداد آئے تو لوگوں نے حلفاً کہا کہ شیخ تو یہاں سے کہیں گئے ہی نہیں) وہ سمجھ گئے (کہ یہ اللہ کا خاص بندہ ہے) دل میں تڑپ اٹھی کہ اس کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لوں۔ فرمایا! دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدہ نفس کرو، پھر سیب معاف کرنے کے بارے میں سوچوں گا۔"

سید ابو صالح رحمہ اللہ علیہ نے یہ شرط منظور کر لی اور دس برس تک باغ کی رکھوالی کرتے رہے۔ ساتھ ہی سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات کے مطابق مدارج سلوک بھی طے کرتے رہے۔ دس سال کے بعد سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ دو سال اور باغ کی رکھوالی کرو۔ سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیل ارشاد کی۔ بارہ سال کی مدت پوری ہوتے ہی سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بلا کر فرمایا!" اے فرزند! تو آزمائش کی کسوٹی پر پورا اترا ہے، لیکن ابھی ایک خدمت اور باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لنجی، کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے۔ اس بیچاری کو اپنے نکاح میں قبول کرو تو میں سیب تمہیں بخش دوں گا۔"

سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط بھی منظور کر لی اور سید عبداللہ نے اپنی لخت جگر کا نکاح ان سے کر دیا۔ ان کی یہ لخت جگر سیدہ فاطمہ تھیں۔ شادی کے بعد سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مرتبہ اپنی بیوی کو دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے تمام اعضا صحیح وسالم ہیں اور وہ کمال درجہ کے حسن ظاہری سے متصف ہیں۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید یہ کوئی اور لڑکی ہے۔ اسی وقت باہر نکل گئے اور شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا!" یہی لڑکی میری لخت جگر اور تمہاری بیوی ہے۔ اس کی جو صفات میں نے تم سے بیان کی تھیں، ان کا مطلب یہ تھا کہ اس نے آج تک کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا، اس لیے لنجی ہے۔ آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا، اس لیے لنگڑی ہے۔ آج تک خلاف حق کوئی بات نہیں سنی،

اس لیے بہری ہے۔ آج تک کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی، اس لیے اندھی ہے۔

اب سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی اہلیہ کے لیے بے حد محبت اور عزت پیدا ہو گئی۔ اس طرح بخیر و خوبی ان دونوں پاکباز ہستیوں کی رفاقت حیات کا آغاز ہے۔ انہوں نے جیلان (گیلان) ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی یہ شہر ایران میں ہے، وہیں سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے باختلاف روایات ۴۷۱ھ ،۴۷۰ھ میں عالم اسلام کی وہ مایہ ناز ہستی پیدا ہوئی جس کے مہتم بالشان تبلیغی اور اصلاحی کارناموں نے خزاں رسیدہ شجر ملت کو سرسبز کر دیا اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت پر گامزن کر دیا۔ ہماری مراد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کی تعلیم و تربیت:

حضرت شیخ ابھی کم سن ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ والدہ ماجدہ نے بڑے صبر اور حوصلے سے کام لیا اور اپنے چار پانچ سالہ فرزند کی تعلیم و تربیت اور نگرانی پر خاص توجہ دی۔ اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثالی جوان صالح بنے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے مقامی مکتب میں حاصل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لیے بغداد جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مقصد کے لیے والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے باچشم پرنم اپنے لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا "میرے نور بصر! تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی لیکن جس مبارک مقصد کے لیے تم بغداد جانا چاہتے ہو، میں اس کے راستے میں حائل نہ ہوں گی۔ حصول علم ایک مقدس فریضہ ہے، میری دعا ہے کہ تم تمام علوم میں درجہ کمال حاصل کرو۔ میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی، مگر میری دعائیں ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔" پھر فرمایا!

"تمہارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے اسی دینار میرے پاس ہیں، چالیس دینار تمہارے بھائی کے لیے رکھتی ہوں اور چالیس زادراہ کے لیے تمہارے سپرد کرتی ہوں۔"

پھر سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ چالیس دینار سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بغل کے نیچے ان کی گدڑی میں سی دیئے۔ جب وہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان سے فرمایا: ''میرے پیارے بچے! میری آخری نصیحت سن لو! اسے کبھی نہ بھولنا۔ وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور خواہ کچھ بھی ہو جائے، جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔

سعادت مند فرزند نے بادیدہ گریاں عرض کیا: ''اماں جان! میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔''

سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے نور العین کو گلے سے لگا لیا اور پھر ایک آہ سرد کھینچ کر فرمایا: ''جاؤ تمہیں اللہ کے سپرد کیا، وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے۔''

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بغداد جانے والے قافلے کے ساتھ ہو لیے۔ اس زمانے میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ لوگ قافلے بنا کر سفر کرتے تھے اور اپنی حفاظت کے مقدور بھر اہتمام کرتے تھے پھر بھی رہزنوں کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا تھا۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ جب ہمدان (ایران) سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا اور اہل قافلہ کا سب مال و اسباب لوٹ لیا۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا:

''اے لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟''

انہوں نے بلا خوف و ہراس اطمینان سے جواب دیا: ''ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔'' ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ڈاکو کو ان کی بات کا یقین نہ آیا اور وہ ان پر ایک نگاہ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا۔ پھر ایک دوسرے ڈاکو نے ان سے یہی سوال کیا۔ انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا۔ یہ ڈاکو بھی ان کی بات کو ہنسی میں اڑا کر چلا گیا۔ شدہ شدہ یہ بات ڈاکوؤں کے سردار (جس کا نام احمد بدوی تھا) تک پہنچی چنانچہ ڈاکوؤں نے سید صاحب کو پکڑ کر احمد بدوی کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان سے پوچھا: ''لڑکے! سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟''

انہوں نے بے دھڑک جواب دیا: ''میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا

ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔"

سردار نے کہا: "کہاں ہیں نکال کر دکھاؤ۔"

حضرت نے فرمایا، میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ سردار اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سردار نے استعجاب کے عالم میں کہا: "لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں، پھر بھی تم نے دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟"

حضرت نے فرمایا: "میری پاکباز والدہ نے گھر سے رخصت ہوتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس دیناروں کی خاطر میں اپنی والدہ کی نصیحت کیسے فراموش کر دیتا؟"

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہو گئی اور وہ روتے ہوئے بولا: "آہ! اے بچے تم نے اپنی ماں سے کیے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا۔ حیف ہے مجھ پر کہ اتنے برسوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔ اے بچے! آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔"

دوسرے ڈاکوؤں نے بھی اپنے سردار کا ساتھ دیا۔ لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس کر دیا اور اس کے بعد نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ جس زمانے میں شیخ عبدالقادر بغداد شریف تحصیل علم کے اندر مشغول تھے، ایک دفعہ سیدہ فاطمہ نے کسی کے ہاتھ ان کے لیے ایک سونے کا ٹکڑا بھیجا۔ (جو آپ نے راہ خدا میں بانٹ دیا)۔

سیدہ فاطمہ کے سال وفات کے بارے میں سب تذکرے خاموش ہیں۔ البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر کے زمانہ تعلیم میں ان کی غیر حاضری ہی میں کسی وقت وفات پائی۔

(قومی ڈائجسٹ پیران پیر نمبر از طالب ہاشمی)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے اب نکاح کیوں فرمایا؟ جب کہ پہلے آپ اس بارے میں خاموش تھے؟ تو آپؓ نے فرمایا بیشک میں نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم زوجہ کرو۔ حضور غوث اعظم محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس وجہ سے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی کہ میرے اوقات اور معمولات میں کمی پیدا ہو جائے گی۔ عرصہ تک میں اس ارادہ سے باز رہا لیکن كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔ یعنی ہر کام کا ایک وقت مقررہ ہے۔ جب وہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عنایت کیں۔ جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی ہے۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کی ازواج کے اسماء مبارکہ:

(۱) بی بی مدینہ (۲) بی بی صادقہ (۳) بی بی مومنہ (۴) بی بی محبوبہ

یہ چاروں آپ کی روحانی تربیت اور فیوض و برکات سے فیض یاب ہو کر اہل کرامات تھیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے چاروں کو اولاد صالح سے نوازا۔

چنانچہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالجبار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ کی یہ کرامت تھی کہ جب وہ کسی اندھیرے گھر میں داخل ہوتی تھیں تو خود بخود گھر روشن ہو جاتا تھا۔ (عوارف المعارف، قلائد الجواہر)

آپ (رضی اللہ عنہ) کی اولادِ اطہار:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل وکرم سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں بیس صاحبزادے اور انتیس صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ آپ نے اپنی اولاد واحفاد کی ظاہری و باطنی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر آسمان علم و فضل پر آفتاب ومہتاب بن کر چمکے، ان میں سے چند مشاہیر کے اسماء مبارک یہ ہیں:

سید عبدالوہاب، سید عبدالرزاق، سید عبدالعزیز، سید محمد یحییٰ، سید محمد عبداللہ، سید عبدالجبار، سید محمد موسیٰ، سید محمد عیسیٰ، سید محمد ابراہیم، سید محمد رحمہم اللہ تعالیٰ،

ان میں سب سے زیادہ مشہور سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

آخری وصیت:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ۱۱ شوال ۵۶۱ھ کو بیمار ہوئے۔ علالت کے دوران آپ کے فرزند ارجمند حضور سیدی شیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کی، کہ حضور والا مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمائیں جن پر آپ کے وصال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے فرمایا: اے برخوردار! اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے تقویٰ اور اس کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرو، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سوا نہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی سے طمع رکھو۔ توحید باری تعالیٰ کو لازم پکڑو کہ اس پر سب کا اتفاق ہے پھر فرمایا کہ جب قلب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ساتھ درست ہو جائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔ (کتاب المجالس، بہجۃ الاسرار)

آخری لمحات:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آخری وصیت کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ ہوں مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ، یعنی اللہ کریم جل شانہ کے ساتھ ہوں اور فرمایا میرے پاس تمہارے علاوہ

کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کے لیے جگہ کشادہ کر دو اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ اور بار بار ہاتھ مبارک اٹھاتے ان کو دراز فرماتے اور زبان مبارک سے فرماتے وَعَلَيْكُمُ السَّلَام ورحمة اللّٰه وَبَرَكَاتُهٗ ،یعنی ملائکہ کی جماعت اور ارواح مقربین کی آمد پر ان کے سلام کا جواب بار بار دیتے تھے۔ایک دن اور ایک رات مسلسل کا یہی کیفیت رہی۔(بہجۃ الاسرار)

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف:

۱۱ربیع الآخر ۵۶۱ھ بوقت شام آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے:

اَسْتَغِيْثُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَالْحَیُّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَلَا يَخْشٰى سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه.

آخر میں اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ کہا۔پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہوگئی اور جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن .

نماز جنازہ:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضور سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ،آپ کا مزار پُر انوار بغداد شریف (عراق) میں ہر عوام وخواص کے لیے فیض رساں ہے۔(بہجۃ الاسرار، کتاب المجالس)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے الہامات

(سوالات وجوابات)

(۱)- اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تم غیر اللہ سے متوحش رہو

اور اللہ سے مانوس رہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے عرض کیا! اے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا جو طور طریق ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔ جو طور ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو طور طریق جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے، وہ حقیقت ہے۔

(۳) پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں۔

(۴) پھر میں نے سوال کیا اے رب! تیرا کوئی مکان ہے؟ فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں۔

(۵) پھر میں نے سوال کیا اے میرے رب! کیا تیرے لیے کھانا پینا ہے؟ اللہ نے مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! فقیر کا کھانا اور اس کا پینا میرا کھانا اور پینا ہے۔

(۶) پھر میں نے دریافت کیا اے رب! تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے فرشتوں کی تخلیق انسانوں کے نور سے کی اور انسانوں کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

(۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث الاعظم! میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔

(۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے انسان۔ کیا ہی اچھا سوار ہوں میں اور کیا ہی اچھی سواری ہے انسان اور کیا ہی اچھا سوار ہے انسان کیا ہی اچھی سواری ہے جس کی سارا اکوان۔

(۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ اگر انسان جان لے جو اس کی منزلت میرے نزدیک ہے تو

ہر ہر سانس میں کہے کہ آج کس کی حکومت ہے سوائے میرے۔

(۱۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! انسان کوئی چیز نہیں کھاتا پیتا نہ کھڑا ہوتا نہ بیٹھتا نہ بولتا نہ سنتا نہ کوئی کام کرتا نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا نہ اس سے بے رخ ہوتا ہے مگر کہ اس میں میں ہوتا ہوں میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور متحرک رکھتا ہوں۔

(۱۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! انسان کا جسم اس کا نفس اس کا قلب اس کی روح اس کے کان اور آنکھ، اس کے ہاتھ اور پاؤں اور زبان ہر ایک کو میں نے ظاہر کیا۔ اپنی ذات سے اپنے لیے۔

(۱۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم کسی فقیر کو دیکھو کہ وہ فقر کی آگ میں جل گیا اور فاقے کے اثر سے شکستہ ہو گیا تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

(۱۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تم نہ کھانا کھاؤ نہ کچھ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی پاس حضور قلب و چشم بینا کے ساتھ۔

(۱۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو باطن میں میری طرف سفر سے محروم رہا ہے اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میری طرف سے اور کچھ نہیں بجز اس کے کہ سفر ظاہری کے ذریعہ مزید دوری ہو۔

(۱۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! (محبوب سے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں ہو سکتی۔ تو جس شخص نے حال کے وارد ہونے سے قبل اس کی تصدیق کر دی تو اس نے کفر کیا اور جس نے وصل کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے شرک کیا اللہ عظمت والے کے ساتھ۔

(۱۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں نے فقر و فاقہ کی سواری بنائی ہے انسان کے لیے جو اس پر سوار ہوا منزل نہ کرے اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت دے دے۔

(۱۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو کوئی ازلی سعادت سے سعید

بن گیا تو اس کے لیے طوبیٰ یعنی خوشی کا مقام ہے اس کے بعد وہ مردود نہیں ہو سکتا اور جو کوئی ازلی شقاوت سے شقی بن گیا تو اس کے لیے ویل یعنی ہلاکت ہے اور اس کے بعد وہ کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔

(۱۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اگر انسان جان لے کہ جو کچھ موت کے بعد ہوتا ہے تو ہر گز دنیوی زندگی کی تمنا نہ کرے اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت دے دے۔

(۱۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ! علیہ خلائق کی حجت میرے نزدیک بروز قیامت بہرا گونگا اور اندھا ہونا ہے پھر حسرت اور گریہ اور قبر میں بھی ایسا ہی ہے۔

(۲۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ! علیہ محب اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ ہے پس جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے واصل ہو جاتا ہے۔

(۲۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قالبوں میں ناچتی ہیں میرے قول الست بربکم کے بعد سے روز قیامت تک۔

(۲۲) پھر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ علم رویت سے محجوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق صرف گمان و قیاس کیا تو وہ حق تعالیٰ کی رویت کے بارے میں دھوکے میں ہے۔

(۲۳) پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جس نے مجھے دیکھا وہ سوال سے بے نیاز ہو گیا ہر حال میں اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال سے اس کو کوئی فائدہ نہیں وہ تو سوال کی وجہ سے محجوب ہے۔

(۲۴) پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے

جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کے لیے امر ہے ہر شے میں کہ جب اس شے کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔

(۲۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جنت میں میرے ظہور کے بعد الفت اور نعمت نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوزخ میں اہل دوزخ سے میرے خطاب کے بعد وحشت اور جلن نہیں رہے گی۔

(۲۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں کریم ہوں ہر کریم سے بڑھ کر اور رحیم ہوں ہر رحیم سے بڑھ کر۔

(۲۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تو میرے پاس سو جا! عوام کی نیند کی طرح نہیں۔ پھر تو مجھے دیکھے گا۔ تو میں نے عرض کی اے پروردگار میں تیرے پاس کیسے سوؤں، فرمایا جسم کو لذتوں سے بجھانے کے ساتھ، اور نفس کو شہوتوں سے بجھانے کے ساتھ، اور دل کو خطرات سے بجھانے کے ساتھ اور روح کو انتظار سے ٹھنڈا کرنے کے ساتھ۔ ذات میں تیری ذات کے فنا ہونے میں۔

(۲۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اپنے دوست احباب سے کہو کہ تم میں سے جو ارادہ کرے میری حضوری کا تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہو جاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے۔

(۲۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تیرے لیے طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق پر مہربانی کرے اور طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق کو معاف کرے۔

(۳۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اپنے احباب واصحاب کو کہہ دو کہ فقراء کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

(۳۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں ہر چیز کا اصل ہوں اور اس کا مسکن اور اس کا منظر اور ہر چیز میری طرف لوٹنے والی ہے۔

(۴۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جنت اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے دیکھ لو گے بلا واسطہ۔ اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے بلا واسطہ دیکھ لو گے۔

(۴۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! بعض اہل جنت جنت سے پناہ مانگیں گے جس طرح اہل دوزخ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۴۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اہل جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہل دوزخ مجھ سے مشغول ہیں۔

(۴۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو میرے سوا کسی شے کے ساتھ مشغول ہوا قیامت کے روز وہ شے اس کے لیے زنار ثابت ہوگی۔

(۴۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اہل قرب فریاد کرتے ہیں قربت سے جس طرح اہل بعد فریاد کرتے ہیں دوری سے۔

(۴۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میرے بعض بندے سوائے انبیاء مرسلین کے ایسے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی بھی واقف نہیں اہل دنیا سے اور نہ کوئی اہل جنت سے اور نہ کوئی اہل دوزخ سے اور نہ مالک اور نہ رضوان اور میں نے نہ ان کو جنت کے لیے پیدا کیا، اور نہ دوزخ کے لیے اور نہ ثواب کے لیے اور نہ عقاب کے لیے اور نہ حور کے لیے اور نہ قصور کے لیے اور نہ غلمان کے لیے، پس خوشی ہے ان کے لیے جو ان پر ایمان لائیں، اگرچہ وہ پہچانیں نہیں۔ پھر فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تم انہیں میں سے ہو اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے پینے کی وجہ سے جلتے ہیں اور ان کے نفوس خواہشات کے پرہیز سے جلتے ہیں۔ اور اس کے قلوب خطرات سے احتراز سے جلتے ہیں۔ اور ان کی ارواح لحظات سے جلتی ہیں وہ اصحاب بقا ہیں جو نور بقا سے جلتے ہیں۔

(۴۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تمہارے پاس پیاسے آئیں ایسے دن کہ سخت گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو اور تم کو پانی کی

ضرورت نہ ہو پس اگر تم نے پانی دینے سے انکار کیا تو تم بخیلوں کے بخیل ہو گے پس میں ان کو کس طرح محروم رکھ سکتا ہوں اپنی رحمت سے حالانکہ میں نے اپنی شہادت دی اپنے نفس پر کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔

(۳۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! گنہگاروں میں سے کوئی مجھ سے دور نہیں ہوتا، اور فرمانبرداروں میں سے کوئی مجھ سے قریب نہیں ہوتا۔

(۴۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اگر مجھ سے کوئی قریب ہوگا تو وہ گنہگاروں میں سے ہوگا۔ کیونکہ گنہگار عاجزی اور پشیمانی والے ہیں۔

(۴۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! عاجزی انوار کا منبع ہے اور خود پسندی ظلمت (تاریکی) کا منبع ہے۔

(۴۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اہل معاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے محجوب ہیں اور اہل طاعت اپنی طاعت کی وجہ سے محجوب ہیں اور میرا ایک گروہ ہے ان کے علاوہ جن کو نہ معاصی کا غم ہے اور نہ طاعت کی فکر۔

(۴۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! گنہگاروں کو فضل و کرم کی خوشخبری سناؤ اور خود پسندوں کو انصاف اور عقاب کی خوشخبری سناؤں۔

(۴۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! طاعت والے یاد کرتے ہیں نعمتوں کو اور گنہگار یاد کرتے ہیں رحم فرمانے والے کو۔

(۴۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں قریب ہوں عاصی کے جب وہ گناہوں سے فارغ ہو جائے اور میں دور ہوں طاعت گزار سے جب وہ طاعت سے فارغ ہو جائے۔

(۴۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے عوام کو پیدا فرمایا تو وہ میرے حسن کی چمک برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان ظلمت کا پردہ ڈال دیا اور میں نے خواص کو پیدا فرمایا تو وہ میرا قرب برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ ڈال دیا۔

(۴۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اپنے دوستوں سے کہہ دو جوان

میں سے میری طرف پہنچنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ میرے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے۔

(۴۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! نکل جاؤ اجسام سے اور نفوس سے پھر نکل جاؤ قلوب سے اور ارواح سے پھر نکل جاؤ حکم سے اور امر سے تا کہ مجھ سے ملو پس میں نے کہا! اے رب کونسی نماز تجھ سے بہت قریب ہے؟ فرمایا! کہ وہ نماز جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور نمازی خود اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا تیرے نزدیک کونسا گریہ افضل ہے فرمایا! کہ ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا: کونسی ہنسی تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا رونے والوں کی ہنسی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کونسی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا! بے گناہ بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا کونسی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا! کہ توبہ کرنے والوں کی بے گناہی۔

(۴۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! صاحب علم کے لیے اس کے علم کے ذریعہ میری طرف کوئی راستہ نہیں مگر علم کے انکار کے بعد۔ کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑ دیتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے۔

(۵۰) حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں نے رب العزت کو دیکھا پس میں نے دریافت کیا اے رب عشق کے کیا معنی ہیں، فرمایا عشق حجاب ہے عاشق و معشوق کے درمیان۔

(۵۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم نے ارادہ کرلیا توبہ کا تو تم پر لازم ہو گیا وساوس نفسانی اور خطرات قلبی سے باہر نکل جاؤ اور مجھ سے مل جاؤ ورنہ تم دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

(۵۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم نے ارادہ کرلیا میرے حرم میں داخل ہونے کا تو التفات نہ کرو ملک کی طرف اور نہ ملکوت کی طرف اور نہ جبروت کی طرف کیونکہ ملک شیطان ہے عالم کے لیے، اور ملکوت شیطان ہے عارف کے لیے، اور جبروت شیطان ہے واقف کے لیے۔ پس جو راغب ہوا ان میں سے کسی کی طرف وہ میرے نزدیک

مردودوں میں سے ہے۔

(۵۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! مجاہدہ مشاہدہ کے سمندروں کا ایک سمندر ہے اور واقفیت رکھنے والے اس کی مچھلیاں ہیں۔ پس جس نے ارادہ کیا بحر مشاہدہ میں داخل ہونے کا اسے لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ بیج ہے مشاہدے کا۔

(۵۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! طالبوں کے لیے مجاہدہ اسی طرح ضروری ہے جیسے ان کے لیے میری ذات ضروری ہے۔

(۵۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میرے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا بندہ وہ ہے جس کا والد ہو اور اولاد ہو اور اس کا قلب ان دونوں سے فارغ ہو اس حیثیت میں اگر اس کا والد مر جائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد مر جائے تو اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو۔ جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو میرے پاس بغیر والد اور بغیر اولاد کے ہوگا جس کا کوئی قرابت دار نہیں۔

(۵۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو شخص مزہ چکھے والد کی فنا کا میری محبت میں اور اولاد کی فنا کا میری مودت یعنی دوستی میں تو اس کے لیے وحدانیت اور فردانیت کی کوئی لذت نہیں۔

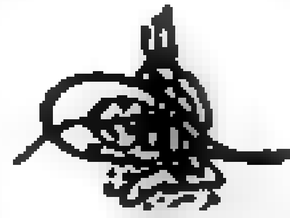
(۵۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی مقام میں تو قلب کو منتخب کر لو جو میرے غیر سے پاک ہو۔ پس میں نے عرض کیا! اے رب علم کا علم کیا ہے؟ فرمایا علم کا علم اس علم سے جاہل ہو جانا ہے۔

(۵۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! خوشی ہے اس بندے کے لیے جس کا قلب مجاہدے کی طرف مائل ہو اور اس بندے کے لیے ویل ہے جس کا قلب شہوات کی طرف مائل ہو گیا۔

(۵۹) حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں نے رب تعالیٰ سے معراج کے

متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ عروج ہے ہر شے سے سوائے میرے اور معراج کا کمال یہ ہے کہ نہ آنکھ جھپکے اور نہ بے راہ ہو۔

(۶۰) پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! دنیا کی جزا چھوڑ دو آخرت کو پالو گے اور آخرت کی جزا چھوڑ دو مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔



وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا

وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ

فَبَشِّرْ

عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ

وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ

صدق اللہ العظیم

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وارشادات

☆ اے عزیزو! تم سے اکثر کہا جاتا ہے، لیکن تم نہیں سنتے۔ اگر سنتے ہو تو سمجھتے نہیں۔ اگر کچھ سمجھ لیتے ہو تو عمل نہیں کرتے اور عمل بھی کرلو تو اکثر اعمال ایسے ہوتے ہیں جن میں ''اخلاص'' کا نام تک نہیں ہوتا۔

☆ اول اپنے نفس کو نصیحت کر! اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کر۔

☆ ایسی بات کا دعویٰ نہ کر جو تجھ میں نہ ہو۔

☆ ایمان مجموعہ ہے قول اور عمل کا۔

☆ قول صورت ہے اور عمل اس کی روح۔

☆ قرآن وسنت کی کسوٹی پر بات کو پرکھ۔

☆ گردن جھکا پھر توبہ کر! اس کے بعد علم سیکھ، عمل کر اور اخلاص پیدا کر۔ اگر یہ نہ ہوا تو کبھی ہدایت نہ پائے گا۔

☆ اے عمل کرنے والے! اخلاص حاصل کر ورنہ فضول مشقت مت اٹھا۔

☆ کوشش تو کر! مدد کرنا اللہ کا کام ہے۔

☆ عمل زندگی ہے اور جہالت موت۔

☆ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علم لدنی جو اسے حاصل نہیں ہوتا عطا کرتا ہے۔

☆ تصوف یہ ہے کہ صوفی دنیا سے قطع تعلق کرکے مخلوق خدا کی خدمت کرے۔

☆ مشائخ کی صحبت دنیا کے لیے نہیں بلکہ آخرت کے لیے کی جاتی ہے۔

☆ اس کی صحبت اختیار کر جو تیرے نفس کے جہاد پر تیری اعانت کرے۔

☆ جب تو جاہل، منافق اور بندہ حرص وہوا شیخ کی صحبت اختیار کرے گا تو وہ تیرے مقابلے پر تیرے نفس کا مددگار رہے گا۔

☆ خدا خود تقدیر کا مختار ہے کوئی اس میں دخل دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ اس پر زور دے کر مقدر بدلوا دے۔ جس کا یہ عقیدہ ہے وہ گمراہ ہے۔

☆ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔

☆ جلوت میں مراقبہ کرنا منافقوں کا کام ہے۔

☆ خدا نے اشیا کی حقیقت کا علم تم سے چھپا لیا ہے، اس لیے کوئی چیز تمہیں اچھی لگے یا نہ لگے اس کے خلاف نہ کہو۔

☆ امتحان ضروری ہے۔ خصوصاً دعویٰ کرنے والوں کا کہ اگر آزمائش نہ ہوتی تو بہتیری مخلوق ولی ہونے کا دعویٰ کرنے لگی۔

☆ بندہ مومن دنیا میں مسافر ہے۔ زاہد خشک آخرت میں مسافر ہے اور عارف (صوفی) جملہ ماسویٰ اللہ میں مسافر ہے۔

☆ جس پیر میں یہ پانچ وصف نہ ہوں وہ دجال ہے پیر نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو۔ دوسرے علم حقیقت جانتا ہو۔ تیسرے اپنے پاس آنیوالوں کے ساتھ عمدگی اور خندہ پیشانی سے برتاؤ کرتا ہو چوتھے غرباء اور بے حیثیت آدمیوں کے ساتھ قولاً اور فعلاً عاجزی اور انکسار سے پیش آتا ہو۔ پانچویں یہ کہ مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو اور خودریا، حسد، طمع، غفلت اور عیش طلبی سے پاک ہو۔

☆ دولت مندوں کے ساتھ وقار اور خودداری سے ملو اور درویشوں کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آؤ۔

☆ جلوت وخلوت میں حق تعالیٰ کی طرف دھیان اختیار کر۔

☆ دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی مدت تک۔

☆ دنیا ایک بازار ہے جو عنقریب بند ہو جائے گا۔

☆ تم نفس کی خواہش پوری کرنے میں لگے ہو اور وہ تمہیں برباد کرنے میں مصروف ہے۔
☆ غصہ جب اللہ واسطے ہو تو محمود ہے اور جب غیر اللہ کے لیے ہو تو مذموم۔
☆ حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق اثر نہ کرے۔
☆ جب تک نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔
☆ قلب اور ہیبت کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے۔
☆ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔
☆ خالق کا شکوہ مخلوق سے مت کر کہ اس کے سوا دوسرا تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔
☆ تمہارا مرض تو گناہ ہے اور اس کی دوا توبہ ہے۔
☆ حسد کرنا ایمان کے ضعیف ہونے کی علامت ہے اور یہ تمہیں اپنے خالق و مالک کی نظروں سے گرادے گا اور تم کو اس کے قہر و غضب کا نشانہ بنادے گا۔
☆ پانچ وقت نماز کی پابندی کرو اور اپنی ہر نماز اس طرح ادا کرو کہ گویا یہ تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے۔
☆ جو آدمی بیداری کے بجائے نیند کو اختیار کرتا ہے وہ نہایت ناقص اور ادنیٰ چیز کو پسند کر رہا ہے اور چونکہ نیند موت کی بہن ہے اس لیے گویا وہ شخص اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں میں موت اور غفلت کا خواہش مند ہے۔ اسی لیے خدا تعالیٰ نیند سے ماورا ہے کیونکہ وہ تمام نقائص سے پاک ہے ملائکہ بھی قرب خداوندی کے باعث نیند سے دور ہیں۔ یہی حال جنت کے باسیوں کا ہے۔
☆ صبر کا تکیہ رکھ کر، موافقت کا پٹکا باندھ کر، کشائش کے انتظار میں عبادت کرتا ہوا تقدیر کے پرنالہ کے نیچے سو۔ جب تو ایسا ہو جائے گا تو مالک تقدیر اپنے فضل و انعامات تجھ پر اتنے برسائے گا جن کی طلب اور تمنا بھی تو اچھی طرح نہیں نہ کر سکتا۔
☆ نہ کسی سے محبت کرنے میں جلدی کر نہ نفرت کرنے میں۔

☆ محبت محبوب سے خواہ ظاہرا ہو خواہ باطنا ہر حال میں خلوص نیت رکھنے کا نام ہے۔

☆ محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔

☆ محبوب کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال...... واللہ اپنے نفس کو ایک نظر محبوب کے عوض بیچنے والا ناکام نہیں ہوتا۔

☆ عاشق محبت کے نشے میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔ وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پاتے۔

☆ جو شخص محبت میں سچا ہوتا ہے وہ بجز محبوب کے کسی دوسرے کے پاس کھڑا بھی نہیں ہوتا۔

☆ دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔

☆ ہر شخص کے پاس ایک ہی تو قلب ہے۔ پھر اس سے دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ کس طرح محبت کر سکتا ہے؟ خالق اور مخلوق اس میں ایک جگہ کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟

☆ بلا سے مت بھاگ کہ وہ بلا جو صبر کے ساتھ ہو ہر قسم کی بھلائی کی بنیاد ہے۔ نبوت، رسالت، ولایت، معرفت اور محبت سب کی بنیادی بلا ہی ہے۔ پس جب تو نے بلا پر صبر نہ کیا تو تیرے لیے بنیاد نہ رہی اور بنیاد کے بغیر تعمیر کو پائیداری نہیں۔

☆ جس کو خلوت میں تقویٰ حاصل نہ ہو اور حق تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے۔

☆ جو شخص مال و ملک خرچ کیے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

☆ دنیا نفوس کی معشوقہ ہے، آخرت قلوب کی محبوب ہے اور حق تعالیٰ باطن اور اسرار کا محبوب ہے۔

☆ جس طرح لوہا دیر تک آگ پر میں پڑا رہنے سے آگ کی صورت اختیار کر لیتا

ہے اسی طرح انسان "محبت الٰہی" میں جل کر قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔

☆ بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدے سے پیدا ہو اور ملاقات سے سست نہ پڑ جائے، دیکھنے سے ساکن نہ ہو اور قریب سے چلا نہ جائے، محبت سے زائل نہ ہو بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے شوق بھی بڑھتا جائے۔

☆ شرک محض صنم پرستی ہی کا نام نہیں بلکہ اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا یا دنیا کی کسی بھی چیز کے ساتھ عشق کی کیفیت سے منسلک ہو جانا صریحاً شرک ہے۔

☆ خدا کے سوا ہر شے غیر خدا ہے اور ہر غیر خدا کی خواہش شرک کہلائے گی۔ اس سے پرہیز کرو۔

☆ قرب الٰہی پانے کے لیے ابتداء زہد و ورع اور تقویٰ و پرہیز گاری ہے اور انتہا رضا اور تسلیم اور توکل ہے۔

☆ خدا کی بجائے نفس پر اعتماد کرنا شرک ہے۔

☆ وفا حقوق الٰہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی حفاظت اور ظاہراً و باطناً اس کی رضامندی کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔

☆ اللہ کا سب سے زیادہ دوست وہ ہے جو خلق خدا کو نفع پہنچائے۔

☆ احتساب نفس اور مجاہدہ کرنے والے اولوالعزام سالکوں کے لیے دس خصوصی ہدایات ہیں:

(۱) عمداً یا سہواً جھوٹی یا سچی کسی طرح کی بھی خدا کی قسم نہ کھائے۔

(۲) جھوٹ نہ بولے، خواہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) کسی سے وعدہ کر لے تو اسے وفا کرے ورنہ وعدہ ہی نہ کرے۔

(۴) مخلوق میں سے کسی چیز پر لعنت نہ کرے نہ کسی کو کوئی تکلیف پہنچائے۔

(۵) کسی کے لیے بھی بددعا نہ کرے اگرچہ اس پر ظلم ہی کیا گیا ہو۔

(۶) اہل قبلہ میں سے کسی پر یقین کے ساتھ کفر، شرک یا نفاق کی گواہی نہ دے۔

(۷) اپنے ظاہر و باطن کو گناہ کی چیزیں دیکھنے سے محفوظ رکھے اور اپنے اعضاء جوارح کو معاصی سے بچائے رکھے۔

(۸) مخلوق کے کسی چھوٹے یا بڑے پر اپنا بوجھ ڈالنے سے احتراز کرے۔

(۹) کسی انسان سے حرص وطمع نہ رکھے۔

(۱۰) ہمیشہ تواضع سے کام لے۔

☆ ہر پرندہ بولتا ہے لیکن اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ شکرہ (باز) بولتا نہیں ہے بلکہ عمل کر کے دکھاتا ہے۔ (عمل سے مراد شکار ہے) یہی وجہ ہے کہ بادشاہوں کا ہاتھ اس کی جگہ ہوتی ہے۔

☆ جب تم یہ مشاہدہ کرنے لگو کہ ہر شے خدا ہی کی جانب سے ہوتی ہے اور وہی اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرماتا ہے جس میں کہ تمہارے نفس کو قطعاً دخل نہیں ہوتا تو یہ سمجھ لو کہ تم نے خود کو تکبیر سے محفوظ کر لیا۔

☆ اے عالم! اپنے علم کو دنیاداروں کی صحبت سے آلودہ نہ کر۔

☆ تمہارے سب سے بڑے دشمن تمہارے ہم نشین ہیں (؎ صحبت طالح ترا طالح کند)

☆ لوگو! خدا تعالیٰ سے اتنا تو شرماؤ جتنا تم اپنے نیکوکار پڑوسی سے شرماتے ہو۔

☆ پیٹ بھرنے کے لیے روٹی، بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا، رہائش کے لیے گھر اور بیوی، یہ دنیا نہیں ہے۔ دنیا تو یہ ہے کہ دنیا کی طرف منہ اور خدا تعالیٰ کی طرف پشت ہو۔

☆ اگر تو مخلوق کے ساتھ ادب نہیں کرتا تو خالق کے ساتھ تیرا ادب کا دعویٰ غلط ہے۔

☆ دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم اور علم کی اصل صبر ہے۔

☆ اپنی روزی کا بوجھ کسی پر نہ ڈالو کہ اس صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پوری طرح نہ ادا ہو سکے گا۔

☆ فروتنی اور انکسار کو اپنا شعار بناؤ۔

☆ بیکار آدمی زمین پر بار ہوتا ہے۔

☆ سب سے اچھی زندگی دوسروں کے کام آتا ہے۔

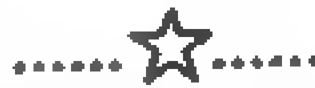
☆ خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔
☆ اپنے عیوب کا جائزہ لینا، ان پر محاسبہ کرنا، نفس کی فالتو خواہشوں کو حقیر جاننا ہی حسن خلق ہے۔
☆ صداقت اور راست بازی کا شیوہ اختیار کرو اگر یہ وصف نہ ہوتے تو کسی کو بھی قرب باری تعالیٰ حاصل نہ ہوتا۔
☆ اتباع شریعت کی تبلیغ میرے نزدیک خلوت خانوں کی بہت سی عبادتوں سے بہتر ہے۔
☆ جس نے مصیبت پر صبر وتحمل سے کام نہ لیا، جس نے نعمائے الٰہی پر شکر ادا نہ کیا اس کا ایمان ناقص ہے۔
☆ تقدیر الٰہی کو اپنے نفس کا عذر نہ بناؤ کہ اسے بہانہ قرار دے کر عمل چھوڑ دو۔ تقدیر کو عذر بنانا کاہلوں کا شیوہ ہے۔ تقدیر کا عذر، آفات، مصائب میں ہوا کرتا ہے (اعمال واحکام میں نہیں)
☆ دنیا، ساری حکمت وعمل ہے نتیجہ اور صلہ، سبب اور عمل پر موقوف ہے اور آخرت ساری کی ساری قدرت ہے کہ وہاں ہر شئے کا وجود بلا سبب ہوگا لہٰذا اس دار حکمت میں عمل نہ چھوڑ اور دار قدرت میں خدا کی قدرت کو عاجز نہ سمجھ دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکمت کے تقاضوں پر عمل کرو۔ اور قدرت پر ایسا بھروسہ نہ کرو کہ بلا عمل ہی جنت کے متوقع رہو۔
☆ صبر کو اپنا شعار بناؤ۔ یہ دنیا تمام تر آفات کا مجموعہ ہے۔
☆ رضائے خالق کے خواہش مند! مخلوق کی ایذا دہی پر صبر کر۔
☆ مستحق سائل کو خدا کا ہدیہ سمجھ جو بندے کی طرف بھیجا گیا ہے۔
☆ ایمان اصل، اور اعمال فرع ہیں۔ ایمان میں شرک سے اور اعمال میں معصیت سے بچو۔
☆ جسے کوئی تکلیف نہ پہنچے کہنا چاہیے اس میں کوئی خوبی نہیں۔
☆ کوشش کرو کہ تمہارا کلام جواباً ہو۔ گفتگو کا آغاز تمہاری طرف سے نہ ہو۔

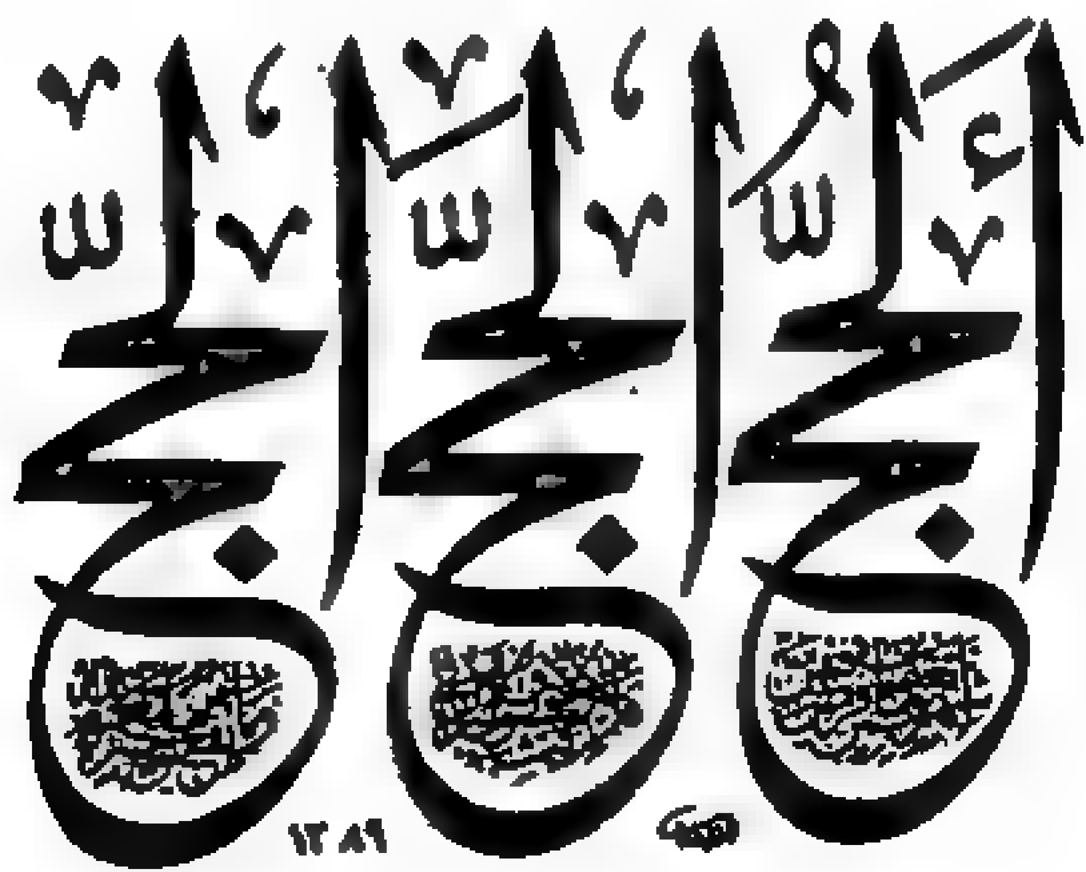
☆ دوسروں سے متعلق حسن ظن سے کام لو لیکن اپنے نفس کی طرف سے نہ ہو۔
سب سے بدتر دشمن تمہارے برے ہم نشین ہیں۔
☆ جب کوئی شخص تمہیں کسی کی طرف سے رنجیدہ بات کہے تو اسے جھڑک دو کہ تو اس سے بھی برا ہے اس نے میرے پیچھے مجھے برا کہا تو میرے منہ پر کہتا ہے۔
☆ جو مصیبت میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بے حساب مدد فرماتا ہے۔
☆ خالق کا شکوہ مخلوق سے نہ کرو۔ کرو تو خالق ہی سے کرو۔
☆ گناہ بیماری ہے توبہ و ندامت اس کا علاج۔
☆ غیبت نیکیوں کو ایسے کھاتی ہے جیسے لکڑی کو آگ بھسم کر دیتی ہے۔ جھوٹی قسموں سے بچو کہ وہ تمہارے آباد گھروں کو ویران اور برکتوں کو زائل کرتی ہے۔
☆ ہمت والا وہ ہے جو اپنے نفس سے دنیا کی محبت خارج کر دے۔
☆ بعض وقت اللہ تعالیٰ کا بندے کی درخواست کا قبول نہ کرنا، بندے پر شفقت ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔
☆ علم کا حصول، اس پر عمل اور دوسروں کو بھی سکھانا یہ سب خوبیوں کا مجموعہ ہے۔
☆ غفلت کی علامت اہل غفلت کی محبت ہے۔
☆ نفس جب کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے تو احکام شرعیہ کی پابندی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔
☆ جو شخص بغیر تحصیل علمی کے گوشہ نشین اور مشغول ہو جاتا ہے وہ اپنی بے علمی سے اپنے کاموں کو سدھارنے کے بجائے اور بگاڑ لیتا ہے۔
☆ دنیا کا نفع تو کچھ بھی نہیں سب دھوکا ہی دھوکا ہے۔
☆ صبر یہ ہے کہ بندہ مصیبت اور بلا میں ثابت قدم رہے اور صدق نیت اور خوش دلی سے احکام الٰہی کی تعمیل کرتا رہے۔
☆ مومن رزق حلال کے لیے سعی کرتا ہے، قسمت پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو معطل نہیں کر دیتا۔

☆ فرائض کے بعد غریبوں اور مہمانوں کی ضیافت اور عام وخاص سب سے اچھے اخلاق سے پیش آنا سب سے بہتر کام ہے۔
☆ جس نے سوال کیا اس نے گویا اپنی آبرو گنوائی۔
☆ حسن خلق یہ ہے کہ تم جفائے خلق کا اثر نہ قبول کرو۔
☆ میانہ روی میں آدھی روزی اور حسن خلق میں آدھا دین ہے۔
☆ اس سے کیا حاصل کہ تمہاری زبان فصیح اور دل نادان ہے۔
☆ خلوت میں خاموش رہنا مردانگی نہیں جلوت میں خاموش رہو تو ایک بات ہے۔
☆ مخلوق کی طرف منہ کرنا گویا حق تعالیٰ کی طرف پیٹھ کرنا ہے۔
☆ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسو مت البتہ رونے والوں کے ساتھ رولو۔
☆ جو خلق کے ساتھ خلیق ہو وہ خالق سے نزدیک تر ہے۔
☆ خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ صحیح نہیں جب تک تم مخلوق کے ادب کا حق نہیں ادا کرتے۔
☆ قول بمنزلہ جسد ہے اور عمل اس کی روح۔
☆ ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح کے موجب ہیں کہ وہ اپنے اعمال حسنہ ہماری طرف منتقل کر رہے ہیں۔
☆ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے، تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔
☆ اے عمل کرنے والے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر ورنہ یہ تیری ساری محنت مشقت بیکار ہے۔
☆ حق کا مقرب وہی ہوتا ہے جو مخلوق پر شفقت رکھتا ہے۔
☆ مکانوں کے بنانے میں عمر صرف کر رہا ہے بسیں گے دوسرے حساب دے گا تو۔
☆ امیروں کے ساتھ عزت وغلبہ سے مل اور فقیروں سے عجز کے ساتھ۔
☆ جو مخلوق کے ساتھ خلق میں فراخ تر ہو وہ خالق کے نزدیک تر ہے۔
☆ اہل اللہ کی صحبت اختیار کر یہ عبادت ہے۔

☆ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا، پھر دوسروں کو سکھانا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کامیابی وکامرانی کی کنجی ہے۔
☆ مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان طاقت ور ہوتا ہے۔
☆ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
☆ مالدار اور فقیر کے درمیان امتیاز نہ رکھو، دین کو کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ۔
☆ خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے جب تک تو مخلوق کے ادب کا لحاظ نہ رکھے۔

جاری ہیں فیض رات دن در دستگیر کے — مخفی خزانے بٹ رہے پیران پیر کے
سائل جو در پر آ گیا خالی نہیں پھرا — چوروں سے ہو گئے ولی گھر آ فقیر کے
قبروں سے زندہ کر دیئے مردے کئی ہزار — اوصاف کون گن سکے اس بے نظیر کے
درگاہِ ایزدی میں ہے کچھ ایسی دسترس — تیر واپس کر دیئے راہ سے تقدیر کے
عاقلوں کی عقل یاں پر رہ گئی ہے دنگ ہو — حیرت میں دیکھ کام ہیں مانند تصویر کے
لاکھ کوسوں پر کریں اپنے مریدوں کی مدد — رہنے والے ہوں عرب کے یا کشمیر کے
غلام جیلانی وہ تیرے مایہ ناز ہیں — محبوب دو جہاں ہیں وہ رب قدیر کے





سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا سراپائے نور

ویسے تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وجود باجود سراپا کرامت ہے آپ کی آواز مبارک اتنی بارعب اور گونج دار تھی کہ جب کچھ ارشاد فرماتے تو مجمع دم بخود ہو جاتا اور ستر ستر ہزار کے مجمع میں بھی جس طرح قریب والے سنتے اسی طرح دور والے بھی سنتے تھے (یہ کرامت حضور علیہ السلام کے معجزے کا عکس ہے) اور جو فرماتے فوراً تعمیل کی جاتی۔
(بہجۃ الاسرار، قلائدالجواہر، تفریح الخاطر)

آپ کی نگاہ اس قدر کیمیا اثر تھی کہ کتنے ہی سنگدل پر پڑ جاتی تو وہ حلقۂ غلامی میں آجاتا اور آپ فرماتے انتم بین یدی کالقوار یر اری ما فی بواطنکم وظواھر کم۔ تم سب میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی طرح ہو، تمہارا ظاہر و باطن سب مجھے نظر آتا ہے۔ (مقالات احسان از صدیق حسن بھوپالی، سفینۃ الاولیاء، تفریح الخاطر)

یہی نگاہ کرامت یک چور پر پڑی، اس سے پوچھا تو کون ہے تو اس نے اپنی بدکرداری کو چھپانے کی کوشش کی اور کہا میں بدو ہوں فکشف لہ الغوث ان اسمہ مکتوب بسواد المعصیۃ، آپ نے بذریعہ کشف اس کی خباثت کو دیکھ لیا، اس چور کو بھی خیال آیا کہ شاید غوث اعظم ہیں، آپ نے اس کے خیال کو بھی پہچان لیا اور فرمایا: ہاں میں عبدالقادر ہوں، یہ سنتے ہی وہ قدموں میں گر پڑا اور اس کی زبان پہ یا سیدی عبدالقادر شیئا للہ جاری ہو گیا، آپ کو اس کے حال پہ رحم آیا اور اس کی ہدایت کے لے اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ہاتف غیب سے آواز سنائی دی:

یاغوث الاعظم دُلَّ السارق علی طریق الصواب و ارشدہ الی ھدایۃ الاحباب واجعلہ قطبا من الاقطاب فصار السارق قطبا

بنظرہ بلا ارتیاب ۔

اے غوث اعظم! اس کو ہدایت کا راستہ دکھادو اور اس کی راہنمائی کر کے اس کو قطب بنادو چنانچہ آپ کی نگاہ سے چور قطب ہو گیا۔ (تفریح الخاطر)

؎ عجب شان تیری اے غوث جلی ہے
آتا ہے چور اور بنتا ولی ہے

آپ کے جسم مبارک سے کبھی کوئی قابل کراہت چیز نکلتی نہ دیکھی گئی۔ (رینٹھ بلغم وغیرہ) ولا قعدت علیه ذبابه نہ کبھی آپ کے جسم پہ مکھی بیٹھی (یہ بات امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھی ہے جن کے بارے میں مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے کمال عقیدت ہے میں نے ان کی کتب سے سلوک و فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا ہے، مصر میں میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب بھی ادا کی ان کی قبر انور کی زیارت بھی کی اور فاتحہ بھی پڑھی۔ حاشیہ تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۵)

اسی طرح ملا علی قاری اور امام یوسف نبہانی نے شیخ شریف حسین موصلی اور شیخ خضر علیہما الرحمۃ سے نقل فرمایا ہے۔ (طبقات کبریٰ، جامع کرامات اولیاء)

آپ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا۔ (قلائد الجواہر، تفریح الخاطر)

شیخ علی بن الہیتی کے مرشد ان کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا جبہ عنایت کیا اور فرمایا یا علی لبست قميص العافية ، اے علی! تو نے سلامتی کی قمیص پہن لی ہے شیخ علی فرماتے ہیں پینسٹھ سال ہو گئے ہیں مجھے آج تک کسی قسم کی کوئی بیماری لاحق نہیں ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

(نفحات الانس فارسی صفحہ ۳۵۸ پہ ہے کہ) ایک شخص کو آپ نے ٹوپی عطا کی اس نے سر پر رکھی تو اس پر عالم ملکوت کا حال ظاہر ہو گیا اور تسبیح و تہلیل کی آواز سننے لگا۔

آپ کے جسم سے نور کی شعاعیں پھوٹتیں، جس پر شعاع پڑ جاتی اس پر اہل قبور اور فرشتوں کے حالات منکشف ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی جوانی میں ہر وقت علم کلام میں مشغول

رہتے اس فن کی بہت ساری کتابیں ان کو حفظ تھیں، ان کے چچا ان کو منع فرماتے اور ان پر کوئی اثر نہ ہوتا ایک دن ان کے چچا ان کو غوث اعظم کی بارگاہ میں لے گئے آپ نے سینے پہ ہاتھ پھیرا اور علم کلام نکال کر علم لدنی بھر دیا اور فرمایا: تم عراق کے متاخرین مشائخ میں سے ہو۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

شیخ ابو محمد محلی علیہ الرحمہ کو آپ نے اپنی انگلی چوسائی وہ فرماتے ہیں میں نے بغداد سے مصر تک کا سفر کیا مگر نہ بھوک لگی نہ پیاس بلکہ جسم میں پہلے سے زیادہ توانائی پائی۔ (سفینۃ الاولیاء، تفریح الخاطر)

آپ اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تو انگلی چاند کی طرح روشن ہو جاتی جس کی روشنی میں اندھیری رات میں شیخ احمد رفائی اور عدی بن مسافر علیہما الرحمۃ نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مزار تک کا سفر کیا۔ (قلائد الجواہر)

الغرض آپ کی ذات بابرکات مجمع الحسنات تھی آپ نے فرمایا میرے ہاتھ میں دولت نہیں ٹھہرتی اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو مجھے حکم ہے شام تک سارے غرباء و مساکین میں خرچ کر دوں۔ کوئی بھی سائل خالی نہ لوٹتا۔

آپ نے ایک دن ایک شخص کو پریشان دیکھ کر پریشانی کا سبب پوچھا! تو اس نے کہا دریائے دجلہ کے پار جانا تھا جیب خالی ہے اور ملاح نے بغیر کرائے کے کشتی پہ بٹھانے سے انکار کر دیا ہے، اسی وقت ایک عقیدت مند نے تیس اشرفیوں کا نذرانہ پیش کیا آپ نے فرمایا یہ بیس دینار ملاح کو دے دینا اور دس اپنے پاس رکھ لینا اور ملاح کو کہنا کہ آئندہ کسی غریب سے کرایہ نہ لیا کرے۔

ایک شخص کو اپنی قمیص اتار کر دے دی پھر اس سے وہی قمیص بیس دینار کی خرید لی۔ آپ روزانہ روٹیاں پکوا کر غرباء میں تقسیم فرماتے اور جو بچ جاتیں مغرب کے بعد اپنے خادم کو بھیجتے وہ گلیوں بازاروں میں اعلان کرتا کہ جس کو ضرورت ہو روٹی لے لے اور جو رات گزارنا چاہے اس کا بھی انتظام ہے۔

آپ کے پاس بکثرت نذرانے آتے مگر آپ ان کو ہاتھ بھی نہ لگاتے بلکہ نذرانے دینے والے خود ہی آپ کے مصلے کے نیچے رکھ دیتے۔ آپ ان میں سے کچھ

تقسیم فرما دیتے اور باقی رقم کے بارے فرماتے مہمانوں کے لیے رکھ کر نانبائی اور سبزی فروش کو دے دو۔

آپ روزانہ رات کو دستر خوان بچھاتے زائرین کے ساتھ کھانا کھاتے، زیادہ وقت مساکین کے پاس بیٹھتے، آپ کے دستر خوان پر طلبہ کثرت کے ساتھ ہوتے۔

ایام مجاہدہ میں ایک دفعہ آپ نے بیس دن کچھ نہ کھایا، ایوان کسریٰ کے کھنڈرات میں تشریف لے گئے تاکہ کوئی چیز کھانے کو مل جائے تو وہاں کیا دیکھا؟ ستر درویش تلاش رزق میں پھر رہے ہیں آپ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص نے کچھ رقم دی کہ یہ آپ کی والدہ نے بھیجی ہے آپ نے رقم لی اور ساری کی ساری ان ستر درویشوں میں بانٹ دی اور جو تھوڑی سی بچی اس کا کھانا خریدا اور غرباء کو بلا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

آپ اپنے صاحبزادگان کو طلباء کی خدمت کے لیے بھیجتے وہ ان کا چراغ جلا کر آتے اور کھانے لے کر جاتے اور ان کو کھلاتے۔

آپ نے دوران سفر حج ایک جگہ (موضع حلّہ) پڑاؤ کیا آپ کے خدام بکثرت آپ کے ہمراہ تھے، آپ نے خدام کو حکم دیا کہ بستی میں جا کر معلوم کرو کہ غریب ترین گھر کونسا ہے انہوں نے معلوم کیا تو ایک گھر میں دو بوڑھے محتاج مرد و عورت تھے اور ایک ان کی بچی تھی۔ آپ نے ان سے فرمایا کیا ہم یہاں ٹھہر سکتے ہیں انہوں نے بخوشی اجازت دی (حالانکہ بستی کے مشائخ اور امراء نے اپنے اپنے ہاں قیام کی پیشکش کی مگر آپ نے ان مسکینوں کے مکان میں ٹھہرنا پسند فرمایا عقیدت مندوں نے بیش قیمت تحائف کے انبار لگا دیے آپ نے وہ سارے تحائف اس بوڑھے کے حوالے کیے اور وہاں سے چل دیئے۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

(مذکورہ تمام واقعات قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، اخبار الاخیار فارسی وغیرہ میں مفصل دیکھے جا سکتے ہیں)

اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مشائخ اولیاء میں سے کوئی بھی کرامات کے لحاظ سے آپ کا ہم پلہ نہیں ہے یہاں تک کہ ''بعضے از مشائخ اہل زماں ایشاں گفتہ اند کہ کرامات دے رضی اللہ عنہ مانند رشتہ مروارید بود کہ درپے یکدگری آمدند۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ آپ کی کرامات کا حال تو موتیوں کی لڑی جیسا ہے کہ جب ٹوٹتی ہے تو یکے بعد دیگرے موتی گرتے جاتے ہیں۔

(صفحہ ۶۱۰ جلد ۴ فارسی)

کراماتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کی کرامات **لا تعد لا تحصی** (گنتی وشمار سے باہر ہیں) تاہم ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) آپ کی طبیعت انتہائی نفیس ولطیف تھی اعلیٰ درجہ کا لباس زیب تن فرماتے جو خلاف شریعت نہ ہوتا یعنی عالمانہ اور بیش قیمت۔

بغداد کے مشہور بزاز شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قرشی فرماتے ہیں کہ ایک بار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ کوئی ایسا قیمتی کپڑا ہے کہ جس کا گز ایک اشرفی کا ہو؟ میں نے پوچھا! اتنا قیمتی کپڑا کس کے لیے لینا چاہتے ہو؟ اس نے غوث اعظم کا نام لیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ جب فقراء ایسا لباس پہنیں گے تو بادشاہ کیا پہنیں گے؟ بس یہ خیال آیا ہی تھا کہ میرے پاؤں میں ایسا کیل چبھا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا، بڑی کوشش کی مگر کیل نہ نکلا، مجھے آپ کی بارگاہ میں اٹھا کر پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا! اے ابوالفضل! تو نے اعتراض تو فوراً سوچ لیا اور خیال نہ کیا **بحقی علیک البس قمیصا ذراعته بدینار** ۔ کہ مجھے میرے رب نے ایسا کپڑا پہننے کا حکم دیا ہے۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۱، بہجۃ الاسرار)

(۲) ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ حاضرین میں

بیٹھے اونگھ رہے تھے اچانک آپ وعظ چھوڑ کر منبر سے نیچے اترے اور شیخ کے سامنے باادب کھڑے ہوگئے، جب شیخ عالم بیداری میں آئے تو آپ نے فرمایا! حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) را دیدی؟ من برائے وے باادب ایستادہ بودم۔ آپ نے نیند کی حالت میں حضور علیہ السلام کا دیدار کیا ہے ناں (انہوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا) میں اس لیے تو باادب کھڑا ہوگیا تھا اور منبر سے نیچے اتر آیا۔ تو ہاں شیخ! حضور علیہ السلام نے پھر آپ کو کیا فرمایا؟ شیخ نے عرض کیا، بملازمت تو۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی صحبت میں رہنے کا کیا حکم فرمایا ہے:

بعد میں حاضرین نے شیخ سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا آنچہ من بخواب می دیدم وے بہ بیداری می دید۔ میں خواب میں حضور کی زیارت کر رہا تھا اور غوث پاک بیداری میں کر رہے تھے۔ (مدارج النبوت، نفحات الانس)

(۳) شیخ ابو محمد صالح رحمہ اللہ کو ان کے شیخ ابو مدین مغربی علیہ الرحمۃ نے غوث پاک کی خدمت میں برائے حصول تعلیم فقر بھیجا، آپ نے شیخ ابو محمد کو بیس دن اپنے حجرے کے دروازے پر بٹھا کر بیسویں دن فرمایا! مغرب کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو مجھے کعبہ نظر آ گیا پھر فرمایا۔ اب ادھر دیکھو میں نے ادھر دیکھا تو مجھے میرا مرشد دکھائی دیا۔ (قلائد الجواہر)

(۴) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار۔ اولیاء کرام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں

؎ اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

(جلد ۲ صفحہ ۹۸)

چنانچہ کسی شہر میں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی عقیدت مند رہتا تھا وہ دور دراز کا سفر کر کے بغداد شریف آیا تو معلوم ہوا کہ غوث اعظم وصال

فرما چکے ہیں۔ قبر مبارک پہ حاضر ہوا چونکہ دل میں آپ کی محبت کا سمندر موجزن تھا۔

فظهر الغوث الاعظم من مرقده و اخذه بيده واعطاه الا نابة وانتسب بسلسلة.

آپ نے قبر انور سے ہاتھ باہر نکال کر اس کو بیعت کیا اور نظر کرم فرما کر اپنے سلسلہ میں داخل فرمالیا۔ (تفریح الخاطر)

جمال الاولیاء میں مولوی اشرف علی تھانوی نے امام یافعی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے محمد بن ابی بکر الحکمی کی ایک ایسی ہی کرامت ذکر کی ہے کہ انہوں نے بھی بعد از وفات قبر انور سے نکل کر ایک شخص کو بیعت فرمایا۔ (صفحہ ۱۰۶)

(۴) افاضات یومیہ میں تھانوی صاحب نے مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا (مولانا فضل الرحمٰن کو حیات اشرف میں قطب وقت تسلیم کیا گیا ہے) اور یہ واقعہ تفریح الخاطر صفحہ ۲۳ پہ بھی ہے کہ غوث پاک کے زمانے میں ایک گنہگار شخص مگر غوث پاک سے محبت کرنے والا (بقول تھانوی صاحب یہ شخص دھوبی تھا) جب اس کو دفن کیا گیا تو نکیرین کے ہر سوال پر اس نے غوث پاک کا نام لیا (بالفاظ دیگر یوں کہا ہوگا کہ میں غوث پاک کا دھوبی ہوں) حکم الٰہی ہوا ان **كان هذا العبد من الفاسقين لكن فى محبة محبوبى السيد عبدالقادر من الصادقين** ۔(اے فرشتو! واپس آجاؤ) اگرچہ فاسق ہے مگر میرے محبوب عبدالقادر کی محبت نے اس کو صادقین میں شامل کردیا ہے۔ **فلاجله غفرت له ووسعت قبره بمجتة وحسن اعتقاده فيه** . میں نے اسی وجہ سے اس کو بخش بھی دیا ہے اور اس کی قبر کو وسیع بھی فرمادیا ہے (بھلا جو غوث اعظم کو جانتا ہے وہ مجھے کیوں نہیں جانتا ہوگا)

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستان کاملے

اسی سے ملتا جلتا ایک دوسرا واقعہ قلائد الجواہر صفحہ ۲۵ پہ ہے کہ شہر بغداد کے محلہ باب الازج کے قبرستان میں ایک قبر سے چیخوں کی آواز آنا شروع ہو گئی آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا، تو آپ نے پوچھا؟ کیا اس قبر والے نے مجھ سے خرقہ حاصل کیا ہے؟ یا میری مجلس میں حاضری دی ہے؟ یا میرے پیچھے کبھی نماز ادا کی ہے؟ لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا المفرط اولی بالخسارة۔ حد سے بڑھنے والا یا بھولا ہوا بھی خسارے میں رہتا ہے، پھر آپ نے مراقبہ فرمایا کہ سر اٹھایا تو چہرے پر انتہا درجے کا جلال تھا فرمایا فرشتوں نے مجھے کہا ہے: انــــه رای وجهک واحسن بک الظن وان اللہ تعالی رحمه بک ۔ کہ اس نے ایک بار آپ کی زیارت کی تھی اور آپ سے حسن ظن رکھتا تھا اس لیے اللہ نے اس کو معاف کر دیا ہے، پھر قبر سے آواز آنا بند ہو گئی۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس شہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

(۵) ایک مرتبہ آپ کچھ لکھ رہے تھے کہ تین مرتبہ چھت سے مٹی گری، دیکھا تو چوہا مٹی گرا رہا تھا آپ نے جلال کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا طار راسک (تیرا سر اڑ جائے) اسی وقت چوہے کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ (قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ)

بنی اور اسر جدا او تن جدا
ہمچناں کیں موش راشد ماجرا

شیخ عمر بن مسعود بزاز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن وضو فرماتے ہوئے چڑیا نے آپ پر بیٹ گرادی آپ نے نگاہ جلال سے اس کو صرف دیکھا ہی تھا کہ سقط میتاً (گر کر مر گئی) وضو سے فارغ ہو کر آپ نے کپڑا دھویا اور بیچ کر رقم خیرات کر دی اور فرمایا یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔ (قلائد الجواہر۔ تحفہ قادریہ)

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

(۶) ایک مرتبہ خلیفہ وقت المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف عباسی نے حاضر ہو کر عرض کیا! میں اطمینان قلب کے لیے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا جو تو کہے گا میں وہ دکھا دیتا ہوں چونکہ سیب کا موسم نہیں تھا اس نے کہا سیب چاہتا ہوں آپ نے ہاتھ مبارک پھیلایا تو اس میں دو سیب آ گئے آپ نے ایک خلیفہ کو دیا دوسرا پاس رکھا، جب آپ نے اپنا سیب کاٹا تو وہ اندر سے سفید تھا اور کستوری کی سی خوشبو آ رہی تھی اور خلیفہ کے سیب سے کیڑا نکلا۔ آپ نے فرمایا چونکہ ظالم (خلیفہ) کا ہاتھ لگا ہے اس لیے سیب میں کیڑا پیدا ہو گیا ہے۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دار یارم تابہ اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر دلی

سبحان اللہ! ہمیں کتاب ملی تو (قرآن) کتاب اعظم، رسول ملا تو رسول اعظم فاروق ملا تو فاروق اعظم، امام ملا تو امام اعظم، غوث ملا تو غوث اعظم

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

(۷) حدیث پاک میں ہے:

لا یرد القضاء الا الدعاء (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۹۵)

دعا تقدیر کو بھی بدل کر رکھ دیتی ہے۔ یا دعا ہی سے تقدیر بدلتی ہے اس حدیث کے تناظر میں غوث اعظم کی کرامت ملاحظہ فرمائیں:

ابو المظفر الحسن بن نعیم نامی گرامی تاجر نے حضرت شیخ حماد الدباس علیہ الرحمۃ (غوث پاک کے استاذ) کے سامنے عرض کیا کہ میرا ارادہ ملک شام جانے کا ہے، قافلہ تیار ہے اور سات سو دینار کا سامان میرے پاس ہے۔ شیخ نے فرمایا

تم اس پورے سال سفر کا ارادہ ترک کر دو ورنہ تمہارے مال اور جان کو خطرہ ہے۔ تاجر پریشان ہوگیا، واپس جا رہا تھا کہ غوث پاک سے ملاقات ہوگئی، شیخ حماد کا فرمان عرض کیا تو غوث اعظم نے فرمایا! تم سفر پہ جاؤ میں ضامن ہوں کچھ نقصان نہیں ہوگا فائدہ ہی ہوگا۔ (تذهب سالما وترجع غانما والضمان علی فی ذلک) چنانچہ تاجر خوشی خوشی سفر پر چلا گیا سات سو دینار کا سامان ہزار میں فروخت کر کے کسی کام سے "حلب" گیارہ ہزار دینار محفوظ مقام پر رکھے اور پھر بھول گیا کہ کہاں رکھے ہیں۔ نیند کا غلبہ تھا سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب کے بدوؤں نے قافلے پر حملہ کر کے کئی افراد کو قتل کر دیا ہے اور سامان لوٹ لیا ہے اور خود اس کا سامان بھی خواب میں لٹ گیا ہے اور قتل بھی ہو گیا ہے۔ گھبرا کے اٹھا تو دینار بھی یاد آ گئے، لے کر فوراً بغداد کی تیاری شروع کر دی، بغداد پہنچا تو سوچا کہ شیخ حماد کے پاس پہلے حاضری دوں یا غوث پاک کے پاس ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ "سوق سلطان" میں شیخ حماد مل گئے اور تاجر کو فرمایا پہلے غوث اعظم کے پاس جاؤ جنہوں نے ستر مرتبہ دعا کر کے تیرے قتل اور مال لٹنے کے بیداری کے واقعہ کو خواب میں تبدیل کرا دیا ہے۔ کچھ عرصہ رقم رکھ کر بھول جانا بھی اسی سبب سے تھا تا کہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ (قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ)

کسی کو زمانے کی دولت ملی ہے کسی کو جہاں کی حکومت ملی ہے
میں اپنے مقدر پہ قربان جاؤں مجھے غوث کا آستانہ ملا ہے

(۸) حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ نے شیخ داؤد علیہ الرحمۃ سے بیان فرمایا کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر (غوث اعظم) کے دربار میں بڑے بڑے صاحب ثروت لوگ بھی آئے، ایک چور اس خیال سے کہ بڑا مال ملے گا رات کو چوری کرنے آیا جب آستانے کے اندر داخل ہوا تو اندھا ہو گیا۔ آپ کو اس چور کا حال معلوم ہوا اور سوچا کہ یہ تو مروت کے خلاف ہے کہ یہ بے چارہ کچھ

حاصل کرنے کی بجائے اندھا ہو جائے ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں علاقے کا ابدال فوت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اس شخص کو لے جاؤ جو آج رات ہمارے گھر میں آیا ہے چنانچہ اس چور کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے نگاہ کر کے اس کو ابدال بنا دیا۔ (تحفہ قادریہ، خزینۃ الاصفیاء)

حضرت شاہ ابو المعالی یہ کرامت بیان فرما کر سلسلہ قادریہ سے منسلک حضرات کو خوشخبری سناتے ہیں کہ "اے قادری دربار کے فقیر و خوش ہو جاؤ جب غوث اعظم چور کو محروم نہیں فرماتے تو تمہیں کیوں محروم رکھیں گے۔

چو دزد جانبش آید زراہ بے رہی
بدولت کرمش عارف جہاں باشد
کسے کہ بردرش آید زراہ صدق و صفا
بریں قیاس بکن حال اوچناں باشد

(تحفہ قادریہ)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں نیت درست ہو تب ہی فیض ملے ورنہ اس چور کی نیت تو چوری ہی کی تھی اگر دینے والا کامل ہو تو کاسہ بھی خود ہی دیتا ہے اور گدائی بھی وہ خود ہی نیت کا بھی علاج کر لیتا ہے اور اگر دینے والے کا اپنا ہی دامن خالی ہو تو سوائے خالی دعوؤں کے کچھ پلے نہیں پڑتا۔

ہے زیارت گاہ مسلم گو جہاں آباد میں
اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد میں

غوث اعظم کو بچوں نے بچپن کے اندر کھیلنے پر مجبور کیا فرمایا! آؤ پھر میں لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں تم محمد رسول اللہ پڑھو پورا بازار ذکر الٰہی سے گونج گیا، بچوں کا کھیل ہو گیا اور ان کی تبلیغ ہو گئی۔

(۹) ابو حفص عمر بن صالح بغدادی علیہ الرحمۃ کی اونٹنی چلنے سے عاجز آ گئی حضرت

غوث اعظم نے پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر ایڑی لگائی تو اونٹنی بیت اللہ شریف تک تمام قافلے سے آگے آگے دوڑتی گئی۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر از ملا علی قاری)

ابوالحسن علی الازجی علیہ الرحمۃ کی کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی تھی اور قمری نو ماہ سے بول نہیں رہی تھی غوث پاک نے دونوں کو فرمایا کہ اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ، قمری نے اسی وقت تسبیح شروع کر دی اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہی۔(بہجۃ الاسرار)

کھجور کے دو درخت چار سال سے خشک تھے پھل نہیں لگتا تھا آپ نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں ایک ہفتہ کے اندر دونوں درخت ہرے بھرے ہو گئے اور ان پر پھل بھی لگ گیا۔

(سفینۃ الاولیاء از دارا شکوہ)

قحط سالی کے دنوں میں آپ نے اپنے رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد القرشی کو دس بارہ سیر گندم دے کر فرمایا اس کو دو منہ والے برتن میں ڈال کر کھاتے رہو مگر دیکھنا نہیں۔ وہ پانچ سال تک کھاتے رہے ایک دن ان کی بیوی نے دیکھ لی کہ کتنی رہ گئی ہے پھر سات دن میں ختم ہو گئی، آپ نے فرمایا لو ترکته علی حاله لا كلتم منه حتی تموتوا۔ اگر نہ دیکھتے تو مرتے دم تک کھاتے رہتے اور ختم نہ ہوتی۔(قلائد الجواہر)

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس طرح کی ایک کرامت حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ کے مرشد کی بھی بیان کی ہے۔(دیکھئے دعوات عبدیت صفحہ ۱۸ جلد ۵)

(۱۰) حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھوں کو اور برص کے مریضوں کو تندرست کر دیتے اور مردوں کو زندہ فرما دیتے۔(نفحات الانس فارسی صفحہ ۳۶)

شیخ خضر الحسینی الموصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں تقریباً تیرہ سال آپ کی بارگاہ میں رہا آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے:

اذا اعیا الاطباء مریضا اتی به الیه فید عوله ویمریده علیه فیقوم بین یدیه وقد شفٰی ولا یزال یسری عنه حتی یصح فی اسرع وقت.

آپ کے پاس لاعلاج مریضوں کو لایا جاتا، آپ دعا فرماتے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو فوراً ٹھیک ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار)

خلیفہ مستجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک کا استسقاء کے مرض کی وجہ سے پیٹ بڑھ گیا: فامر یده علیه فقام ضا مر البطن کان لم یکن به شی۔ آپ نے پیٹ پہ ہاتھ پھیرا تو ایسے ہو گیا جیسے کبھی خراب ہوا ہی نہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ ابو المعالی احمد البغدادی کے بیٹے کو سوا سال بخار رہا، بڑے علاج کیے کوئی فرق نہ پڑا، آپ نے فرمایا جا کر اس کے کان میں کہہ دو کہ عبدالقادر کا حکم ہے اس سے دور ہو کر "حلہ گاؤں" میں چلا جا، انہوں نے ایسے ہی کیا، بخار فوراً اتر گیا۔ (قلائد الجواہر)

توں کی غوث دی شان نوں جانا ایں وھکے منکرا وعظ سُناناہیں
اساں یار دیں دینوں نہیں بازاوناں وانگوں پاگلاں مغز کھپانا ئیں
غوث وچ جنگل چا لائے منگل اوصدے جیہا کوئی پیشوا ناہیں
ہو جا دور منظور دیاں اکھیاں توں ساڈے رنگ اندر بھنگ پاناہیں

سائنس کا کمال ہے کہ پلاسٹک کا دل لگا کر مریض کا علاج کر لیتی ہے، غوث پاک کا کمال یہ ہے کہ سینکڑوں سال کے مردے کو ٹھوکر مار کے زندہ فرما دیتے ہیں۔ تمہارے کارخانوں میں کپڑے تیار ہوتے ہیں غوث پاک کے کارخانے میں غوث قطب اور ولی تیار ہوتے ہیں، اور آپ اپنے مریدوں کو خدا سے بھی ملاتے ہیں مصطفیٰ سے بھی

ے غوث اعظم کرم تھیں بھرن جھولیاں
کوئی نہ جھولی پھیلاوے تے میں کی کراں

(۱۱) بغداد کے مشہور تاجر ابو غالب کے اپاج بیٹے کو آپ نے حکم دیا تو وہ تندرست ہو کر چلنے لگا۔ (تفصیلی واقعہ دیکھئے نفحات الانس صفحہ ۳۶۱ از مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک مرتبہ رافضیوں کی ایک جماعت آپ کی آزمائش کے لیے دو ٹوکرے جن کا منہ بند تھا لے کر حاضر ہوئی اور پوچھا ان میں کیا ہے؟ آپ نے ایک ٹوکرے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں اپاج بچہ ہے اور اپنے بیٹے عبدالرزاق کو فرمایا اس کا منہ کھولو جب کھولا گیا تو اپاج بچہ نکلا۔ **فمسکه بیده وقال له قم باذن الله** ۔آپ نے اپنا دست اقدس اس پہ رکھ کر فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ: تو وہ تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے ٹوکرے کا منہ کھولا تو تندرست بچہ جو آپ کے حکم سے ٹوکرے سے باہر آ گیا، یہ کرامت دیکھ کر تمام رافضی تائب ہو گئے۔ (جامع کرامات اولیاء، نفحات الانس، بہجۃ الاسرار)

ے شیخ و مخدوم و مولانا عبدالقادر جیلانی
سلطان و غوث سیدنا یا عبدالقادر جیلانی
تم ہو مقبول ربانی تم ہو محبوب سبحانی
تم مظہر ذات یزدانی یا عبدالقادر جیلانی
تیرا بڑا بلند ستارہ قدموں میں ہے عالم سارا
ہر سمت بجتا تیرا نقارہ یا عبدالقادر جیلانی
تو ہر خادم کا ہمدم ہے محفوظ تیرا ہر خادم ہے
ورد سے اسم اعظم ہے یا عبدالقادر جیلانی

(۱۲) ایک بار دریائے دجلہ میں طغیانی آ گئی لوگ گھبرا کر آپ کے پاس آئے آپ اپنا عصا پکڑ کر دریا کی طرف چل پڑے اور دریا کے پاس جا کر ایک حد پر عصا

نصب کر دیا اور فرمایا بس! یہاں سے آگے مت آنا فنقص الماء من وقتہ۔ یہ فرمان سنتے ہی دریا کا پانی اترنا شروع ہو گیا اور عصا تک آ گیا۔ (بہجۃ الاسرار)
حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں ایک مرتبہ غوث پاک لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے، تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ جب لوگ وہاں گئے تو عجیب منظر دکھائی دیا کہ آپ پانی کے اوپر چل رہے ہیں اور مچھلیاں آپ کے ہاتھ چوم کر سلام عرض کر رہی ہیں۔ یہ نماز ظہر کا وقت تھا اچانک سونے چاندی سے مرصع ایک سبز رنگ کا مصلی تخت سلیمانی کی طرح ظاہر ہوا اور دریا پر بچھ گیا، اس مصلے پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں ایک الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور دوسری سطر تھی سلام علیکم اھل البیت انہ حمید مجید۔ یکایک بہت سے لوگ ظاہر ہوئے اور مصلے کے دائیں بائیں صف بنا کر کھڑے ہو گئے ان کے چہروں پر شجاعت و بہادری ٹپک رہی تھی بالکل خاموش گویا بول سکتے ہی نہیں، آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس مصلے پر کھڑے ہو کر غوث پاک نے ان کو نماز پڑھائی۔ (تفریح الخاطر)
صراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی نے ان رجال غیب کو تسلیم کیا ہے اور ماذون و مجاز مانا ہے اور لکھا ہے ان بزرگوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کی نسبت اپنی طرف کریں اور کہیں عرش سے فرش تک ہماری حکومت ہے یعنی ہمارے مولا کی ہوئی تو ہماری ہی ہوئی۔ (صراط مستقیم فارسی صفحہ ۱۰۱)

بادشاہاں دے تاں امیراں دے ۔۔۔ دیوے بلدے سدا فقیراں دے
کدی بجھدے اوہ نہیں ویکھے ۔۔۔ جیہڑے بالے ہوئے نے میراں دے

(۱۳) مشہور واقعہ ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی محلے سے گزر رہے تھے کہ ایک عیسائی مسلمانوں سے بحث کر رہا تھا کہ ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی علیہ السلام سے افضل ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تمہارا قرآن کہتا ہے وہ مردے

زندہ کرتے تھے۔ آپ نے عیسائی کو فرمایا انی لست بنبی بل من اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ میں نبی تو نہیں ہوں بلکہ حضور علیہ السلام کا امتی ہوں لیکن اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو؟ اس نے کہا میں ایمان لے آؤں گا آپ اس کو قبرستان لے گئے اور فرمایا جس قبر پہ تو ہاتھ رکھے گا میں اس کو زندہ کرتا ہوں، اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا! ان صاحب ھذا القبر کا مغنیا فی الدنیا ان اردت ان احییہ مغنیا فانا مجیب لک ۔ یہ قبر والا گویا تھا اگر تو کہے تو یہ گاتا ہوا اٹھے؟ اس نے کہا اگر ایسا ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے نبی جب مردہ زندہ فرماتے تھے تو کیا کہتے تھے؟ اس نے کہا قم باذن اللہ کہتے تھے۔ فتوجہ الی القبر و قال قم باذنی آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قم باذنی ۔ اے قبر والے میرے حکم سے زندہ ہو جا فانشق القبر و قام المیت حیا مغنیا ۔ قبر پھٹی اور مردہ گاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا (پوچھا کیا قیامت ہے؟ فرمایا نہیں میری کرامت ہے) فاسلم علی ید الغوث الاعظم۔ عیسائی مسلمان ہو گیا۔ (تفریح الخاطر، اسرار الطالبین)

مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء میں اولیاء کرام کی کرامات کے سلسلہ میں مردوں کے زندہ ہونے کے کئی واقعات لکھے ہیں (دیکھئے جمال الاولیاء صفحہ ۲۲) اسی طرح امام ابن تیمیہ نے بھی اپنی کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان کے صفحہ ۶۳ پر مردوں کا بطور کرامت زندہ ہونا بہت ساری کرامات کے حوالے سے ثابت شدہ قرار دیا ہے

؎ عیسیٰ کے معجزوں نے مُردے جلا دیئے ہیں
محمد کے معجزوں نے مسیحا بنا دیئے ہیں

(۱۳) ایک مرتبہ ستر مختلف افراد نے رمضان شریف کے روزے کی افطاری کی آپ کو دعوت دی آپ نے سب کی دعوت قبول کر لی اور بیک وقت سب کے

گھروں میں بھی تشریف فرماتے تھے اور اپنے آستانے پر خدام کے ساتھ بھی روزہ افطار فرما رہے تھے، جب یہ خبر مشہور ہو گئی اور لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے سے اس موضوع پہ بات کرنے لگے تو آپ نے فرمایا:

ھم صادقون فی قولھم وانی اجبت دعوۃ کل واحد منھم وحضرت واکلت طعامھم فی بیوتھم فردا فردا .

ہاں میں نے سب کی دعوت قبول کی اور سب کے گھروں میں جا کر کھانا کھایا وہ لوگ سچ ہی تو کہہ رہے ہیں۔

مواعظ اشرفیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اصحاب نفوس قدسیہ جس قالب میں چاہیں اور جہاں چاہیں بیک وقت حاضر ہو سکتے ہیں

سارا عرب تمام عجم غوث پاک کا
اللہ رے جلال و حشم غوث پاک کا
اللہ آج دینے پہ آیا ہے مانگ لو
کھلتا ہے آج باب کرم غوث پاک کا

ملک شام میں ایک ابدال کا انتقال ہو گیا تو آپ عراق سے آن واحد میں شام تشریف لے گئے، اس کا جنازہ پڑھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو کہا قسطنطنیہ میں جو فلاں کافر ہے اس کو لے آئیں جب اس کو لایا گیا تو آپ نے اس کو مسلمان کیا اس کی مونچھوں کو پست کیا اور نگاہ کر کے مقام ابدالیت پر پہنچا دیا اور تمام اولیاء کو فرمایا کہ مرحوم کی جگہ اس کو اس علاقہ کا ابدال مقرر کرتا ہوں۔
(سفینۃ الاولیاء، تتمہ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۶۲۶)

رنگ والوں کے بھی رنگ اُڑ گئے تیرے آگے
ذات بے رنگ نے وہ رنگ جمایا تیرا
جنبش لب سے ہے ابواب اجابت کی کشاد
رد نہیں کرتی طبیعت بھی تقاضا تیرا

بخدا ملک ولایت میں رسالت کے بعد
حشر تک کا جو زمانہ ہے وہ تنہا تیرا

کیا اولیاء اللہ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں علماء نے بڑی طویل ابحاث فرمائی ہیں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جن کو امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے بقول حالت بیداری میں پچھتر (۷۵) بار حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی (میزان الکبری) اور مولوی اشرف علی تھانوی نے آپ کو بڑے علماء میں شمار کیا ہے (طریقہ مولود شریف) میں بیسوں مشائخ واولیاء کے نام اس کی تائید وتصدیق میں ذکر کیے ہیں جن میں امام تاج الدین سبکی جیسی نابغہ روزگار شخصیات بھی شامل ہیں (المنجلی فی تطور الولی للسیوطی) اس طرح الابریز، روض الریاحین، مکتوبات امام ربانی، انفاس العارفین، جامع کرامات اولیاء، نفحات الانس بلکہ علماء دیو بند کی کتب تذکرہ الرشید، جمال الاولیاء، افاضات یومیہ، کرامات امدادیہ اور امداد المشتاق میں بھی اس کی تائید موجود ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے منکر کو گنہگار قرار دیا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۱ کتاب العقائد)

مولوی اسماعیل دہلوی جن کے متعلق دیو بندی اور اہل حدیث حضرات متفق ہیں کہ متبحر عالم تھے اور بیس ہزار احادیث ان کی نوک زبان پر تھیں۔ معقول و منقول میں بے مثال تھے ایسے کہ پہلوں کی یاد بھلادیں اور فروع واصول میں ائمہ کو پرے بٹھادیں، جس علم میں ان سے بات کرو اس فن کے امام نظر آئیں (خدام الدین صفحہ ۱۰، اکتوبر ۱۹۷۱، اتحاف النبلاء از صدیق حسن خان بھوپالی) اپنی کتاب صراط مستقیم میں حضرت غوث پاک کو غوث الثقلین بھی لکھتے ہیں اور اپنے پیر سید احمد کے ساتھ حضرت غوث اعظم کا پیش آمدہ بڑا ہی دل چسپ واقعہ تحریر کرتے ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے پیر ہی کے کہنے پر لکھی ہے۔

لکھتے ہیں (سید احمد بریلوی) کا نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان کچھ اس طرح

ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی بیعت کی اور آں جناب کی توجہات کی برکت سے جناب حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی ارواح مقدسہ آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ (سید احمد) کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازع رہا کیونکہ ہر ایک کا تقاضا تھا کہ آپ (سید احمد) کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے یہاں تک کہ تنازع کا دور گزرا اور شرکت پر صلح ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پرزور اثر ڈالتے رہے پس اس ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ (سید احمد) کو نصیب ہوئی

؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کامل کی روح ایک جگہ میں ہی قید نہیں بلکہ مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور بھی ہے لیکن وہ پیر کی روحانیت سے دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کو یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ حاصل کرتا رہے۔ مرید واقعتاً اپنے شیخ و مرشد کا محتاج ہوتا ہے (امداد السلوک فارسی صفحہ ۱۰)

یاد رہے کہ رشید احمد گنگوہی کا مقام و مرتبہ علماء دیوبند کے نزدیک بڑا بلند و بالا ہے ان کے متعلق مولانا محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

؎ مفسر ایسا لائیں گے کہاں سے یا خدا جس کے
ہوں قول و فعل دونوں کاشفِ اسرارِ قرآنی
وہ صدیق معظم تھے سیماب لطفِ رحمانی
وہ شمع دین وملت گلِ گلزارِ عرفانی

(مرثیہ صفحہ ۱۰،۱۱)

جب کہ تھانوی صاحب کو محمود الحسن نے "سراپا فضل و کمال، معدن حسنات

دخیرات'' لکھا ہے۔(حیات اشرف)

اب ان حضرات کے نام لیوا تصرف اولیاء یا تصور شیخ کا انکار کریں تو یہی کہا جائے گا کہ

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(۱۵) حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف لطیف ''تحفہ قادریہ'' میں لکھتے ہیں کہ امام ابوالخیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''میں بمعہ چند مشائخ بغداد کے حضرت غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ نے فرمایا تم میں سے جو بھی کچھ مانگنا چاہے مانگ لے آج ہم ہر کسی کو کچھ نہ کچھ دینے کے ارادے سے بیٹھے ہیں۔ تب شیخ ابوسعید نے عرض کیا کہ میں ترک اختیار (بے خودی) چاہتا ہوں شیخ ابن قائد نے التماس کی کہ مجھے مجاہدے کی قوت عطا ہو جائے اس کے بعد شیخ عمر بزاز نے درخواست کی! مجھے صدق وصفا کی آرزو ہے۔ ازاں بعد شیخ جمیل حسن فارسی عرض گزار ہوئے کہ مجھے حفظ اوقات کی نعمت مل جائے۔ پھر شیخ ابو البرکات نے گزارش کی کہ میں تو آپ سے عشق میں استغراق مانگتا ہوں امام ابوالخیر گویاں ہوئے کہ مجھے ایسی معرفت نصیب ہو کہ جس کے ذریعے ربانی اور غیر ربانی عبادت میں تمیز کرسکوں اور آخر میں شیخ خلیل بولے۔

؎ شیخ خلیل آمدو درخواست کرد
رتبہ قطبیہ ازاں خواست کرد

کہ میری درخواست رتبہ قطبیت کی ہے۔

حضرت غوث اعظم نے سب کی خواہشات سن کر فرمایا:

کلا نمد ھولاء وھولاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا (القرآن)

ہم ان سب کے مدد فرماتے ہیں اور یہ آپ کے رب کی عطا ہے اور آپ کے رب کی عطا پر پابندی نہیں ہے (ختم ہونے والی نہیں ہے)۔

امام ابوالخیر فرماتے ہیں قسم بخدا میں نے دیکھا جس نے جو مانگا اس کو مل گیا۔

(تحفہ قادریہ، بہجۃ الاسرار)

لیکھاں اُتے پھیرے لکیراں نالے بدل دیوے تقدیراں
اس دے دَر تے آون والیاں بن گیاں جٹیوں ہیراں
لکھ دیوے مریداں تائیں جنت دیاں تحریراں
ایویں تے نیں سلطان باہو جئے کردے میراں میراں

(۱۶) امام ابوالحسن علی بن ملاعب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ غوث پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ سے راستے ہی میں ملاقات ہوگئی لوگ اپنے مسائل ومشکلات عرض کرنے لگے ان لوگوں میں ایک نوجوان تھا جو بری عادات رکھتا تھا، اکثر ناپاک رہتا، بول وبراز کے بعد استنجاء تک نہ کرتا۔ تمام لوگ آپ سے مصافحہ کرتے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے، جب وہ لڑکا مصافحہ کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے اپنا ہاتھ اپنی آستین میں کر لیا اور اس کو ایک نظر دیکھا تو وہ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا، جب ہوش آیا تو اس کی دنیا ہی بدل گئی اسی وقت چہرے پہ داڑھی ظاہر ہوگئی اور اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور نیک وصالح ہوگیا۔ (قلائد الجواہر)

مادرش حسینی نسب است و پدر او
از اولاد حسن یعنی کریم الابوین است

(صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی)

غوث پاک کی نگاہ ودعا کا اثر بیان کرتے ہوئے شیخ ابوالمظفر اسماعیل بن علی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ میرے باغ میں تشریف لائے آپ نے وضو فرما کر نماز ادا کی تو تمام خشک درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ کھجور کے درختوں پہ پھل لگ گیا حالانکہ کھجور کا موسم نہ تھا آپ نے کچھ کھجوریں کھا کر دعا فرمائی بارک اللہ لک فی ارضک ودرھمک وصاعک

وضرعک ۔ اللہ تعالیٰ تیری زمین، درہم، صاع اور جانوروں میں برکت دے، شیخ کہتے ہیں آپ کی دعا کی برکت سے میرے باغ کی آمدنی پہلے سے کئی گنا زیادہ ہوگئی، ایک درہم خرچ کرتا تو کئی درہموں کا نفع ہوتا، اگر کسی مکاں میں سو بوری گندم رکھ کر پچاس بوری راہ خدا میں خرچ کرتا اور گھر میں بھی استعمال کرتا رہتا مگر جب دیکھتا تو سو بوری موجود ہوتی اور جانور اتنے ہو گئے کہ گنتی وشمار میں نہ آتے۔ والحالة هذه الى الان ببركة دعوته اور آپ کی نگاہ و دعا سے آج تک یہی حالت ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

صور پھونکا تو نے جس کی جان میں
ہو گیا بس ہو گیا اک آن میں

(۱۷) شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ (جن کے مرتبے اور مقام کو اشرف المواعظ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی تسلیم کیا کہ آپ نے اپنے مرید کو جو حج پہ جارہا تھا فرمایا میرا سلام بارگاہ نبوت میں عرض کردینا جب مرید نے جاکر سلام عرض کیا تو روضہ پاک سے جواب آیا اپنے پیر کو ہمارا بھی سلام کہنا۔ الخ) فرماتے ہیں ایک بے اولاد شخص نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بیٹے کے لیے دعا کی درخواست کی! آپ نے فرمایا طلبت من الله ان يعطيك ما تريد ۔ اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے میں نے بیٹا مانگ لیا ہے۔ جب وقت آیا تو لڑکی پیدا ہوگئی، وہ لڑکی لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا كلامنا على ولد ذكر وهذه بنت ۔ حضور! آپ نے تو لڑکے کی خوشخبری سنائی تھی مگر یہ تو لڑکی ہے۔ فرمایا اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے جا اور پھر شان خداوندی دیکھ لینا۔

فلفها واخذها الى البيت فاذا هى ولد ذكر بقدر الله تعالىٰ.
گھر جا کر دیکھا تو خدا کی قدرت سے لڑکا تھا۔

(سفینۃ الاولیاء، تفریح الخاطر، تحفہ قادریہ)

؎ غوث اعظم محمد کا محبوب ہے
غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے
غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے

حدیث قدسی ہے لئن سالنی لا عطینه۔ (بخاری شریف، مشکوۃ المصابیح)
اگر میرا بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور بالضرور اسکو عطا فرماتا ہوں تھانوی صاحب "التذکیر جلد ۳ صفحہ ۹۴" یہ لکھتے ہیں می دھد یزداں مراد متقی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی مراد پوری فرماتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کے منہ سے وہی نکلتا ہے جو ہونے والا ہوتا ہے۔ (دعوات عبدیت صفحہ ۱۲، جلد ۳۔ دعا نمبر ۶)
مزید لکھا کہ بزرگوں کی توجہ سے انکار نہیں ان کی توجہ سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے

؎ بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ گردد ورق

(دعوات عبدیت، منصب امامت از اسماعیل دہلوی)
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ (جن کے متعلق اخبار اہل حدیث دہلی نے لکھا کہ آپ سردار اہل توحید، پختہ اہل حدیث اور صاحب تحقیق تھے۔ ستمبر ۱۹۵۴ء)
فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
کارپاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے خود لکھا کہ میں بھی ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا (تفصیلی واقعہ کے لیے دیکھئے اضافات یومیہ جلد ۵ صفحہ ۲۱، اشرف السوانح، حیات اشرف۔ از مولوی غلام محمد شاگرد خاص سلیمان ندوی)

(۱۸) حضرت غوث پاک کے زمانہ میں ایک ولی اللہ کی ولایت سلب ہوگئی اس نے تین سو ساٹھ اولیاء اللہ سے دعا کرائی مگر اس کا نام لوح محفوظ میں بدبختوں کی فہرست سے نہ نکل سکا، ہر کوئی اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا، اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا آخر قدرت نے اس کو غوث اعظم کی طرف متوجہ کیا:

فتوجه الی باب سلطان الاولیاء.

آپ نے فرمایا اگرچہ تو مردود ہو چکا ہے مگر میں اللہ کی بارگاہ سے مردود کو محبوب بنانے کا اذن رکھتا ہوں آپ نے یہ دعا کی **یارب انت قادر ان تجعل المردود مقبولا والمقبول مردود** ۔ اے اللہ! تو قادر ہے کہ مردود کو مقبول بنا دے اور مقبول کو مردود کر دے۔ اللہ کی بارگاہ سے ندا آئی اے عبدالقادر! تو جانتا نہیں کہ اس کے بارے میں تین سو ساٹھ اولیاء دعا کر چکے ہیں مگر میں نے ان کی سفارش قبول نہیں کی۔ عرض کیا اے اللہ! اگر تیری منشاء یہی ہے کہ یہ مردود ہی رہے تو تو نے اس کے مقبول ہونے کی مجھ سے دعا کیوں کرائی؟

فجاءه الخطاب فوضت امره الیک افعل ماترید فمقبولک مقبولی ومردودک مردودی.

ندا آئی! اے عبدالقادر اس کا معاملہ میں نے تیرے حوالے کر دیا ہے اس کو جو چاہو بنا دو پس تیرا مقبول میرا مقبول ہے اور تیرا رد کیا ہوا میری بارگاہ سے مردود ہے۔

انی اعطینک تصرف العزل والنصب.

میں نے تمہیں مقبول ومردود بنانے کا اختیار دے دیا ہے۔

ازاں بعد آپ نے اس کو چہرہ دھونے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام بدبختوں کی فہرستوں سے نکال کر نیک بختوں کی فہرست میں لکھ دیا۔

(ملفوظ الغیاثیہ بتفریح الخاطر)

مجھے اپنے در پر بلا غوث اعظم
جمال منور دکھا غوث اعظم
میں ہوں مبتلائے بلا غوث اعظم
مجھے قید غم سے چھڑا غوث اعظم
شراب محبت پلا غوث اعظم
مجھے مست و بے خود بنا غوث اعظم
دِکھا کر تو آئینۂ رُخ کا اپنے
مجھے محو حیرت بنا غوث اعظم
پلا ساغرِ عشق تو مجھ کو ایسا
کہ تیرا رہوں مبتلا غوث اعظم
شرف مجھ کو حاصل ہو دیدار حق کا
جو پاؤں میں تیری لِقا غوث اعظم
تصور سے تیرے نہ کیوں دل ہو روشن
تو ہے نور ذاتِ خدا غوث اعظم
اُتر آئے اس خانہ دل میں گر تو
تو ہو جاؤں میں باخدا غوث اعظم
یہ ناچیز دل میرا ہو تجھ پہ قرباں
ہو جاؤں میں تجھ پہ فدا غوث اعظم
تو چاہے تو پہنچائے دم میں خدا تک
تو ہے قدرت کبریا غوث اعظم
تو ہے مظہر ہمت مصطفائی

تو ہے قوت مرتضیٰ غوث اعظم
تیرا عشق عشق حبیب خدا ہے
رضا تیری حق کی رضا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

(۱۹) ایک عورت حضرت غوث پاک (رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی، غوث پاک نے مراقبہ فرما کر لوح محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو اس عورت کی قسمت میں اولاد نہ تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس عورت کے لیے دو بیٹوں کی دعا کر دی، ندا آئی کہ اس کی قسمت میں تو ایک بیٹا بھی نہیں اور آپ دو کی دعا کر رہے ہیں، آپ نے تین بیٹوں کی دعا کر دی تو پھر وہی جوب آیا آپ نے یکے بعد دیگرے چار، پانچ، چھ، اور سات بیٹوں کی دعا کر دی، ندا آئی، بس بس، اے غوث پاک اتنا ہی کافی ہے۔ چنانچہ اس عورت کو سات بیٹے عطا ہوئے۔ (تفریح الخاطر)

خدا کے عشق میں سرشار یا محبوب سبحانی
ہے تم پر رحمت غفار یا محبوب سبحانی
منور ہو میرا گھر بار یا محبوب سبحانی
میسر ہو ہمیں دیدار یا محبوب سبحانی
گلِ باغ حسن ہو ثمرۂ نخلِ حسینی ہو
علی کے ہو دُرِ شہسوار یا محبوب سبحانی
تمہارے رتبۂ عالی کی کیا تعریف لکھوں میں
مدح خواں سارے ہیں ابرار یا محبوب سبحانی

(۲۰) شیخ عبداللہ محمد بن ابو الغنائم الحسینی کا بیان ہے کہ ماہ محرم الحرام ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ آپ کے مسافر خانے میں ایک دن تقریباً سو افراد زیارت کے لیے حاضر ہوئے، آپ جلدی جلدی اپنے دولت کدے سے تشریف لائے اور چار

پانچ دفعہ فرمایا دوڑو اور میرے پاس آجاؤ! تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ مسافر خانہ کی چھت گر گئی اور سارے لوگ محفوظ رہے۔ (قلائد الجواہر)

حدیث شریف میں ہے:

اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ

مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(ترمذی شریف صفحہ ۴۰، جلد ۲)

مومنا ینظر بنور اللہ شدی
از خطا و سہو ایمن آمدی
لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
حال تو دانند یک یک موبمو
زانکہ پُر ہستند از اسرار ہو

قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غوث اعظم کی شان و عظمت یہ تھی۔

وهو المقرب والمكاشفة جهرةً
بغيوب اسرارٍ وسرّ ضمائر

آپ بارگاہ الٰہی میں مقرب تھے اور آپ پر عالم غیب سے پوشیدہ راز ظاہر ہوتے تھے۔

(مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۱ جلد ۲ میں) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية خرجت واتصلت بالملاء الاعلى ولم يبق له حجاب فترى الكل كالمشاهد.

نفوس قدسیہ جب جسمانی علائق سے پاک ہوجاتے ہیں تو ترقی کر کے ملاء

اعلی سے مل جاتے ہیں، تمام پردے اٹھ جاتے ہیں اور ہر شے کو اہل اللہ ایسے دیکھتے ہیں جیسے سامنے ہو۔
غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا
کخردلة علی حکم اتصال

میں اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے رائی کا دانہ۔ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے شیخ علی الخواص کا قول نقل فرمایا ہے کہ "ہمارے نزدیک مرد کامل وہ ہوتا ہے جو مرید کی روز میثاق سے لے کر جنت و دوزخ میں جانے تک تمام حرکات جان لیتا ہے۔ (کبریت احمر بر حاشیہ الیواقیت والجواہر)
بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر میں تمام زمین دستر خوان کی طرح ہے جب کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہم کہتے ہیں نہیں بلکہ ناخن کی طرح۔ (نفحات الانس فارسی)
شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "اولیاء اللہ کو لوگوں کے دلوں کے حالات اور آئندہ ہونے والے واقعات معلوم ہو جاتے ہیں"۔ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۵۶)
جب کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول است۔
لوح محفوظ پہ اولیاء اللہ کا مطلع ہونا بعض اولیاء سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔
(تفسیر عزیزی سورہ جن)
اس ضمن میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامتوں کا ایک انبار ہے جن میں سے بعض کو اشارۃً بیان کیا جاتا ہے۔
آپ نے خضر الحسینی کو فرمایا تم موصل جاؤ گے وہاں تمہارے ہاں اولاد ہو گی، پہلا لڑکا ہو گا، جس کا نام محمد ہو گا جس کو بغداد شریف کا ایک نابینا علی نامی شخص

چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ کرا دے گا اور تم چورانوے سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر میں اربل شہر کے اندر انتقال کرو گے جب کہ مرتے دم تک تمہاری سماعت، بصارت اور اعضاء کی قوت سلامت رہے گی۔ چنانچہ خضر حسینی کے صاحبزادے ابو عبداللہ محمد فرماتے ہیں جیسے غوث پاک نے فرمایا من وعن ایسا ہی ہوا۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

غوث پاک ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالوہاب فرماتے ہیں ہم آپ کے پاس بیٹھ کر رونے لگے تو آپ نے فرمایا:

فانی لا اموت ان یحیٰ فی ظهری لا بدان یخرج الی الدنیا.

ابھی مجھے موت نہ آئے گی کیونکہ میری پشت میں یحییٰ نامی میرا بیٹا ہے جو ضرور پیدا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص آپ کی مجلس وعظ کے قریب سے گزرا اور اس کے دل میں خیال کہ آیا اس عجمی کا کلام سنتے ہیں۔ جب مجلس میں گیا تو آپ نے اپنا موضوع چھوڑ کر فرمایا:

یا اعمی العین و القلب ما تصنع بکلام هذا العجمی.

اے آنکھ اور دل کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا۔ یہ سن کر وہ ضبط نہ کر سکا اور تائب ہو کر آپ سے خرقہ طلب کیا، آپ نے عطا فرما دیا اور فرمایا! اگر اللہ تیری عاقبت کی مجھے اطلاع نہ دیتا تو تو گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔ (قلائد الجواہر)

☆ عبداللہ ذیال فرماتے ہیں کہ میں آپ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ آپ عصا لے کر تشریف لائے میرے دل میں خیال آیا کہ کاش! آپ کے عصا کی کوئی کرامت دیکھوں آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور عصا زمین میں گاڑا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور گھنٹہ بھر چمکتا رہا، اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی گئی یہاں تک کہ ساری جگہ نور علیٰ نور ہو گئی پھر آپ نے عصا نکال لیا اور فرمایا اے ذیال! یہی چاہا تھا ناں تو نے؟ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

☆ ایک چھوٹے قد کے خادم خاص کو غوث پاک محمد طویل (لمبا) کہہ کر پکارتے ایک دن انہوں نے عرض کیا حضور! میں تو سب سے چھوٹے قد کا ہوں پھر طویل کہنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اس لیے کہ تمہاری عمر لمبی ہوگی اور تم لمبے سفر کرو گے۔ چنانچہ ان کی ایک سو پینتیس سال کی عمر ہوئی اور دور دراز کے ملکوں کا کوہ قاف تک سفر کیا۔ (بہجۃ الاسرار)

☆ شیخ محمد بن الخضر فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک مرتبہ مجھے شوق پیدا ہوا کہ شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کروں۔ آپ نے فرمایا! لو کرلو زیارت۔ میں نے آپ کی آستین کی طرف دیکھا تو شیخ احمد رفاعی کو بنفس نفیس جلوہ گر پایا جو مجھے فرما رہے ہیں! اے محمد بن خضر! جب غوث اعظم کی زیارت کر رہے ہو تو میری زیارت کی تمنا کیسی؟ پھر میں ایک دن شیخ رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا **الم تکفک الاولی** ۔کیا پہلی زیارت کافی نہ تھی؟ (قلائد الجواہر)

☆ شیخ ابو محمد الجونی فرماتے ہیں ایک دن میں اور میرے گھر والے کئی دنوں سے بھوکے تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

یا جونی الجوع خزانۃ من خزائن الحق.

اے جونی بھوک تو اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (جو اللہ اپنے محبوبوں کو ہی عطا فرماتا ہے)۔ (قلائد الجواہر)

☆ آپ کے ایک عقیدت مند شتربان (ابوبکر التیمی) فرماتے ہیں کہ مجھے مکہ شریف ایک شخص کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا وہ شخص قریب المرگ ہو گیا تو مجھے اس نے ایک چادر اور دس دینار دیئے کہ یہ غوث پاک کی خدمت میں پیش کر دینا اور ان سے نظر کرم کی درخواست کرنا، میں بغداد واپس آیا تو لالچ میں پڑ کر دونوں چیزیں پاس رکھ لیں، ایک دن راستے میں آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا:

لا جل عشرۃ دنانیر ما خفت اللہ و امانۃ ذلک العجمی وقا طعتی.

دس دینار کے لیے بھی تجھے خدا کا خوف نہ آیا اور اس عجمی کی (میری) امانت مار کر مقاطعہ کر بیٹھا۔ بس یہ سننا تھا کہ میں غش کھا کر گر پڑا اور ہوش آنے پر گھر گیا اور آپ کی امانت پیش کر دی۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص نے آپ کے مدرسہ میں آپ کے پیچھے بے خیالی میں بے وضو نماز ادا کر لی تو آپ نے نماز کے بعد فرمایا تم اس قدر بھول جاتے ہو کہ بے وضو نماز پڑھ لیتے ہو! وہ سخت متعجب ہوا۔

من كونه علما من حالي ما خفي عني وخبرني به.

کہ آپ کو میرے مخفی حال کا بھی علم ہو گیا اور مجھے بتا بھی دیا۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص کے دل میں کھجوریں کھانے کی خواہش ہوئی تو آپ نے فوراً الماری سے پانچ کھجوریں نکال کر اس کو عطا کر دیں۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص کو آپ نے فرمایا تم ضرور بادشاہوں کے دستر خوان پر بیٹھو گے چنانچہ بغداد سے حران تک سلطان نور الدین شہید نے اس کو اپنا خاص مصاحب بنالیا اس طرح غوث پاک کا فرمان پورا ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

(۲۱) شیخ علی بن الہیتی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور شیخ بقا حضرت غوث اعظم رضی اللہ کے ساتھ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی قبر پر حاضر ہوئے تو امام احمد بن حنبل نے قبر سے باہر نکل کر آپ کو سینے سے لگایا اور کہا۔ اے شیخ میں علم شریعت وحقیقت وحال میں آپ کا محتاج ہوں۔ (قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، سفینۃ الاولیاء)

☆ شیخ علی بن الہیتی ہی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ (مستجاب الدعوات بزرگ، جن کی قبر پر مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ لوگ آپ کی قبر پہ حاضر ہو کر بارش کی دعا کرتے تو بارش فوراً شروع ہو جاتی، آپ کا انتقال ۲۰۰ھ میں ہوا) کے مزار پہ حاضر ہوا تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے یوں سلام کہا السلام علیک یا شیخ معروف عبرتنا بدرجة۔ آپ پر سلام ہو اے شیخ معروف آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں۔ جب دوسری بار آپ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے

مزار پر تشریف لے گئے تو سلام ان لفظوں میں کہا السلام علیک یا شیخ معروف عبرناک بدر جتین ۔اے شیخ معروف آپ پر سلام ہو،ہم آپ سے دودر جے آگے ہیں۔قبر سے جوب آیاو علیک السلام یا سید اہل زمانہ۔وعلیکم السلام! آپ تو سب جہاں والوں کے سردار ہیں۔

(بہجۃ الاسرار،قلائدالجواہر،تحفہ قادریہ)

جمال الاولیاء میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کرنے کی کرامات سے زیادہ مردوں کا بات چیت کرنے والی کرامات واقع ہوئی ہیں۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۲۳)

تساں باجھوں سنے کہڑا میری فریاد یا میراں
علی دے واسطے کرنا میری امداد یا میراں
میری آساں دے بوٹے تے پہرہ اے خزاواں دا
بہاراں نوں حکم دے کے کرد آباد یا میراں
زمانے وچہ قسم رب دی ہے جس دربار تے تکیا
سداشیاں کرم تیرے داوجدا نادیا میراں
حسن دیا پاک فرزندا نبی دیا خاص دل بندا
تیرا دشمن نہیں ہو سکدا! کدی وی شادیا میراں
تیرا فرمان زندہ اے لحد والے وی من دے نے
لحد چوں اٹھ کے کردے نیں اوہ تینوں یاد یا میراں
زبان تیری چوں جو نکلے اٹل قانون بن جاوے
ہے طوفاناں لئی تیری دعا فولاد یا میراں
کدھر ناصر نوں سد کے تے کرم دی بھیک دے سوہنیا
سدا وسدا رہوے تیرا شہر بغداد یا میراں

سیدنا حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں انور فیروز پوری کا غیر مطبوعہ کلام کسی دوست سے حاصل ہوا قارئین کے ذوق کی تسکین کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

جنابِ غوث کے گھر میں جسے پناہ ملے
وہ چور ہو تو اسے فقر کی کُلاہ ملے
ملا نہ آپ سا ولیوں کا پیشوا نہ ملا
جہاں میں یوں تو بہت عارفِ الٰہ ملے
گواہی جس نے بھی دی آپ کی گواہی دی
کہ اولیاء جو ملے آپ کے گواہ ملے
حضور ان کے سلاطیں کو سرنگوں دیکھا
جہاں حضور کے خُدّامِ کج کلاہ ملے
خدائی جن کی گدائی پہ ناز کرتی ہے
کچھ ایسے آپ کے منگتوں میں بادشاہ ملے
بھٹک گیا جو کوئی منزلِ طریقت میں
اسے حضور باندازِ خضرِ راہ ملے
ہر آستاں میں کمالِ خدا نظر آیا
ولی حیات ملے جو بہ خانقاہ ملے
خدا کا شکر مجھے مل گئے شہِ جیلاں
یہ جستجو تھی کوئی صاحب نگاہ ملے
اُسے جہان میں لینا ہے اور کیا انور
جسے حسینی و حسنی کی بارگاہ ملے

(انور فیروز پوری کا غیر مطبوعہ منظوم کلام)

☆ قلائد الجواہر میں ہے کہ جب آپ کی خطابت کا طوطی چار دانگ عالم میں بولنے لگا تو حضرت خضر علیہ السلام آپ کے امتحان کے لیے آئے جیسے کہ دیگر اولیاء اللہ کا امتحان لیتے تھے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اے حضرت خضر! آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا اے موسیٰ! الن تسطیع معی صبرا۔ آپ میرے ساتھ نہ چل سکیں گے۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہ چل سکیں گے کیونکہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں اور اگر آپ اصرار کرتے ہیں کہ ضرور ہی میرے ساتھ چلیں تو میں حاضر ہوں اور آپ بھی موجود ہیں، یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان۔

سر بسر نور خدا ہیں سیدی غوث الانام
نور چشم مصطفیٰ ہیں سیدی غوث الانام
محو ذات کبریا ہیں سیدی غوث الانام
وقف تسلیم و رضا ہیں سیدی غوث الانام
مقتدائے اولیاء ہیں سیدی غوث الانام
قدوۂ اہل صفا ہیں سیدی غوث الانام
آستانہ غوث کا دارالعطائے خلق ہے
چشمۂ لطف و عطا ہیں سیدی غوث الانام

شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ (آپ وہ بزرگ ہیں کہ اگر کسی پر شیر حملہ کر دے تو آپ کا نام لینے سے شیر الٹے پاؤں بھاگ جائے جب غوث پاک نے قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو انہوں نے ہزاروں کے مجمع میں غوث اعظم کا قدم مبارک پکڑ کر اپنے سر پر رکھ لیا، آپ غوث پاک کے عاشق زار مرید خلیفہ ہیں)۔

(سفینۃ الاولیاء صفحہ ۸۱)

جب غوث پاک کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنے مریدوں کو غسل

کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ آپ کی بارگاہ میں باادب ہو کر جایا کرو اور یہ بات ذہن میں رکھ کر جایا کرو کہ ہم اس کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جا رہے ہیں جس کی غلامی پہ مشائخ کو ناز ہے۔ کیونکہ جو آپ کی اولاد کا بھی گستاخ ہوا اس کی جڑ کٹ گئی اور یہ آیت اس پر صادق آئی فهل ترىٰ لهم من باقية یعنی ان کا نام ونشان مٹ گیا۔ (قلائد الجواہر)

ایک شخص (ابن یونس وزیر ناصر الدین) نے آپ کی اولاد کو ایذاء پہنچائی تو اس کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کا خاندان تباہ ہو گیا۔ ومات اقبح موته۔ ذلت کی موت مرا۔
(قلائد الجواہر)

آپ کا اپنا ارشاد گرامی ہے

ونحن لمن قد ساءنا سم قاتل
فمن لم يصدق فليجرب ويعتدی

جو ہمیں ستائے ہم اس کے لیے سُم قاتل ہیں، جس کو یقین نہ آئے وہ آزما کر دیکھ لے۔

سرکار کو ولیوں کا ولی کہتے ہیں
سبط نبی، نائب علی، کہتے ہیں
سب غوثوں میں وہ غوث جلی ہیں انور
سب غوث انہیں غوثِ جلی کہتے ہیں
مخلوق پہ ہر ایک ولی کا سایہ
ولیوں پہ مرے غوثِ جلی کا سایہ
سائے میں نبی کے ہیں مرے پیارے علی
اور غوثِ جلی پر ہے علی کا سایہ
(غیر مطبوعہ کلام انور فیروز پوری)

حضرت غوث پاک کی کرامات تو بے شمار ہیں چنانچہ علی بن ابی نصر الہیتی نے ۵۶۲ ہجری میں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے اہل زمانہ میں کسی کو حضور غوثیت مآب سے بڑھ

کر صاحب کرامات نہیں دیکھا، جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامات دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا، اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی تھی، اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی۔

شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی کا قول ہے، کہ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں سلک مروارید کی مثل تھی، جس میں یکے بعد دیگرے لگاتار موتی ہوں، اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا تو دیکھ لیتا۔

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے، کہ جس قدر تواتر کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات منقول ہیں اور کسی ولی کی نہیں۔
(فوات الوفیات جزو ثانی)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دبستان العارفین میں تحریر فرماتے ہیں، کہ کسی ولی کی کرامتیں بنقل ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت کے ساتھ کہ سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی کرامات پہنچی ہیں۔ (قلائد الجواہر)

آپ کی اکثر کرامات بہجۃ الاسرار میں مذکور ہیں، اور حقیقت میں بہجۃ الاسرار ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس میں آپ کے مفصل جامع ومانع حالات ملتے ہیں۔

بعض لوگوں نے بہجۃ الاسرار پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس میں غلط باتیں درج ہیں، اور حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسے مبالغے کیے گئے ہیں، جو شایان بارگاہ ربوبیت ہیں، اس کا جواب علامہ کاتب چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے، کہ

"اقول ما المبالاات التی عزیت الیہ مما لا یجوز علی مثلہ وقد تتبعتھا فلم اجد فیھا نقلاالا ولہ فیہ متابعون وغالب ما اوردہ فیھا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن وروض الریاحین و شمس الدین الزکی الحلبی ایضافی کتاب الاشراف واعظم شیء نقل عنہ انہ احی الموتیٰ کاحیائہ الدجاجۃ ولعمری ان ھذہ القصہ نقلہ تاج الدین السبکی ونقل ایضا عن ابن الرفاعی وغیرہ وانی لغبی جاھل حاسد

ضیع عمره فی فهم مافی السطور وقنع بذالک عن تزکیة النفس واقبالها علی اللّٰه سبحانه و تعالیٰ ان یفهم ما یعطی اللّٰه سبحانه و تعالیٰ اولیائه من التصرف فی الدنیا الاخرة وبهذا قال الجنید لتصدیق بطر یقتناولایة .

(کشف الظنون عن اسلامی الکتب والفنون)

میں کہتا ہوں، ایسے مبالغات کون سے ہیں جو آپ کی طرف منسوب کردیئے گئے ہیں اور ان کا اطلاق آپ پر جائز نہیں میں نے ہر چند جستجو کی۔ مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے (صاحب بہجۃ الاسرار کی) متابعت نہ کی ہو، ان حالات کا اکثر حصہ جس کو صاحب بہجۃ الاسرار نے ذکر کیا ہے، وہی ہے، جسے امام یافعی نے اسنی المافخر، نشر المحاسن اور روض الریاحین میں اور شمس الدین الزکی الحلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور بڑی سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا، مجھے اپنی حیات کی قسم کہ اس قصہ کو علامہ امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، اور یہ ابن الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے، اسے وہ غبی، جاہل حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے، جس نے اپنی عمر مضامین کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیہ نفس اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسی پر قناعت کی اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی، کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اپنے اولیاء اللہ کو تصرف سے کچھ عطا فرمایا ہے، اس لیے سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے۔

غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح مجدد پاک کے قلم حقیقت رقم سے:

ویسے تو سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تمام قصائد طریقت وانوار معرفت کا گنجینہ ہیں بطور مشتے از خروارے صرف ایک شعر جس کی تشریح حضرت مجدد الف ثانی نے فرمائی لکھا جاتا ہے:

اَفَلَتْ شُمُوسُ الاَوَّلِینَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اس شعر کی شرح باحسن الوجوہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات شریف میں کی ہے، چونکہ ارباب عقیدت کے لیے اس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے، اس لیے بطور اختصار اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے دو راستے ہیں، ایک تو قرب نبوت کا ہے، جو انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب کے ساتھ متعلق ہے، اور دوسرا قرب ولایت کا، تمام اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راستہ سے واصل ہوئے ہیں، راہ سلوک سے مراد یہی راستہ ہے، اس راہ میں توسل اور ذریعہ ثابت ہے، اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور سرگروہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں، اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہیں، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں، جس کسی کو اس راہ سے فیض پہنچتا ہے، انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، کیونکہ آپ ہی اس راستہ کے آخری نقطہ ہیں، اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے

تعلق رکھتا ہے۔

جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا دور ختم ہوا، تو یہ عظیم الشان منصب ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوا، اور ان کے بعد یہی منصب عالی ترتیب وار بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ متعلق ہوا، ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا، انہی بزرگواروں کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہی پہنچتا رہا، اگر چہ وہ اپنے زمانہ کے اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوئے ہوں۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک نوبت آ پہنچی، اور یہ عظیم الشان منصب ان کے سپرد ہوا، مذکورہ بالا بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر دکھائی نہیں پڑتا، اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے وسیلہ سے پہنچتے ہیں کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوا، اسی وجہ سے شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

اَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

یعنی پہلے لوگوں کا آفتاب تو غروب ہو گیا، لیکن ہمارا آفتاب ویسے ہی نصف النہار پر ہے، وہ کبھی غروب نہ ہوگا،

آفتاب سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکورہ کا نہ موجود ہونا ہے، چونکہ حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا، شیخ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا، اور آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا وسیلہ ہوئے، جیسے کہ آپ سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں اور

نیز جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، وہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے توسل اور توسط ہی سے ہے، اس لیے یہ کہنا بالکل درست ہوا، کہ اَفَلَتْ شُمُوسُ الاَوَّلِیْنَ.

سوال: یہ قانون مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب چہارم میں مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں اس طرح لکھا ہے کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض بھی امتوں کو پہنچتا ہے، اس مجدد کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، خواہ وہ اقطاب واوتاد اور ابدال وانجاب وقت ہی کیوں نہ ہوں۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ قدس سرہٗ کا قائم مقام ہے، اور حضرت شیخ کی نیابت اور قائم مقامی سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وابستہ ہے، جیسے کہتے ہیں:

نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ.

کہ چاند کا نور سورج کے نور ہی سے حاصل ہے، لہٰذا دونوں حکموں میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا، انتہیٰ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۳)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا اور جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، فیضان غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے توسل اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

من آدم بہ پیشِ تو سلطانِ عاشقاں
ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے عاشقوں کے سلطان، آپ کی ذات عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے۔

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

دونوں جہان میں آپ کے سوا کون دستگیر ہے، اپنے کرم سے میری بھی دستگیری فرمایئے اے عاشقوں کی جان

از ہر طرف بخاکِ درت سر نہادہ ام
یک لحظہ گوش نہ تو برافغانِ عاشقاں

میں نے ہر طرف سے آپ کے در کی خاک پر سر رکھ دیا ہے، ایک لمحہ کے لیے عاشقوں کی فریاد سن لیجئے

از خنجرِ نگاہِ تو مجروح عالمے
شد نطقِ روح بخش تو درمانِ عاشقاں

آپ کی نگاہ ناز کے خنجر نے عالم کو مجروح کر دیا ہے اور آپ کا کلام مبارک روح افزاء، اور عاشقوں کے درد کا درماں ہے۔

کوئے تو ہست غیرت جنت بصد شرف
حسن و جمالِ روئے تو بستانِ عاشقاں

آپ کا کوچہ مبارک رشک جنت ہے اپنی بزرگی کے لحاظ سے، اور آپ کے رخ انور کا حسن و جمال عاشقوں کا گلزار ہے

صابر بخاک کوئے تو سر بر نہادہ ام

صابر نے اپنا سر آپ کے کوچہ کی خاک پر رکھ دیا ہے

زاں روکہ ہست کوئے تو سامان عاشقاں

کیونکہ آپ کا کوچہ مبارک عاشقوں کا سامان ہے

(حضرت علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ)

غوث پاک کے حنبلی المذہب ہونے کی وجہ:

بعض لوگ چند فقہی مسائل میں غوث پاک کو اپنے موافق پا کر بڑی بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ تو تقلید کو ہی سرے سے شرک کہتے ہیں جب کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ فقہ میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مقلد تھے اور کیوں تھے؟ اس کی وجہ چونکہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے اس لیے لکھ دی ہے۔

تفریح الخاطر میں ہے کہ ایک رات حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دیکھا کہ امام احمد ابن حنبل اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! اپنے پیارے بیٹے محی الدین کو فرمایئے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر! ان کی درخواست پوری کرو، تب آپ نے ارشاد نبوی پر عمل کرتے ہوئے ان کی التماس قبول کی۔ اور فجر کی نماز حنبلی مصلے پر پڑھائی۔ ایک مرتبہ حضور غوث اعظم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر گئے تو امام صاحب قبر سے نکلے اور ایک قمیص عنایت کی اور آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا اے عبدالقادر! بے شک میں علم شریعت وحقیقت علم حال وفعل حال میں تم سے احتیاج رکھتا ہوں۔ پھر ایک روز امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے روحانی طور پر ملاقات کی اور حنبلی مذہب اختیار کرنے اور حنفی مذہب اختیار نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ حنبلی مذہب مقلدین کی کمی کے باعث ضعیف ہو چکا تھا۔ دوسرے یہ کہ امام احمد بن حنبل مسکین ہیں میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ سے مسکینی طلب کی تھی اور دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ اور اسی حالت میں مار اور قیامت کے روز مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے طریقت میں امام ہیں لہٰذا یہ کہنا کچھ وزن نہیں رکھتا کہ غوث پاک تو رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ کے قائل تھے تم کیوں نہیں ہو؟

ویسے چاروں آئمہ فقہ اہل سنت ہیں عقائد میں متفق ہیں اختلاف فقہی ہے جس کے بارے فرمایا گیا اختلاف امتی رحمۃ ۔ میری امت کا اختلاف رحمت ہے جیسے قرأت میں اختلاف کی وجہ سے قرآن پڑھنے والوں کو بہت سی سہولتیں مل گئیں ۔ اسی طرح فقہی اختلافات کی وجہ سے دین کے علمی گوشوں پہ عمل کرنا آسان ہو گیا اور اگر عقیدے کی بات پوچھتے ہو تو سارے بدعقیدہ لوگ غوث اعظم کے ایک ہی شعر میں خس و خاک کی طرح بہہ جائیں

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال

بسم اللہ! تشریف لایئے اور نبیوں کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ ماننے کے عقیدہ سے توبہ کر کے ولیوں کے سردار کے لیے روئے زمین کی ہر چیز رائی کے دانے کے برابر ہر وقت نگاہ میں ہونا تسلیم کیجیے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ہر ولی کی گردن پہ تیرا قدم
میرے غوث الوریٰ تیری کیا بات ہے
اڑ رہا ہے پھریرا ترا عرش پر
نائب مصطفیٰ تیری کیا بات ہے
تیرے در کی جسے بھی گدائی ملی
دو جہاں کی اُسے بادشاہی ملی
یوں سمجھ لو خدا کی خدائی ملی
شہنشاہ ولا تیری کیا بات ہے
تیرے در پہ اگر کوئی راہزن گیا
وہ بھی کامل ولی راہنما بن گئے
تیرے ہوتے ہوئے مجھ کو مشکل ہی کیا
میرے مشکل کشا تیری کیا بات ہے

تو حسن ابن حیدر کا دل چین ہے
ہر زمانے میں تو غوث الثقلین ہے
طالبوں کے لیے قرۃ العین ہے
میرے حاجت روا تیری کیا بات ہے
جس کی حد ہی نہیں تو وہ شہباز ہے
عرش اعظم تلک تیری پرواز ہے
تو میرا سوز ہے تو میرا ساز ہے
اے میرے دلربا تیری کیا بات ہے
تو نے مُردوں کو زندہ کیا باخدا
تو نے مُردہ دلوں کو ہے بخشی ضیاء
تیرا اصغر بھی ہے تیرے در کا گدا
اے میرے پیشوا تیری کیا بات ہے

کرامت کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ:

اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا، کتاب اللہ، احادیث صحیحہ، واقعات صحابہ اور اجماع اہل سنت وجماعت سے ثابت ہے۔

کتاب اللہ سے ثبوت:

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کرامات اولیاء کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے چند ایک اجمالاً درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) سورۂ آل عمران میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ.

یعنی جب کبھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے، اور یوں فرماتے کہ اے مریم علیہا السلام! یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں۔ وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے،

اہل تفسیر لکھتے ہیں، کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس گرمیوں کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھے جاتے تھے، اور حضرت مریم علیہا السلام نبیہ نہ تھیں، لہٰذا یہ آیت کرامات اولیاء اللہ کے منکرین پر قوی حجت ہے۔

(۲) دوسری جگہ سورۃ النمل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا کی کرامت کی خبر دی ہے وہ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ بلقیس کے تخت کو اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل لا کر حاضر کیا جائے، اور مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی، کہ آصف کی عظمت و بزرگی اور شرافت و کرامت لوگوں پر ظاہر کرے، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دربار کو مخاطب کر کے کہا، کہ:

اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ.

تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں، حاضر کرے؟

تو ایک قوی ہیکل جن نے جواباً عرض کیا، کہ

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ

میں اس کو آپ کی خدمت میں قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں، حاضر کر دوں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، کہ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں، اس پر آصف بن برخیا نے کہا کہ

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ

میں اس کو آپ کے پاس آپ کے چشم زدن سے قبل لا سکتا ہوں

اس بات سے نہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام نے کچھ انکار کیا، اور نہ ہی آصف نے اس کو محال سمجھا، لہٰذا یہ آصف کی کرامت تھی، معجزہ تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ آصف پیغمبر نہ تھا، یہ بھی منکرین کرامت پر حجت ہے،

(۳) تیسری جگہ سورہ الکہف اصحاب کہف کا قصہ، کتے کا ان سے باتیں کرنا ان کا تین سو نو برس تک غار میں سوتے رہنا، اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ بڑے زور سے مذکور ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، کہ:

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ

اور ہم ان کو کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف کروٹ دے دیتے تھے، اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔

اس سے اگلے رکوع میں ہے:

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝

اور وہ لوگ غار میں تین سو نو برس تک رہے،

یہ سب کرامات ہیں، اور منکرین پر حجت ہیں۔

احادیث سے ثبوت:

علاوہ ازیں احادیث سے تو بہت کثرت کے ساتھ ثبوت ملتا ہے، چنانچہ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حدیث میں یوں آیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے لوگوں کے عجائبات میں سے کچھ بیان فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ تین آدمی جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں انہیں بارش نے آگھیرا، بارش سے بچنے کی غرض سے وہ پہاڑ کے اندر ایک غار میں جا چھپے، اتنے میں ایک بڑا بھاری پتھر پہاڑ سے غار کے آگے گرا، جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا، انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو کہا، کہ بھائی اپنے اپنے ان

اعمال کا جو ریا سے بالکل پاک اور مبرا ہوں، وسیلہ پکڑ کر خدائے تعالیٰ سے التجا کرو، کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے۔

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے ماں اور باپ دونوں بہت بوڑھے اور ضعیف تھے، اور میرے ننھے ننھے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، تاکہ ان کا دودھ انہیں پلایا کروں، دن بھر بکریاں چرانے کے بعد میں شام کو ان کے پاس جاتا، دودھ دوہتا، پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا، اتفاقاً ایک دن میں بکریوں کو چرانے کے لیے دور لے گیا، جب گھر واپس آیا، تو شام ہو چکی تھی، میرے والدین سو رہے تھے، میں حسب معمول دودھ دوہ کر ایک برتن میں ان کے پاس لایا، اور ان کے سر کے پاس کھڑا رہا، میں نے ان کو بیدار کرنا پسند نہ کیا باوجود اس امر کے کہ بچے میرے پاس کھڑے بھوک کے مارے روتے اور چلاتے تھے، لیکن میں نے اس بات کو بھی برا جانا، کہ ان سے پہلے اپنی اولاد کو دودھ پلاؤں میں اسی حالت میں کھڑا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پس اے مولا!! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضاء کا طالب ہو کر کیا تھا، تو اس غار کے منہ سے پتھر کو اس قدر ہٹادے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی اور پتھر کو اس قدر ہٹادیا کہ آسمان انہیں دکھائی دینے لگ گیا۔

اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا: اے مولا! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس کی محبت میں از حد مبتلا تھا، میں نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کی خواہش کی، اور کسی شخص کو اسے بلانے کی غرض سے بھیجا لڑکی نے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ اسے کہہ دو کہ پہلے سو دینار لائے، چنانچہ میں نے کسب و کار کر کے سو دینار جمع کیے، اور وہ اس کے پاس لے گیا، پس جب میں نیت فاسدہ سے اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا، تو اس نے کہا، کہ اے خدا کے بندے اللہ سے ڈر، اور میری مہر امانت کو نہ کھول، چنانچہ میں ان الفاظ سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اے رب العالمین! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے

صرف تیری رضامندی کو حاصل کرنے کے لیے کیا تھا، تو اس غار کے منہ کو اور کشادہ فرما دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا،

اس کے بعد تیسرے نے کہا، اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو چاولوں کی ایک معین مقدار دینے کا وعدہ کر کے مزدوری پر لگایا تھا، جب وہ مزدور اپنا کام ختم کر چکا، تو اس نے کہا کہ مجھے میرا حق دے دو، میں نے اس کا حق اسے پیش کیا، مگر وہ چھوڑ کر چلا گیا، میں ہمیشہ ان چاولوں سے زراعت کرتا رہا چنانچہ میں نے ان چاولوں کی آمدنی سے بیل خریدے، بعد ازاں ان کے چرانے کے لیے آدمی بھی حاصل کیے، ایک مدت بعد وہ شخص میرے پاس آیا، اور کہنے لگا، خدا سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر، مجھے میرا حق دے دے، میں نے کہا، جا وہ بیل اور ان کے چرانے والے ہیں، انہیں لے لے، یہ سب تیرا حق ہے، مزدور نے کہا، کہ خدا سے خوف کر، اور مجھ سے ہنسی نہ کر، میں نے جواب دیا کہ میں ہرگز تمسخر نہیں کرتا، یہ سب بیل اور ان کے چرانے والے تیرے ہی ہیں، چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا، پس اے خدا!! اگر تیرے علم میں میں نے یہ کام تیری خوشنودی کا طالب ہو کر خالص تیرے ہی لیے کیا تھا، تو تو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دے، چنانچہ اس کی التجا کو بارہ خداوندی نے شرف قبولیت بخشا، اور غار کا منہ کھل گیا، اور انہوں نے اس ناگہانی مصیبت سے نجات پائی، یہ واقعہ بھی خرق عادات اور کرامت تھا، کیونکہ وہ تینوں آدمی نبی نہ تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) دوسری حدیث جریج راہب کی ہے، جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب (درویش) تھا، جس کا نام جریج تھا، یہ شخص نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور عابد تھا، اس کی ماں پردہ نشیں تھی وہ ایک دن اپنے فرزند کے دیکھنے کو آئی، چونکہ اس وقت وہ نماز میں مشغول تھا، اس لیے اس نے اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا، وہ لوٹ گئی دوسرے اور تیسرے دن بھی آئی اور بے نیل مرام واپس

گئی، آخر ماں نے تنگدل ہو کر کہا، کہ خدایا! میرے بیٹے کو بری عورت کے ذریعے رسوا کر، اور میرے حق کے سبب اس کو پکڑ، اس زمانہ میں ایک بدخو عورت تھی، اس نے کہا کہ میں جریج کو گمراہ کردوں گی، چنانچہ اسی غرض اس کے حجرہ میں گئی، جریج نے ادھر توجہ نہ کی، پھر راستہ میں اس نے ایک چرواہے کے ساتھ صحبت کی، اور حاملہ ہوگئی، جب شہر میں آئی اور کہنے لگی، کہ یہ جریج کا حمل ہے، جب اس نے بچہ جنا لوگوں نے جریج کے عبادت خانہ کا قصد کیا اور اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے، جریج نے کہا، اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے کہا میری ماں نے تم پر افتراء کیا ہے، میرا باپ تو چرواہا ہے (بخاری شریف) یہ حدیث بھی منکرین کرامت پر قوی حجت ہے۔

واقعات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

اس کے علاوہ واقعات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، چنانچہ چند ایک ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو ارشاد فرمایا تھا، کہ بیٹا! اگر کسی دن عرب میں اختلاف پڑ جائے تو پھر تم اس غار میں چلے جانا جس میں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے اور وہیں رہنا۔ بے شک تم کو صبح وشام وہیں رزق آیا کرے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ تم کو صبح وشام وہیں رزق آیا کرے گا، کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۲) امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم کیا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو اس دروازہ کے سامنے لانا، جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے، پھر اس کو کھٹکھٹانا، اگر وہ تمہارے لیے کھول دیا

گیا تو مجھ کو وہاں دفن کرنا (ورنہ نہیں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا جنازہ لے کر ہم روضہ انور پر حاضر ہو گئے اور جا کر دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے کہا، یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونا چاہتے ہیں، معاویہ کہتے ہیں دروازہ خود بخود کھل گیا، ہمیں معلوم نہیں کہ کس نے دروازہ کھولا پھر ہم سے کسی نے یہ بھی کہا کہ ان کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کر دو، یہ آواز بے شک ہم نے سنی، مگر اندر کوئی شخص دکھائی نہ دیا ایک روایت میں ہے کہ قبر انور سے آواز آئی اوصلوا الحبیب الی الحبیب۔ محبوب کو محبوب سے ملا دو کیونکہ محبوب (نبی ﷺ) اپنے محبوب (صدیق رضی اللہ عنہ) کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

(۳) اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں مسجد نبوی کے منبر پہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہاں زور سے چلا اٹھے یا ساریۃ الجبل الجبل!! اے ساریہ! پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ کی طرف دیکھو، جو لوگ مسجد میں تھے، اور خطبہ سن رہے تھے، متحیر ہو گئے، لیکن ساریہ نے جو صدہا کوس کے فاصلہ پر دشمنوں سے معرکہ دار و گیر میں مشغول تھے۔ اس نعرہ عمری کو سنا، چونک کر پیچھے کی طرف مڑے اور پہاڑ پر نظر دوڑائی، جدھر سے دشمنوں کا ایک گروہ نکل پڑا تھا اور حملہ کرنے ہی کو تھا۔ اگر ساریہ نے یہ آواز سن کر اپنے لشکر کے نصف حصہ کو ادھر متوجہ نہ کر دیا ہوتا تو یقیناً یہ نتیجہ ہوتا کہ سب لوگ اس میدان میں شہید ہو جاتے اور ایک بھی جانبر نہ ہو سکتا۔

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی باطنی نظر تھی، کہ صدہا کوس کا واقعہ دیکھ لیا، ایک روحانی قوت تھی، کہ اپنی آواز وہاں تک پہنچا دی۔

(۴) اسی طرح امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ کے اسناد سے ایک روایت یوں ہے کہ جب مصر فتح ہو گیا، تو اس کے باشندے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے ہمارے امیر! اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے جب تک وہ پوری نہ ہو، یہ جاری نہیں ہوتا، آپ نے پوچھا وہ کیا ہے، کہنے لگے کہ جب اس مہینہ کی تیرہ تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کی تلاش کرتے ہیں، اس کے والدین کو راضی کر کے اس کو عمدہ عمدہ لباس اور زیورات پہناتے ہیں، پھر اس کو نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام ہرگز ایسے کاموں کو جائز نہیں رکھتا، بلکہ اسلام تو ان تمام بری رسوم کے مٹانے کے لیے آیا ہے، پھر تین ماہ گزرنے کے بعد نیل کا پانی بالکل بند ہو گیا لوگ تنگی کی وجہ سے جلاوطنی کے لیے تیار ہو گئے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا، تو امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا، بے شک اسلام پہلی رسوم کو مٹا دیتا ہے اور ایک پرچہ لکھ کر خط میں ڈال دیا اور ان کو لکھا کہ میں نے تم کو ایک پرچہ لکھ کر بھیجا ہے، اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا، جب وہ خط حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ملا، تو انہوں نے وہ پرچہ نکالا اور کھول کر دیکھا تو اس میں یہ مضمون تھا، کہ یہ خط خدا کے بندے عمر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دریائے نیل کی طرف ہے، امابعد اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوا کرتا ہے، تو بے شک مت جاری ہو، اور اگر تجھ کو خدائے الواحد القہار ہی جاری کرتا ہے، تو ہم خدائے الواحد القہار سے درخواست کرتے ہیں، کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

پھر وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیا، لوگوں نے جلاوطنی کی تیاری کر لی تھی، اور نکلنے لگے تھے، کیونکہ ان کی تمام ضرورتیں اسی دریا پر موقوف تھیں، لیکن جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ تک گہرا جاری کر دیا اور اس بری رسم کو وہاں سے ابدالآباد تک کے لیے یک قلم مٹا دیا۔

(۵) اسی امام کی ایک اور روایت اس کے اپنے اسناد سے یوں ہے کہ ایک دفعہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے رحبہ کے بارہ میں ایک بات دریافت کی، تو اس نے دروغگوئی سے کام لے کر سراسر جھوٹ بتلایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے اس نے انکار کیا، تب آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے دعا مانگوں گا، کہ اگر تو جھوٹا ہے، تو تجھے اندھا کر دے، اس نے کہا، ہاں آپ دعا مانگیں، پھر حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی، تب وہ اندھا ہو گیا۔

(۶) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ جب جنگ اُحد کی تیاری ہوئی تو میرے والد نے ایک شب مجھ کو بلا کر کہا، کہ میں آج اپنا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مشتاقان کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں جو سب سے پہلے جام شہادت نوش کریں گے، بیٹا! میں سمجھتا ہوں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں، مجھ پر بہت سا قرضہ ہے، تم اس کو جلدی ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی سب سے قبل آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(۷) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ضروری امر کے متعلق دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا ایک بہت بڑا حصہ گزر گیا، جب وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے رخصت لے کر باہر آئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ چاروں طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، ان دونوں کے پاس ایک ایک لاٹھی تھی، ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی، وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے، جب وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہو گئی، حتیٰ کہ اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔

(دلائل النبوۃ از امام مستغفری علیہ الرحمۃ)

اسی طرح صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور مشائخ طریقت سے اس قدر کرامات وخرق عادات کا ظہور ہوا ہے، جو تحریر وتقریر میں نہیں آسکتا،

کتاب اللہ احادیث نبوی، واقعات صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معجزات، کرامات اور خوارق عادات امور الٰہی میں سے ہیں۔

منکرین خوارق وکرامت:

اب میں تصویر کا دوسرا رخ پلٹتا ہوں، منکرین خوارق، معجزات و کرامات کو خلاف قانون قدرت قرار دیتے ہوئے ان کا معرض وقوع میں آنا نہ صرف دشوار بلکہ محال خیال کرتے ہیں،

قبل اس کے کہ اس وجہ کے صحت وسقم پر اظہار خیالات کروں، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ معجزہ کی تعریف گوش گزار کردوں۔

معجزہ کی تعریف:

معجزہ کی تعریف میں علماء کے الفاظ اور ان کی تعبیریں گونہ متفاوت ہیں۔ مگر میرے خیال میں مناسب کا ایک ہے عام طور پر معجزہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ معجزہ وہ خارق عادت امر ہے، جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر تحدی کے ساتھ اس کی تائید میں ظاہر ہو، اس کے علاوہ اور جو تعریفیں ہیں وہ اسی کا چربہ ہیں،

بہر حال کسی بات کو معجزہ ہونے کے لیے یہ ضروری ہے، کہ

(۱) مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو

(۲) خلاف عادت ہو

(۳) اور تحدی کے طور پر

چونکہ عام طور پر لوگ عادت اور قدرت میں فرق نہیں کیا کرتے، اسی لیے اس فرق پر متنبہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

قدرت اور عادت میں فرق:

جو لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہیں، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے، تو جس طرح وہ اس بات پر قادر ہے، کہ ایک سبب کے واسطہ سے ایک چیز پیدا کردے، اسی طرح اس کو اس کی بھی قدرت ہے کہ بدوں کسی سبب کے اسے موجود کردے، ورنہ اگر وہ اس کے پیدا کرنے میں سبب کا محتاج ہے اور بغیر اس سبب کے پیدا کرنے سے عاجز ہے تو وہ قادر مطلق نہیں ہے، جیسے خدا ابر سے پانی برسایا کرتا ہے، مگر وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ بغیر ابر کے پانی برسادے، اگر کوئی خدا کو قادر مطلق کہتے ہوئے بغیر ابر کے پانی برسانے سے اس کو عاجز کہے، تو در حقیقت وہ اس کو قادر مطلق نہیں مانتا، پس لامحالہ خدا کو قادر مطلق کہنے والے کے لیے ضروری ہوگا، کہ وہ یہ بھی مانے کہ توسط سبب کے بغیر بھی وہ اشیاء کو پیدا کرسکتا ہے۔

اب سنو! کہ خدا کا اسباب کے توسط سے یا بدوں توسط اسباب کے کسی شے کی ایجاد پر قادر ہونا اس کی قدرت ہے، اور اسباب کے توسط ہی سے پیدا کرنا اس کی عادت ہے،

اس کی مثال یوں سمجھئے! جیسے ایک شخص پان کھا سکتا ہے، یہ اس کی قدرت ہے، مگر نہیں کھاتا، یہ اس کی عادت ہے، کھانا اور نہ کھانا دونوں اس کے اختیار و قدرت میں ہیں، مگر نہ کھانا اس کی عادت ہے، اب یہ سن کر کہ وہ پان کھاتا ہے، کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا، چونکہ یہ کام اس کی قدرت سے باہر ہے، اس لیے غلط ہے۔ الغرض ہر عادت مقدور ہے، مگر ہر مقدور کا عادت ہونا ضروری نہیں۔

اقسام عادت:

اب عادت کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک عام ہوتی ہے اور دوسری خاص، جیسے ایک شخص اور تو کسی وقت پان نہیں کھاتا، (یہ اس کی عام عادت ہے) مگر کھانا کھانے کے بعد کھا لیا کرتا ہے (یہ اس کی خاص عادت ہے) عادت عامہ سے قریباً ہر خاص و عام واقف ہوتا ہے مگر عادات خاصہ سے صرف خواص اور حاضر باش لوگ ہی واقف ہوتے

ہیں۔

منکرین کی غلط فہمی:

اب جو لوگ معجزہ کو خلاف قانون قدرت کہہ کر اس کا انکار کر دیتے ہیں وہ اس اصولی غلطی میں مبتلا ہیں، اور قدرت و عادت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ معجزہ کا انکار کرتے ہیں، معجزہ خلاف قدرت نہیں ہوتا، بلکہ خلاف عادت ہوا کرتا ہے، اور جو امور خلاف عادت ہوں، وہ بھی تحت القدرت داخل ہیں، خلاف قانون قدرت نہیں، جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے،

پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش کدہ نمرود گلزار بن گیا، اور آگ نے آپ کو نہیں جلایا، تو یہ ایک خلاف عادت امر ہے، یہ کہہ کر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ قادر مطلق نہیں رہتا۔

میرے خیال میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عام عادت یہ ہے کہ اسباب سے مسببات پیدا کرتا ہے، وہاں اس کی خاص عادت یہ بھی ہے کہ جب اسے اپنے مقربین کی تصدیق کرانی ہوتی ہے تو ان کے ہاتھوں پر خلاف معمول وہ علامات اور نشانات ظاہر کرتا ہے، جن سے لوگ یہ یقین کر لیں، کہ بلا شک و شبہ یہ اس کے مقربین ہیں۔

یہ حقیقت ایک مثال سے بخوبی سمجھ آ جائے گی کہ اگر کوئی شخص ایک جلیل القدر بادشاہ کی سلطنت کے کسی حصہ میں جا کر اس کی رعایا کو جمع کر کے یہ کہے کہ میرے پاس اس جلیل القدر بادشاہ کے کچھ پیغام ہیں۔ مجھ کو اس نے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے، کہ میں تمہارے پاس اس کے وہ پیغامات پہنچا دوں، میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں اگر بادشاہ سے یہ چاہوں کہ اس نے اپنی سلطنت میں جو نظام جاری فرما رکھا ہے اس کے کسی صیغہ کے انتظام کو میری درخواست پر بدل دے تو بلا شبہ بادشاہ اپنی خاص عنایت کے باعث ایسا ہی کرے گا، اور بادشاہ کے اس طرح کرنے سے رعایا پر اس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔

اب آخر میں اتنا بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ معجزہ، کرامت اور استدراج میں

کیا فرق ہے؟

معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق:

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب کسی انسان کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت فعل ظاہر ہو، تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا، یا تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ہوگا، یا دعویٰ نہ ہوگا، اگر دعویٰ ہوگا تو اس کی کئی قسمیں ہیں یا تو اس میں (۱) خدائی کا دعویٰ ہوگا (۲) یا نبوت کا (۳) یا ولایت کا (۴) یا جادو وغیرہ کا، یہ چار قسم ہوئے۔

قسم اول:

خدائی دعویٰ ہے سو اس قسم کے مدعی کے ہاتھ پر خارق عادات کا بغیر کسی معارضہ کے ظاہر ہونا جائز ہے، جیسے نقل کیا گیا ہے، کہ فرعون خدائی کا مدعی تھا، اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ہوتا تھا، اور ایسے ہی دجال کے ہاتھ پر خوارق کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ ایسے مدعی کا دعویٰ اور اس کی خلقت ہی بتلاتی ہے، کہ یہ سراسر جھوٹا، کاذب اور دروغگو ہے، لہٰذا اس کے ہاتھ پر خرق عادات کے ظہور سے اس کی صداقت کا وہم تک بھی نہیں ہوتا۔

قسم دوم:

نبوت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے، کیونکہ یہ مدعی یا تو سچا ہے، یا جھوٹا اگر سچا ہے تو اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ضروری ہے لیکن جو مدعی جھوٹا ہے، اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں اور ظہور کی تقدیر پر اس کا معارضہ ضروری ہے۔

تیسری قسم:

یہ ہے کہ ولی سے خرق عادت ظاہر ہو، اگر ولی سچا ہے تو اس سے خرق عادت کا ظہور بالکل برحق ہے۔

چوتھی قسم:

یہ ہے، مدعی جادو کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہو، سو یہ بھی جائز ہے، مگر معتزلہ اس میں مخالف ہیں۔

قسم اول کے اقسام ختم ہوئے، اب دوسری قسم کے اقسام سن لیجئے، دوسری قسم یہ ہے کہ کسی انسان کے ہاتھ پر بغیر کسی دعویٰ کے خرق عادت ظاہر ہو، پھر یہ انسان یا تو خدائے تعالیٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا، یا فاسق و فاجر، پہلی صورت تو وہی کرامت اولیاء ہے، جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں، دوسری صورت یعنی فاسق و فاجر کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہونا اسی کا نام استدراج ہے۔

(سیرت غوث اعظم از محمد داؤد فاروقی)

عموماً آج کل بے دین، مخالف شریعت نام نہاد پیر شعبدہ بازیاں دکھا کر لوگوں کو لوٹتے ہیں اور اپنے پیٹ کا جہنم بھرتے ہیں عوام بے چارے استدراج اور کرامات میں فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے درمیان میں پس رہے ہیں

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے اولیاء سے

جب کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ خود بھی اہل مجاہدہ میں سے تھے اور لوگوں کو بھی مجاہدات کی ترغیب دیتے تھے آپ کی کتب میں اہل مجاہدہ کے دس خصائل بیان فرمائے گئے ہیں۔

اہل مجاہدہ کے دس خصائل:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اہل مجاہدہ و محاسبہ کی دس خصلتیں ہیں، جن پر وہ مداومت کرتے ہیں،

پہلی خصلت:

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ خدا کی قسم نہ عمداً کھائے، اور نہ سہواً خواہ کاذب ہو،

خواہ صادق، یہ اس لیے نہیں کہ سچی قسم کھانا حرام ہے، بلکہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت، عظمت، جلال اور شان اس سے کہیں بالاتر ہے، کہ معمولی باتوں کے لیے اس کی قسم کھائی جائے،

دوسری خصلت:

دوسری خصلت یہ ہے کہ قصداً یا بطور ہنسی مخول میں دروغگوئی سے قطعاً محترز د مجتنب رہے۔

تیسری خصلت:

یہ ہے کہ کبھی کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، اگر وعدہ پورا کرنے کا یقین نہیں، تو دوسرے سے وعدہ ہی نہ کرے۔

چوتھی خصلت:

یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی چیز پر ہرگز ہرگز لعنت نہ کرے۔ (مگر جن پر لعنت کرنا منصوص ہو)

پانچویں خصلت:

یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی پر بددعا نہ کرے، اگرچہ اس نے اس پر ظلم ہی کیا ہو، بلکہ جور و جفا اور ظلم و ستم کو برداشت کرے۔

چھٹی خصلت:

یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کرے، (جب کہ ضروریات دین میں کسی شی کا منکر نہ ہو)

ساتویں خصلت:

یہ ہے کہ ظاہر و باطن کے معاصی سے اپنے اعضاء اور حواس کو باز رکھے۔

آٹھویں خصلت:

یہ ہے کہ خلقت پر اپنا کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالے

نویں خصلت:

یہ ہے کہ ہرگز طمع نہ کرے بلکہ مستغنی اور بے پرواہ رہے۔

دسویں خصلت:

یہ ہے کہ سچی تواضع اور انکساری اختیار کرے۔

ترتیب اشغال:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مومن کو چاہیے کہ سب سے قبل فرائض میں مشغول ہو، فرائض سے فارغ ہونے کے بعد سنن میں اور سنن سے فارغ ہونے کے بعد نوافل اور مستحبات میں۔

جب تک فرائض سے فارغ نہ ہولے، تو سنن میں مشغول ہونا، احمقی، نادانی، جہالت اور بے وقوفی ہے، پس اگر فرائض سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہوگا، تو اس سے قبول نہ کیے جائیں گے اور وہ ذلیل وخوار کیا جائے گا۔

اس کی مثال تو اس شخص کی سی مثال ہے کہ جس کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے، بلکہ اس امیر کی خدمت میں قیام کرے جو بادشاہ کا غلام وخادم اور اس کے دست قدرت وتصرف میں ہو، لہٰذا سب سے قبل فرائض میں مشغول ہونا چاہیے پھر سنن میں پھر نوافل و مستحباب میں۔ (فتوح الغیب مقالہ ۴۸)

عمل اور نیت:

آپ نے فرمایا کہ اعمال میں نیتوں کو درست کرنا چاہیے، عمل ہمیشہ نیت پر منحصر ہوتا ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

سو اگر نیت نیک ہوگی تو اچھا صلہ ملے گا، اگر نیت بد ہوگی، تو برا صلہ ملے گا،

آپ سے دریافت کیا گیا کہ ابلیس نے اَنَا کہا تو ملعون و مردود ہو گیا، اور منصور حلاج نے اَنَــا کہا تو مقبول و مقرب ہو گیا، اس کی کیا وجہ ہے! تو آپ نے فرمایا: کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا اَنَــا سے مقصود فنا تھا کہ وہ بغیر خودی کے باقی رہے، اس لیے مجلس وصال میں پہنچایا گیا، اور وہاں اس کو خلعت بقا سے مزین کیا گیا، مگر شیطان کا مقصود اَنَـا سے بقا تھا، اس لیے اس کی ولایت فنا ہوگئی، اس کی نعمت چھین لی گئی، اس کا درجہ سلب کر لیا گیا۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۲)

خطرات قلب:

آپ نے فرمایا کہ جو چیز قلب میں گزرے، اسے خطرہ کہتے ہیں، قلب کے خطرات چھ ہیں:

(۱) خطرہ نفس (۲) خطرہ شیطان (۳) خطرہ فرشتہ (۴) خطرہ روح (۵) خطرہ عقل (۶) خطرہ یقین۔

خطرہ نفس:

حصول شہوات اور جائز و ناجائز خواہشات کی متابعت کا امر کرتا ہے۔

خطرہ شیطان:

اصول میں کفر و شرک اور وعدہ الٰہی میں شک و تہمت کا امر کرتا ہے اور فروع میں توبہ کا خیال دلا کر معاصی کی ترغیب دلاتا ہے۔

خطرہ فرشتہ و خطرہ روح:

طاعت الٰہی اور امر خیر کے ساتھ وارد ہوتے ہیں، یہ دونوں خطرے محمود و پسندیدہ ہیں۔

خطرہ عقل:

کبھی تو اس فعل کا امر کرتا ہے، جس کا نفس وشیطان امر کرتے ہیں اور کبھی اس کا جس کا روح اور فرشتہ امر کرتے ہیں، یہ حکمت الٰہی ہے تاکہ بندہ خیر وشر میں وجود معقول، صحت شہود اور تمیز کے ساتھ داخل ہو، پس جزاء وسزا اس پر عائد ہوگی۔

خطرہ یقین:

جو روح الایمان اور مزید علم ہے، صدیقین، اولیاء، اصفیاء، اتقیاء شہداء، ابدال، اقطاب اور اغواث کے ساتھ مخصوص ہے۔

یہ خواطر خطاب ہیں، جو ضمائر پر وارد ہوتے ہیں، جب یہ خطاب فرشتہ کی طرف سے ہو تو اس کو الہام کہتے ہیں، جب شیطان کی طرف سے ہو، تو وسواس، جب نفس کی طرف سے ہو، تو ہاجس اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو خطرۂ حق ہے۔

الہام:

کی علامت یہ ہے کہ کتاب وسنت کے موافق ہو، پس وہ الہام کہ ظاہر شریعت اس کا شاہد نہ ہو، بالکل باطل ہے۔

وسواس:

کی علامت یہ ہے کہ جب کسی لغزش کی طرف بلایا جائے، اور اس کی مخالفت کی جائے تو کوئی دوسری لغزش پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کے نزدیک تمام مخالفات برابر ہیں۔

ہاجس:

کی علامت نفس کی خاص صفات میں سے کسی وصف میں اصرار کا پایا جانا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اس وصف کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

خطرہ حق:

کی علامت یہ ہے کہ حیرت کا موجب نہ ہو، اور برائی کی طرف نہ کھینچ لیا جائے، بلکہ مزید علم و بیان کے ساتھ وارد ہو اور بوقت وجدان اپنے وصف سے پہچانا جائے۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۷، ۶۸)

ولایت کے شمس و قمر غوثِ اعظم
ضیا بخشِ قلب و نظر غوثِ اعظم
تمہیں یاد کرتے ہیں اربابِ ایماں
عقیدت سے شام و سحر غوثِ اعظم
وہاں گوشہ گوشہ ہے جنت بداماں
جہاں ہو گئے جلوہ گر غوثِ اعظم
میسر ہوئی جس کو نسبت تمہاری
نہیں اس کو خوف و خطر غوثِ اعظم
اُدھر چھائی ہیں رحمتوں کی گھٹائیں
تمہاری نظر ہے جدھر غوثِ اعظم
پکارا جہاں دستگیری کو آئے
مریدوں سے ہیں باخبر غوثِ اعظم
تمہارے لیے اہل عشق و محبت
لٹا دیتے ہیں گھر کا گھر غوثِ اعظم
بیک وقت پرواز روحانیت سے
ہیں ستر مریدوں کے گھر غوثِ اعظم
مرے گھر ہوئی محفل گیارہویں جب
چمکنے لگے بام و در غوثِ اعظم

سراپا شریعت مجسم طریقت
حق آگاہ آئینہ گر غوثِ اعظم

شہنشاہ عرفاں امیرِ طریقت
تصوف کے ہیں تاجور غوثِ اعظم

تمہارے وسیلے سے اے شاہ جیلاں
مجھے چاہیے مال و زر غوثِ اعظم

پریشاں ہے موجِ حوادث سے آقا
نظر پر بھی ہو اک نظر غوثِ اعظم

(مولانا عبدالرحیم قادری نظر کانپوری)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان (قدمی ھذہ......):

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

(بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۸،۷)

آپ کے اس فرمان پر کچھ گفتگو حدائق بخشش کے اشعار کے تحت ہو چکی ہے اور کچھ وضاحت باقی ہے جس کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

غوث اعظم کے اس قول کو آپ کے ہمعصر اولیاء کرام نے کثرت کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ ارشاد آپ نے ایک مجلس وعظ میں فرمایا: جو بغداد کے محلہ حلبہ میں آپ کے مہمان خانہ میں انعقاد پذیر ہوئی اس مجلس میں عراق کے تقریباً تمام مشائخ موجود تھے، جن کے نام قلائد الجواہر میں مذکور ہیں۔ان سب حضرات مشائخ کرام نے اس وقت اپنی گردنیں جھکادی تھیں۔

حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکادیں تھیں، جب آپ یہ فرمار ہے تھے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ، میں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی نے طفسونج میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بصری نے بصرہ میں، شیخ

عیاث بن قیس حرانی نے حران میں، شیخ سوید بخاری نے بخارا میں، شیخ املان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو مدین نے مغرب میں، شیخ عبدالرحیم قنادی نے قناد میں، اور شیخ عدی بن مسافر نے بالس میں اسی تاریخ کو اسی وقت روحانی قوت اور مکاشفات سے معلوم کر کے اپنی اپنی جگہ گردنیں خم کر دی تھیں،

غرض تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں، حرمین شریفین میں سترہ نے عراق میں ساٹھ نے، عجم میں چالیس نے، شام میں تیس نے، مصر میں بیس نے، مغرب میں ستائیس نے، یمن میں تیس نے، حبشہ میں گیارہ نے، سد یاجوج ماجوج میں سات نے، کوہ قاف میں پینتالیس نے، وادی سراندیپ میں سات نے اور جزائر بحر محیط میں چوبیس نے۔

اولیائے وقت اور رجال الغیب:

شیخ لولو الارمنی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه فرمایا، تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی، یہ جماعت آپ کی طرف آ رہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا، جب آپ یہ فرما چکے تو تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارک باد دی، اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے آپ کو یہ خطاب سنایا،

یاملک الزمان ویا امام المکان یا قائما بامر الرحمن ویا وارث کتاب اللّٰه ونائب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ویامن السماء والارض مائلته یا من اهل وقته کلهم عائلته یا من ینزل القطر بدعوته ویدر الضرع ببرکته ولا یحضرون عنده الا منکسة روسهم وتقف الغیبة بین یدیه اربعین صفا کل صف سبعون رجلا و کتب فی کفه انه اخذ من اللّٰه موثقا

ان لا یمکر بہ و کانت الملئکۃ تمشی حوالیہ و عمرہ عشر سنین و تبشرہ بالولایت.

اے بادشاہ! اے امام وقت! اے قائم بامرالٰہی! اے وارث کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اے وہ شخص کہ آسمان وزمین گویا اس کا دسترخوان ہے، اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل وعیال! اے وہ شخص جس کی دعا سے پانی برستا ہے، جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اُترتا ہے، جس کے روبرو اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں، جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں، جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے عہد لیا ہے، کہ وہ میرے ساتھ مکر نہ کرے گا، اور جس کی دس سالہ عمر میں ملائکہ اس کے اردگرد پھرتے تھے، اور اس کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔

تاجِ غوثیت اور ابدال کا اعتراف:

شیخ مطر کا بیان ہے کہ مجھ سے شیخ محمد الخاص اور شیخ احمد العریبی کے روبرو شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خدا کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ فرمایا تھا، اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا علم آپ کے سامنے گاڑا گیا، اور غوثیت کا تاج جو شریعت وحقیقت کے نقش ونگار سے مزین تھا، آپ کے سر پر رکھا گیا ہے، یہ دیکھ کر دسوں ابدالوں نے آپ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے

شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کہ وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دس ابدال یہ ہیں:

(۱) شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ
(۲) شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ
(۳) شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
(۵) شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ
(۶) شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ
(۷) شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ
(۸) شیخ ابو محمد عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ
(۹) شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) شیخ ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ

کیا آپ (رضی اللہ عنہ) کا یہ فرمان بامر الٰہی تھا؟

حضور غوثیت مآب کے اس فرمان کے متعلق آپ کے بہت سے ہمعصر اکابر مشائخ سے بکثرت روایات منقول ہیں کہ آپ کا یہ فرمان بامر الٰہی تھا۔

پہلی روایت:

چنانچہ شیخ عدی بن ابی البرکات صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کہ کیا آپ کو معلوم ہے، کہ اس سے قبل حضرت غوث الاعظم کے سوا کسی اور نے بھی یوں کہا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"۔

آپ نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا، اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، اس سے محض مقام فردیت مراد ہے، میں نے کہا، کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" مگر بجز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا، پھر میں نے عرض کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا، بے شک آپ کو امر ہوا تھا، اور امر ہی کی وجہ سے اولیاء اللہ نے گردنیں خم کر دی تھیں، دیکھو! ملائکہ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو تب ہی سجدہ کیا تھا، جب کہ باری تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا، (بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۱)

دوسری روایت:

اسی طرح شیخ ابراہیم الاعزب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطائحی رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کہا ہے، تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا: بے شک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

تیسری روایت:

شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ سے آپ کے اس قول قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے معنی پوچھے گئے۔ تو شیخ موصوف نے فرمایا، کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے، کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ (قلائد الجواہر)

چوتھی روایت:

اسی طرح شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کہ کیا حضور غوثیت مآب نے یہ بات بامر الٰہی کہی تھی کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کیوں نہیں! بیشک انہوں نے بحکم الٰہی کہی تھی۔

پانچویں روایت:

حضرت شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن شیخ عارف ابوالحسن رفاعی بطائحی مشہور بہ اعزب بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد نے شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا، کہ کیا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، بحکم الٰہی کہی تھی، انہوں نے کہا بیشک آپ نے بامر الٰہی کہی تھی،

اسی طرح شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایات مروی ہیں، جو بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں کہ آپ کا یہ فرمان بامر

الٰہی تھا۔

قدمی ھذہ......کا صحیح مفہوم:

مذکورہ روایات کے بعد یہ بات تو بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ بامر الٰہی فرمایا تھا، کیونکہ جلیل القدر عارفان حقیقت اور عظیم المنزلت اکابر مشائخ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

اب بحث طلب امر یہ ہے کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنی کیا ہیں؟

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ بگوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے ہیں اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں، یہ لوگ اولیائے متقدمین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں، جو خلاف صواب ہے،

بلکہ یہ حکم بقول بعض صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، اولیائے متقدمین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے، جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیاء اللہ پر ثابت ہے اور اولیائے متاخرین میں بھی (مطلقاً) کیسے جائز ہو سکتا ہے، جن میں حضرت مہدی علیہ السلام بھی شامل ہیں، جن کے آنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دے کر اُمت کو ان کے وجود کی خوشخبری دی ہے اور ان کے حق میں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے، اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولعزم نبی ہیں۔

یہ صرف میرا (محمد داؤد فاروقی کا) ہی خیال نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فتوح الغیب فارسی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

باید دانست کہ ایں حکم مخصوص باولیائے آں وقت است اولیائے ماتقدم وما

تاخراز یں حکم خارج اند۔

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ یہ حکم اسی وقت کے اولیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے، پہلے اور پچھلے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں۔ (جب کہ جمہور اولیاء کے نزدیک امام مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے علاوہ قیامت تک کے اولیاء مراد ہیں)

(مکتوب دو صد و نود و سیوم جلد اول)

قَدَم کے معنی:

اب رہ گئے قَدَم کے معنی، سو اس کے متعلق شیخ محمد بن یحییٰ الحنبلی مصنف قلائد الجواہر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، کہ قَدَم کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں، بلکہ مجازی مجازی مراد ہیں، چنانچہ شان ادب بھی اس امر کی مقتضی ہے۔"

قَدَم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

فُلَانٌ عَلٰی قَدَمٍ حَمِيْدٍ اَیْ طَرِيْقَةٍ حَمِيْدَةٍ

یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے، یعنی طریقہ حمید پر ہے۔

اب آپ کے اس قول قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کے معنی واضح ہو گئے، کہ آپ کا طریقہ، آپ کے فتوحات اپنے وقت کے تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ و ارفع اور انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے اس قول کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کر کے اس کا یہی معنی لکھا ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سکر کی حالت کے کلمات تھے، چنانچہ عوارف، المعارف میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محرموں اور مصاحبوں میں سے تھے۔ لکھتے ہیں کہ یہ حالت سکر کے کلمات تھے، واللہ اعلم بالصواب۔ (سیرت غوث اعظم)

(جب کہ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ کا حضرت غوث اعظم کے قدم مبارک کو پکڑ کر سر پر رکھنا، قدم کے مندرجہ بالا معنی اور حالت سکر والی روایت کو ناقابل تقسیم

گرداننا ہے واللہ اعلم)

چہل کاف کیا ہے؟

چہل کاف سے مراد وہ تین اشعار ہیں، جو محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات کے طور پر اپنے پاک اور مطہر قلب سے خطاب کرتے ہوئے مرتب فرمائے تھے۔

چونکہ یہ اشعار نہایت ہی فصیح، بلیغ، مشکل اور ادق ہیں، عوام الناس اکثر طور پر ان کو بالکل غلط پڑھتے ہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شعر صحیح اعراب، ترکیب صرف ونحوی، وزن عروضی، حل لغات اور فارسی اردو شرح ترجمہ کے ساتھ درج کیا جائے۔

شرح چہل کاف

یہ ابیات ایک قطعہ کی صورت میں ہیں، جو بحر بسیط سے ہے جس کے اجزاء مثمن ہیں، اور اس کی اصل مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ چار بار ہے۔

(۱) پہلا شعر:

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيْكَ وَاكِفَةً
كِفْكَافُهَا لَكَمِيْنٍ كَانَ مِنْ لُكَكٍ

وزنِ عروضی:

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع ملاحظہ ہو۔

تقطیع:

كَفَاكَ رَبْ : مَفَاعِلُنْ
بُ كَ كَمْ: فَعِلُنْ
يَكْفِيْ كَ وَا: مُسْتَفْعِلُنْ

کِفَۃً : فَعِلُنْ
کِفکَافُھَا: مُسْتَفْعِلُنْ
کَکَمِیْ: نَعِلُنْ
ن کَانَ مِنْ: مُسْتَفْعِلُنْ
لُکَک: فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی:

کَفٰی: باب ضَرَبَ سے فعل ماضی معروف دومفعول کو چاہتا ہے، کَ: مفعول بہ اول، دوسرا مفعول تعمیم اور اختصار کے واسطے حذف کر دیا گیا ہے رَبُّکَ مرکب اضافی فاعل کَم : خَبْرِیَہ مفعول مطلق تاکیدی، یا مفعول فیہ، فعل اور فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا۔
یَکْفِی :باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف، اس میں ضمیر مُسْتَتِر ہے، جو رَبُّ کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل، کَ :مفعول بہ اول، وَاکِفَۃً: مفعول بہ ثانی اور موصوف کِفکَافُھَا :مرکب اضافی مبتداء، کَ: جار، کَمِیْنٍ : مجرور اور موصوف۔ کَانَ: تامہ بمعنی حَصَلَ اس کے اندر ضمیر ھو مُسْتَتِر وہ اس کا فاعل، مِنْ: جار لُکَکِ :مجرور، جار مجرور مل کر کَانَ کے متعلق ہوئے، فعل، فاعل اور متعلق مل کر جملہ صفت کَمِیْنٍ کی ہوئی موصوف صفت مل کر جار کا مجرور ہوا، لکمین ، جار مجرور مل کر مبتداء کی خبر بنی، مبتداء خبر جملہ بن کر وَاکِفَۃً کی پہلی صفت ہوئی۔

حَلِّ لُغات:

وَاکِفَۃً : ناگہانی مصیبت، یا بلائے آسمانی
کِفکَاف: مصدر ہے، بمعنی روکنا، پھیرنا، یا دفع کرنا، محاورہ عرب میں بولتے ہیں، کفکفہ فکَفَّ یعنی اس کو روکا، وہ رک گیا۔
کَمِیْن : گھات لگانا،

لُکَک: بڑا بھاری لشکر

فارسی ترجمہ:

کفایت کردہ است ترا پروردگارتو بسیار کفایت و نیز کفایت میکند یا خواہد کرد ترا از مصیبت کہ بازگشتن آں، یا باز ایستادن آں، از تو مانند کمین کردن است کہ باشد از لشکر درہم آمدہ۔

اردو ترجمہ:

اے میرے دل! تیرا رب پہلے بھی کئی دفعہ تجھے سخت سخت مصائب سے کفایت کرتا رہا ہے، اب بھی تجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے کفایت کرے گا، کہ جن کی بازگشت (یعنی واپسی) یا استادگی (یعنی رکے رہنا) بھاری لشکر کے گھات لگانے کی مانند ہے۔

یعنی ان مصائب کا پسپا ہونا ان کے دوبارہ حملہ کی آمادگی پر مبنی ہے، جیسے ایک بڑا بھاری لشکر اس خیال سے اپنے مقابل سے منہ موڑ کر اپنی پسپائی ظاہر کرے، کہ مقابل کو دھوکہ دے کر غفلت میں ڈال کر شدت کا حملہ کر کے اس کی بیخ کنی کر دے، یا ان مصائب کا رکنا گویا ایک عظیم الشان لشکر کا اس خیال سے گھات لگانا اور دبکے بیٹھے رہنا ہے کہ موقع پاتے ہی جھٹ سے نکل کر اپنے مقابل کا استیصال کر دے۔

(۲) دوسرا شعر:

تَـکِـرُّ کَـرًّا کَـکَـرِّ الْـکَـرِّفِیْ کَبَدٖ
تَـحْـکِیْ مُشَکْشَکَۃً کَلُکْلُکِ لُکَکٖ

وزنِ عروضی:

وزنِ عروضی اوپر ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے:

تقطیع:

تَکِرْرُکَرْ: مَفَاعِلُنْ
رَاکَکَرْ: فَاعِلُنْ

رِالْكَرْرِفِيْ: مُسْتَفْعِلُنْ
كَبَدْ: فَعِلُنْ
تَحْكِيْ مُشْكَ: مُسْتَفْعِلُنْ
شِكَةْ: فَعِلُنْ
كَلُكَ لك: مَفَاعِلُنْ
لُكَلك: فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی:

تَكِرُّ :باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب ضمیر هِيَ اس کے اندر مُسْتَتِر ہے، جو اكِفَةٌ کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل كَرًّا: مصدر، مفعول مطلق اور موصوف كَ :جار، كَرِّ :مجرور اور مضاف اَلْكَرِّ :مضاف الیہ جار مجرور مل کر صفت ہوئی، فِيْ : جار كَبَد :مجرور، جار مجرور متعلق تشبیہ کے جو کاف سے مستفاد ہے۔ فعل فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ دوسری صفت واکفہ کی ہوئی۔ تَحْكِيْ باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب، اس کے اندر ضمیر ہی مُسْتَتر ہے، جو وَاكِفَةٌ کی طرف پھرتی ہے، اس کا فاعل مُشَكْشَكَةٌ۔ مفعول بہ كَ ۔جار لُككِ مجرور اور موصوف لكلك :صفت، فعل فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ تیسری صفت وَاكِفَةٌ کی ہوئی۔

حَلِّ لُغَات :

تَكِرُّ: وہ مصائب جو بار بار حملہ آور ہوتے ہیں
كَرًّا: بار بار حملہ کرنا
كَرِّ الْكَرِّ: مضبوط موٹی رسی کے اجزاء کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب زور سے لپٹنا
كَبَد: سختی اور دشواری
تَحْكِيْ: وہ مصائب مشابہ ہیں

مُشَکْشَکَۃٌ: نیزہ زن مسلح فوج ولشکر

کُلْکِب: خوب موٹا اونٹ

کَکّب: گٹھے ہوئے گوشت والا اونٹ

فارسی ترجمہ:

حملہ می کند حملہ کردن مانند پیچیدن رسن سطبر در سختی و مشقت، حکایت میکند آن مصیبت جماعۃ سلاح پوش را با نیزہ تیز را مانند شتر جوان فربہ سخت گوشت

اردو ترجمہ:

وہ مصیبتیں ایسا سخت اور مضبوط حملہ کرتی ہیں، جو اپنی مضبوطی اور یکجان ہونے میں ایک موٹی رسی کی لڑیوں کی مضبوطی اور ان کے یکجان ہونے کی مانند ہیں اور وہ مصیبتیں اپنی تیزی، تندی، دلیری اور سختی میں ایک ایسے بھاری مسلح، نیزہ زن لشکر کی مانند ہیں، جو اپنی جسارت، طاقت اور یکجان ہونے میں ایک فربہ، جوان اور سخت گوشت اونٹ کی مانند ہیں،

(۳) تیسرا شعر:

کَفَاکَ مَابِیْ کَفَاکَ الْکَافِ کُرْبَتَہٗ

یَاکَوْکَبًا کَانَ یَحْکِیْ کَوْکَبَ الْفَلَکِ

وزن عروضی:

وزن عروضی اوپر بیان کیا جا چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع:

کَفَاکَ مَا : مَفَاعِلُنْ

بِیْ کَفَا: فَاعِلُنْ

کَ الْکَافِ کُرْ: مُسْتَفْعِلُنْ

بِتَہٗ: فَعِلُنْ
یَا کَوْکَبًا: مُسْتَفْعِلُنْ
کَانَ یَحْ: فَاعِلُنْ
کِیْ کَوْکَبَ لْ: مُسْتَفْعِلُنْ
فَلَکْ: فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی:

کَفَا: باب ضَرَبَ سے ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب ضمیر ھُوَ اس کے اندر مستتر ہے، جو رَبّ کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل یا الکاف فاعل کَ: پہلا مفعول بہٖ مَا: موصولہ بِیْ: جار مجرور فعل محذوف کے متعلق ہوکر صلہ ہوا، موصول صلہ مل کر دوسرا مفعول بہ ہوا، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ، دعائیہ یا خبریہ ہوا،

کفا: فعل، ک: پہلا مفعول بہ الکاف: اسم فاعل مخفف الکافی کا وہ اس کا فاعل کُرَبَہٗ: مرکب اضافی، دوسرا مفعول بہ، فعل فاعل پہلا اور دوسرا مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

یَا: حرف ندا، کَوْکَبًا: منادیٰ موصوف، کَانَ: فعل ضمیر اس میں فاعل یَحْکِیْ: باب ضَرَبَ سے مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر فاعل کَوْکَبَ الْفَلَکْ: مرکب اضافی مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر کَوْکَبًا کی صفت ہوئی،

حَلِّ لُغات:

الکاف: کربت، رنج، تکلیف اور پریشانی سے کفایت کرنے والا اصل میں الکافی ہے جیسے قرآن مجید میں الداعی سے الداع ہے، یوم یدعو الداع ہے، جو خداوند تعالیٰ کا اسم صفاتی ہے، ضرورت شعری سے الکاف پڑھا گیا ہے،

فارسی ترجمہ:

کفایت کنادترا پروردگارتو اے دل من از آنچہ با من است، یعنی در علم من ست، کفایت کناد از رنج وکلفت آں، اے ستارہ کہ حکایت مے کند ستارہ ستارہ آسمان را۔

اردو ترجمہ:

اے میرے دل جسے میں ستارہ، تصور کرتا ہوں، اور جو آسمانی ستارہ کے ہم پلہ ہے، خدائے تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت کی، جو مجھ پر نازل ہوئی تھیں (یا خدائے تعالیٰ، ان تمام مصائب سے نجات دے، اور کفایت کرے، جو مجھ پر آئندہ نازل ہوں) کفایت کرنے والے خدا نے تجھے تیرے رنج وتکلیف سے کفایت کی۔

اعتصام:

ابر صا صبر صا سارسا لاتخاف در کاوٗلا تخشے ابرسا سارسا سعیسا اخنسا یا اللّٰہ عزمت علیکم یا حرورزائیل بحق الکاف اجب واطع و سخرلی فی قضاء حاجتی و حصول مرادی بلا مکث ومھلۃ والف قلوبنابین قلوب العامۃ بحق کفاک وارنی عالم الا رواح فی ھذہ الساعۃ سریعا. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم کفاک ربک کم یکفیک واکفۃ کفکا فھا ککمین کان من کلکا تکر کراککرالکرفی کبدی تحکی مشکشکۃ کلکلک کلکا کفاک مابی کفاک الکاف کربتہ یا کو کباکان یحکی کوکب الفلک

اختتام:

بحق یا شیخ عبدالقادر الجیلانی سینجلی شیئا للّٰہ بحق یا حلیم یا حافظ یا حفیظ یا وکیل یا نصیر یا رقیب یا سلام یا کریم یا اللّٰہ و بحق کھیٰعص و بحق حمعسق حصار کردم لا

الہ الااللہ کی مہر کی میں نے محمد رسول اللہ کے نام کی بحق یاحروزائیل وننزل من القران ماھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الاخسارا۔

چہل کاف باموٴکلات:

کفاک ربک یا کفائیل لم یکفیک یا کمکائیل واکفۃ کفکائیل ککمین کان من کلکا یاکنکا ئیل تکر کرا یا کتمائیل الکر فی کبدی یا کیکائیل یحکی یا کھکائیل مشکشکۃ یا میکائیل کلکلک کلکا یا کلکائیل کفاک مابی یا کلکائیل کفاک الکاف یا کمیائیل کربتہ یا کرکرائیل یا کوکبا کان یا کوکائیل یحکی کوکب الفلک یا اھکمائیل یا فلکائیل۔

والدہ حضرت محبوب سبحانی فاطمہ ثانی رضی اللہ عنہا نے حضرت غوث الوریٰ کو سفر کی اجازت دیتے وقت دعا چہل کاف تعلیم فرمائی تھی۔ یہ دُعا بھی بعض اُن فوائد کو کہ چہل کاف میں لکھے گئے ہیں شامل ہے۔ جیسے کہ دفع سختی وفراخی رزق حفظ جان و مال دشمنوں سے دکھ بیماری کو دفع کرنے میں چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد ایک سو گیارہ بار اوّل وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار ہمیشہ پڑھتا رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰہ الکافی قصدت الکافی وجدت الکافی لکل الکافی کفافی الکافی الکافی و نعم الکافی وللّٰہ الحمد یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیئا للّٰہ الامان یا رسول اللّٰہ۔

چہل کاف پڑھنے کا طریقہ:

پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ منگل کے دن سے حیوانات ومنہیات کا ترک کریں۔ (ترک جلالی و جمالی) اور بدھ کی آدھی رات کے بعد غسل کریں اور دو رکعت

تحیۃ الوضوء پڑھیں یوں کہیں، یا جود ائیل بحق الکاف اجب واطع و سخر لی فی قضاء حاجاتی و حصول مرادی بلا مھلۃ ولا مکث والف قلوبنا و قلوب الامۃ بحق کفاک وارنی عالم الارواح فی ھذہ الساعۃ سریعا۔

اس کے بعد چہل کاف دو ہزار بار پڑھنے اور ہر سو پر یا جود ائیل والی دُعا پڑھے اور پھر اسی پر ختم کرے اور دن میں روزہ رکھے اور سات دن تک اس عمل کو کرے اور دن میں اکثر خاموش رہے اور اللہ کی طرف توجہ قائم رکھے تو بڑے بڑے عجائب اس پر منکشف ہوں گے۔ باذن اللہ۔ (از شاہ رفیع الدین)

ترکیب خواندن چہل کاف:

چہل کاف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصنیف شریف ہے جو طرح طرح کے فائدوں اور حاجتوں کو شامل ہے۔ اگر کسی کو دیو پری و خبیث تکلیف دیں تو روغن تلخ پر سات بار پڑھ کر جسم پر ملے انشاء اللہ العزیز چند روز میں اچھا ہو۔ ایضاً اگر کسی کو دردِ سر ہمیشہ رہتا ہو اور جاتا نہ ہو تو صفر کے مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو کاغذ پر لکھ کر اس درد سر والے کو دے اور وہ اس کو اپنے سر میں رکھے اور اگر صفر کے آخری چہار شنبہ کو لکھنا بھول گیا تو آخری چہار شنبہ کے دن جس مہینہ میں پڑے لکھ کر دے ایضاً اگر کسی شخص کی بینائی جاتی رہی ہو تو شب جمعہ میں سات بار پڑھ کر سرمہ پر دم کر کے آنکھ میں لگائے ایضاً دانتوں میں درد ہو تو چہل کاف مع اُس کے نقش کے لکھ کر دانتوں کے نیچے دبائے ایضاً گردن کے درد کے لیے گلے میں ڈالے ایضاً پیٹ کے درد کے لیے تین بار یا سات بار پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھلائے آرام ہو ایضاً خونی و بادی بواسیر اور بادِ سران کے لیے کہ کسی صورت سے نہ رہے تو یکشنبہ کے دن سیاہ بلی کی کھال پر لکھ کر گلے میں یا ناف کے نیچے باندھے اگر سیاہ بلی کی کھال نہ ملے تو کاغذ پر لکھے۔ ایضاً ہفت اندام کے درد کے لیے ہرن کی کھال پر لکھ کر بازو پر باندھے ایضاً دشمن کو مقہور کرنے کے لیے سہ شنبہ کی آدھی رات کے وقت دو قبروں کے درمیان بیٹھ کر اکتالیس بار پڑھے اور دشمن کا نام لے اور کہے کہ دشمن لعین ہلاک ہو ایضاً فرزند صالح کے لیے ایام حیض کے بعد اس کو لکھ کر پلائے

اور جماع کرے فرزند صالح پیدا ہو ایضاً اگر کوئی شخص راستہ بھول گیا ہو اُس کو چاہیے کہ سات بار پڑھے راہ پائے ایضاً اگر کسی عورت کے بال لمبے نہ ہوں تو سات بار پڑھ کر کنگھی پر دم کر کے بالوں میں کرے بال لمبے ہوں ایضاً اگر کسی کے درمیان بیگانگی ہو گئی ہو اور اُس کو کوئی نہ پہچانے تو سات بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے معزز ہو ایضاً اگر کسی کا غلام یا مثل اس کے بھاگ گیا ہو تو اکتالیس بار پڑھ کر گھر کے چاروں طرف دم کرے واپس آئے ایضاً مرگی کو دور کرنے کے لیے پان پر لکھ کر چالیس روز کھلائے ایضاً جس کو رات میں نہ دکھائی دیتا ہو وہ اپنے پاس رکھے ایضاً ذہن کے کھلنے اور زیادتی فہم وذکا کے لیے سات بار روزانہ پڑھے۔

ترکیب دعوت وزکوٰۃ چہل کاف:

چلہ میں دعوت کی شرائط کے ساتھ ایک ہزار چالیس بار پڑھے اور نصاب و زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ہر قسم کی دینی و دنیاوی مشکل کے لیے ہمیشہ پڑھتا رہے اور اگر باموکل پڑھے تو آٹھ ہزار بار اور اگر نہ ہو سکے تو دو ہزار بار پڑھے۔ ہر قسم کے رنج و درد دور کرنے کے لیے اس کے اعداد کو مربع میں یا مثلث میں بھر کر نظر کے سامنے رکھے تاکہ وہ دیکھے درد دور ہو ایضاً پاک مٹی پر تین بار یا سات بار پڑھ کر دم کر کے دشمن کے لشکر کی طرف ڈالے تمام لشکر اللہ کے حکم سے بھاگ جائے۔ یہ دُعا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مخصوص اعمال سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حاجتوں کے برآنے کے لیے اکتالیس بار سوتے وقت پڑھے۔ ایضاً حصار اور سحر و جادو دیو پری و جن و انس و شیاطین کو دفع کرنے کے لیے اکتالیس بار پڑھ کر دم کرکے اور جسم پر ملے اور موکل چہل کاف کا حرز ائیل ہے۔ چاہیے کہ ہمیشہ اکیس بار پڑھے بہت فائدہ رکھتا ہے۔ حضرت جدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے وظیفہ خاص میں اسے خاص لکھا ہے۔

حصار چہل کاف:

شفائے مریض کے لیے زبردست حصار ہے مع اعتصام واختتام ایک بار چہل کاف تین بار یا سات بار اس طریقہ سے کہ پہلے درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی

پردم کرکے پلائے۔(معمولات مشائخ، ص ۳۹۴)

غوث پاک کی دو مشہور دعائیں:

آپ کے صاحبزادہ حضرت سیّدنا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِکَ مِنْ صَدِّکَ وَبِقُرْبِکَ مِنْ طَرْدِکَ وَبِقَبُوْلِکَ مِنْ رَدِّکَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ طَاعَتِکَ وَوُدِّکَ وَاَھِلْنَا لِشُکْرِکَ وَحَمْدِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

اے مولا! ہم تیرے وصال کے بعد روک دیئے جانے، تیرے مقرب بن کر نکال دیئے جانے، اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں: اے اللہ! تو ہمیں اپنی اطاعت وعبادت کرنے والوں میں سے کر دے، اور ہمیں توفیق دے، کہ تیرا شکر اور تیری حمد کرتے رہیں۔

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یَصْلَحُ لِلْعَرْضِ عَلَیْکَ وَاِیْقَانًا نَقِفُ بِہٖ فِی الْقِیَامَۃِ بَیْنَ یَدَیْکَ وَعِصْمَۃً تُنْقِذُنَا بِھَا مِنْ وَرَطَاتِ الذُّنُوْبِ وَرَحْمَۃً تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ دَنَسِ الْعُیُوْبِ وَعِلْمًا نَفْقَہُ بِہٖ اَوَامِرَکَ وَنَوَاھِیَکَ وَفَھْمًا نَعْلَمُ بِہٖ کَیْفَ نُنَاجِیْکَ مِنْ اَھْلِ وِلَایَتِکَ وَامْلَاءْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ وَاکْحَلْ عُیُوْنَ عُقُوْلِنَا بِاِثْمِدِ ھِدَایَتِکَ وَاحْرِسْ اَقْدَامَ اَفْکَارِنَا مِنْ مَزَالِقِ مَوَاطِیِ الشُّبُھَاتِ وَامْنَعْ طُیُوْرَ نُفُوْسِنَا مِنَ الْوُقُوْعِ فِیْ شُبَاکِ مُوْبِقَاتِ الشَّھَوَاتِ وَاَعِنَّا فِیْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوٰتِ عَلٰی تَرْکِ الشَّھَوَاتِ وَامْحُ سُطُوْرَ سَیِّاٰتِنَا مِنْ جَرَائِدِ اَعْمَالِنَا بِاَیْدِی الْحَسَنَاتِ کُنْ لَنَا حَیْثُ یَنْقَطِعُ الرَّجَاءُ مِنَّا اِذَا اَعْرَضَ اَھْلُ الْجُوْدِ بِوُجُوْھِھِمْ عَنَّا حِیْنَ

تَحْصُلُ بِوُجُوْهِهِمْ عَنَاجِيْنَ تَحْصُلُ فِيْ ظُلَمِ اللُّحُوْدِ اَهَائِنُ اَفْعَالِنَا اِلٰى يَوْمِ الْمَشْهُوْدِ وَاَجِرْ عَبْدَكَ الضَّيْفَ عَلٰى مَا اَلَّفَ وَاَعْصِمْهُ مِنَ الزَّلَلِ وَوَفِّقْهُ وَالْحَاضِرِيْنَ بِصَالِحِهِ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَاَجْرِ عَلٰى لِسَانِهٖ مَا يَنْفَعُ بِهِ السَّامِعَ وَتَذْرِفُ الْمَدَامِعَ وَيُلَيِّنُ الْقَلْبَ الْخَاشِعَ وَاغْفِرْ لَهٗ وَلِلْحَاضِرِيْنَ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اے اللہ! ہم تجھ سے ایسے ایمان کے طلبگار ہیں، جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو، اور ایسا یقین چاہتے ہیں، کہ اس کے ذریعہ ہم قیامت کے دن تیرے سامنے بلاخوف کھڑے ہوسکیں ایسی عصمت کے خواہش مند ہیں، کہ جس کے ذریعہ سے تو ہمیں گرداب معاصی سے نکال دے اور ایسی رحمت کے خواہاں ہیں، جس کے ذریعہ سے تو ہمیں عیوب کی گندگی سے پاک و صاف کردے اور ایسا علم چاہتے ہیں کہ جس سے تیرے اوامر ونواہی کو سمجھ سکیں، اے آقا! ہمیں ایسا فہم عطا کر، جس سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں، اے اللہ! تو ہمیں دنیا وآخرت میں اہل اللہ سے بنا، ہمارے دلوں کو نور معرفت سے پُر کردے، اور ہماری آنکھوں کو اپنی ہدایت کے سرمہ سے سرمگین بنادے، اور ہمارے افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے سے اور ہماری نفسانیت کے پردوں کو خواہشات کے آشیانوں میں جانے سے روک لے ہماری شہوات سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے روزے رکھنے میں ہماری مدد کر، ہمارے گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمالنامہ سے نیکیوں کے ساتھ مٹا دے، اے اللہ جب کہ ہمارے افعال مرہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے کے قریب ہوں، اور تمام اہل جود وسخا ہم سے منہ موڑنے لگیں، اور ہماری امیدیں ان سے منقطع ہوجائیں، تو اس وقت تو ہمارا قیامت میں والی ومددگار بن، اور اپنے ناچیز بندہ کو جو کچھ کہ وہ کررہا ہے، اس کا اجر دے، اور لغزشوں سے اسے محفوظ رکھ، اسے اور کل حاضرین کو نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے اور اس کی زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین کو نفع ہو، اور جس کے

سننے سے آنسو بہنے لگیں اور سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جائیں، خداوندا اسے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخش دے۔ (آمین)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عربی قصائد فصاحت و بلاغت، علوم معرفت و طریقت کا عظیم خزینہ ہیں عربی قصائد لکھنے سے پہلے فارسی زبان میں آپ کا حمد یہ کلام قارئین کی نظر کیا جاتا ہے فارسی کلام اور قصیدہ غوثیہ کے علاوہ باقی آٹھ قصائد کا اردو ترجمہ حضرت سید صوفی نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی مرید خاص وخلیفہ مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات علیہ الرحمۃ و مصنف ''مظہر جمال مصطفائی'' کا کیا ہوا ہے۔

فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔



غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی حمدیہ کلام

پہلی حمد

تا ابد یا رب زتو من لطفہا دارم امید
از تو گر امید برم از کجا دارم امید

اے میرے رب کریم! میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیماروزار
یک قدح زاں شربت دار الشفا دارم امید

میں فقیر ہوں میں غریب ہوں بے کس اور بیمار و ناتواں ہوں میں تیرے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں

نا امیدم از خود و ز جملۂ خلق جہاں
از ہمہ نو میدم اما از توی دارم امید

میں ناامید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے ناامید ہوں لیکن تجھ سے ہی امید رکھتا ہوں

ہم بدم بد گفتہ ام بد ماندہ ام بد کردہ ام
باوجود ایں خطاہا من عطا دارم امید

میں برا ہوں بری باتیں کرتا ہوں برے انداز میں رہتا ہوں برے کام کرتا ہوں، باوجود ان خطاؤں کے تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں

منتہائے کارِ تو دائم کہ آمر زیدن است
زانکہ من از رحمتِ بے منتہاو دارم امید

اے مولا! بالاخر تو نے بخشنا ہے تو اس وجہ میں بے انتہا رحمت کی امید رکھتا ہوں

ہر کسے امید دارد از خدا وجز خدا
لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

ہر کوئی خدا سے خدا کے سوا کی امید رکھتا ہے لیکن عمر گزری ہے کہ میں تجھ سے تیری ہی (ذات کی) امید رکھتا ہوں

روشنی چشم از گریہ کم شد اے حبیب
ایں زماں از خاکِ کویت توتیا دارم امید

اے حبیب! رونے کی وجہ سے آنکھ کی روشنی کم ہو گئی اس وقت تیری گلی کی خاک کے سرے کی امید رکھتا ہوں

محی میگوید کہ خونِ من حبیب من بریخت
بعد ازیں کشتن از من لطفہا دارم امید

محی (عبدالقادر جیلانی) کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے اس قتل کے بعد بھی اسی کے لطف وکرم کی امید رکھتا ہوں

دوسری حمد

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما

بے حجابانہ آ میرے دل کے کاشانے میں کہ اس کے اندر تیر درد کے سوا کچھ بھی نہیں

فتنہ انگیز مشوکاکل مشکیں مکشائے
تابِ زنجیر نہ دارد دل دیوانۂ ما

فتنہ انگیز زلف عنبریں کو نہ کھول کہ میرا دل دیوانہ اس کی زنجیر کی گرفت کی تاب نہیں رکھتا

مرغِ باغِ ملکوتیم دریں دیرِ خراب
میشود نورِ تجلائے خدادانہ ما

اگر نکیر آئے اور پوچھے تمہارا رب کون ہے تو کہوں گا کہ وہ جس نے میرا دل دیوانہ چھین لیا ہے

با احد در لحد تنگ بگوئیم کہ دوست
آشنائیم توئی غیرِ تو بیگانہ ما

تنگ قبر میں خدائے واحد سے کہتا ہوں کہ اے دوست تو ہی میرا آشنا ہے باقی سب بیگانے ہیں

منکرِ نعرۂ ماکو کہ بما عربدہ کرد
تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانہ ما

ہمارے نعرے کا منکر جس نے ہم سے جھگڑا کیا تو قیامت تک ہمارا نعرہ مستانہ سنتا رہے گا

شکر للہ کہ نمردیم در سیدیم بدوست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مرنے سے پہلے محبوب تک پہنچ گئے ہیں ہماری ہمت مردانہ پر آفریں ہے

محی بر شمع تجلائے جمالش میسوخت
دوست میگفت زہے ہمتِ مردانہ ما

محی (محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی) اس کے تجلی جمال کی شمع پر جلتا ہے کہ دوست بھی پکار اٹھتا ہے میری ہمت مردانہ پر

تیسری حمد

اے ذکر ترا دردل ہر دم اثرے دیگر
وَے از تو بملکِ جاں دارم خبرے دیگر

اے! کہ تیرا ذکر ہر لحظہ دل میں نیا اثر کرتا ہے اور جان کے ملک میں تیرے متعلق عجیب خبر ملتی ہے

از تیرِ ملا متہا داریم دلِ مجروح
جز لطفِ تو مارا نیست واللہ سرے دیگر

تیرے ملامت کے تیر سے میرا دل زخمی رہتا ہے۔ تیرے لطف کے سواء ہمارے لیے کوئی نیا بھید نہیں ہے

زاں مَے کہ بما دادی درروزِ الست ایدوست
لُطف وکن مارادِہ جامے قدرے دیگر

اے دوست! اس شراب میں سے جو تو نے ہمیں روزِ الست دی تھی مہربانی کر کے ہمیں قدرے اور جام عطا کر

در خدمتِ حق گر تو مردانہ کمر بندی
بخشد بتو ہر لحظہ تاج و کمرے دیگر

اگر تو حق کی اطاعت میں مردانہ وار کمر بستہ ہو گیا ہے تو تجھے ہر لحظہ نیا تاج اور نئی کمر بند عطا ہوگی

درخانۂ بیر وزن یعنی لحدِ تاریک
برجانِ تو خواہد تافت شمس و قمرے دیگر

بغیر روزن کے گھر یعنی اندھیری قبر میں، تیری جان پر کوئی اور ہی سورج اور

چاند روشن ہوں گے

عیش و تن و جان و دل از رہگورے عشقت
عشرت نتواں کردن از رہگورے دیگر

تیرے عشق کی راہ میں جسم و جان و دل کی راحت ہے دوسری راہ سے یہ راحت نہیں مل سکتی

بردوخت دل و دیدہ از دیدنِ غیرِ حق
نبود دلِ مجنوں راجز ایں ہنرے دیگر

غیر حق کو دیکھنے سے دل اور آنکھ بند کرلی ہے مجنوں کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی کمال نہیں

ہرکس کہ درِ حق زد او ہمہ درہا تافت
زاں در نتواں رفتن ہرگز بہ درے دیگر

جس نے حق کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ اور دروازوں سے لوٹ گیا، وہ کسی اور دروازے پر نہیں جاسکتا

در آئینہ دل دیدہ محی رُخ یار و گفت
اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر

محی (عبدالقادر جیلانی) نے دل کے آئینے میں دوست کو دیکھ لیا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا ذکر ہر لحظہ دل میں نیا اثر کرتا ہے

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عربی قصائد

غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ان قصائد میں تحدیث نعمت کے طور پر اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کا ذکر کیا ہے جو کہ حکم ربانی بھی ہے واما بنعمة ربک فحدث ۔اور ارشاد نبوی بلکہ سنت نبوی بھی ہے۔انا حبیب اللّٰہ۔انا سید المرسلین ۔اس مسئلہ کی

تفصیل ہماری کتاب "شان مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ" میں دیکھی جا سکتی ہے جو ساری کتاب (ایک ہزار صفحات) ہی اس موضوع پر ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک صاحب حیثیت صحابی کو پیوند لگے کپڑوں میں دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی نعمت کا اظہار کرو۔

پھر یہ ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خود بھی وضاحت فرمادی ہے:

۔ وما قلت هذا القول فخرا وانما

اتى الاذن حتى يعرفون حقيقتي

میں نے یہ سب کچھ فخریہ نہیں کہا بلکہ اللہ کے حکم سے کہا ہے تاکہ لوگ میری حقیقت جانیں۔ جب آپ کا کھانا پینا اللہ کے حکم سے ہے تو بولنا بھی اللہ کے حکم سے ہی ہوا۔ چونکہ آپ کے علاوہ کوئی کماحقہ آپ کی تعریف نہ کر سکتا تھا اس لیے ضروری تھا کہ ان حقائق سے آپ ہی پردہ اٹھائیں تاہم جن کی ذہنی سطح اتنی بلند نہ ہو وہ آپ کا کلام پڑھ کر بدگمانی کر کے مردود ہونے کی بجائے مناسب تاویل کر کے محبوب بننے کی کوشش کریں یا علماء سے رابطہ کریں کیونکہ طوالت کے خوف سے تشریح چھوڑ دی گئی ہے۔ حدیث قدسی ہے میں اپنے ولی کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ (بخاری شریف)

تیری ذات ہے بے شک لاثانی ، یا غوث اعظم جیلانی
کرو دور میری یہ حیرانی ، یا غوث اعظم جیلانی
مجھے رنج و الم نے گھیرا ہے ، اِک سرا ہے تو تیرا ہے
تیرے ہوتے ہو کیوں یہ پریشانی ، یا غوث اعظم جیلانی
بے تاب ہے دل ناشاد ہے دل ، ناکام ہے دل برباد ہے دل
کب تک یہ رہے گی ویرانی ، یا غوث اعظم جیلانی
گر قابل ہوں تو تیرا ہوں ، ناقابل ہوں تو تیرا ہوں
کر لینا قبول ثنا خوانی ، یا غوث اعظم جیلانی

اعظم کو نہیں دولت کی ہوس، عظمت کی ہوس شوکت کی ہوس
ملے آپ کے در کی دربانی یا غوث اعظم جیلانی

بعض لوگوں نے آپ کے قصائد کو خواہ مخواہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ آپ کی سوانح کی انتہائی معتبر کتاب بہجۃ الاسرار میں ان قصائد کو اور بالخصوص قصیدہ غوثیہ کو آپ ہی کا قصیدہ قرار دیا گیا ہے اور ہزار ہا علماء و اولیاء اور صاحبان کشف اور مقربان خدا نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی اس لیے اس حقیقت کا انکار سوائے تعصب و جہالت کے کچھ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے خود آخر میں اپنا نام اور لقب ظاہر فرمایا

ان الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجال
انا الجیلی محی الدین اسمی
واعلامی علی راس الجبال
وعبدالقادر المشهور اسمی
وجدی صاحب العین الکمال

پہلا قصیدہ (قصیدہ غوثیہ)

سَقَانِیْ الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ

عشق نے مجھ کو پلائی وصل دلبر کی شراب تب کہا میں نے یہ مے سے آ میری جانب شتاب
داد جاناں در کفم جام وصال گفتم اے ساقی بمن کن انتقال

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

دوڑ کر آئی میری جانب پیالوں میں بھری کر گئی سب دوستوں میں بھی اثر مستی مری
پس بیامد پیش من باجا جہا پس زخود رفتم میانِ اہل حال

وَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ اُدْخُلُوْ اَنْتُمْ رِجَالِیْ

پس کہا میں نے یہ سب قطبو! لے کر آؤ سب کے سب
اور مریدوں میں میرے ہو جائے داخل جلد اب
پس بگفتم جملہ اقطاب را درخمار من درآئید اے رجال

وَهُمُّوْ وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

کر کے ہمت سب پیو لشکر ہو تم میرا تمام دے رہا ہے قوم کا ساقی بھی بھر بھر کے جام
در کشید از شوق اے ریدانِ من زخمار من بجہد ایں نوال

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ

مست جب میں ہوگیا تم نے مرا جوٹھا پیا مرے قرب و شان کو ہو کب پہنچ سکتے بھلا
دروے از پیمانہ خوردہ اید مرشارا شان ام باشد محال

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

شک نہیں اس میں کہ ہے عالی تمہارا مرتبہ پر مرا تم سب سے بڑھ کر ہے ہمیشہ مرتبہ
گرچہ بس عالیست جا ہائے شما از مقام من بود صف تعال

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

منزل قرب الٰہی میں ہوں میں یکتا کمال ہوں ترقی پر سدا کافی ہے مجھ کو ذوالجلال

من یگانہ در جناب قربتم بمدارج برنم بس ذوالجلال

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
وَمَنْ ذَافِي الرِّجَالِ اُعْطِيْ مِثَالِيْ

باز سب شیخوں پہ ہوں اونچی مری پرواز ہے مجھ سی ہے کس پر عطا مجھ کو خدا پر ناز ہے
شاہ بازم من زہر پیرو جوان کیست آنکہ یافتہ چوں من کمال

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطَرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

جس پہ گلکاری اولوالعزمی کی وہ خلعت دیا اور کمالیت کا تاج اس نے ہے سر پر رکھ دیا
خلعتم پوشاند حق بانقش عزم ساخت سلطانم بد یہیم کمال

وَاَطْلَعَنِيْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ
وَقَلَّدَنِيْ وَاَعْطَانِيْ سُؤَالِيْ

اور قدیمی راز پر اپنے مجھے محرم کیا ہار پہنایا مجھے عزت کا اور سب کچھ دیا
اطلاعم دادہ برراز قدیم خواجہ ام بنمودہ باندک سوال

وَوَلَّانِيْ عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُكْمِيْ نَافِذٌ فِيْ كُلِّ حَالٍ

مجھ کو سب قطبوں پہ اس نے کر دیا ہے حکمراں ساری خلقت پہ ہے ہر دم حکم اب میرا رواں
والیم برجملۂ اقطاب ساخت حکم من جاری شدہ درجملہ حال

فَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ

پھینک دوں دریا کے اندر بھید کو اپنے اگر خشک ہو دم میں رہے پانی نہ اس میں بوند بھر
پس بدریا راز خود گرافگنم خشک گرد وچوں زمین پامال

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّىْ فِىْ جِبَالٍ
لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

بھید کو اپنے پہاڑوں پر اگر ڈالوں کہیں ریزہ ریزہ ہو کے چھپ جائیں وہ ریتے میں کہیں
راز خود گر افگنم بر کوہسار ریزہ پوشیدہ گردد دررمال

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّىْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِىْ

پھینک دوں گر راز کو اپنے کبھی میں آگ پر ستر کی تاثیر سے ٹھنڈی وہیں ہو سر بسر
راز خود گر افگنم بر آتشے سرد خاموش میشود وازسر حال

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّىْ فَوْقَ مَيْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى تَعَالٰى

پھینک دوں مردہ کے اوپر بھید کو اپنے اگر اٹھ کھڑا ہو قدرت خلاق سے وہ جلد تر
راز خود گر افگنم بر مردہ مردہ برخیزد بحکم ذوالجلال

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِىْ اِلَّا اَتَالِىْ

ہے نہیں ہوتا بسر کوئی مہینہ یا زماں جب تلک مجھ سے اجازت لے نہ وہ آکر یہاں
نگذرد زاں ہیچ ماہ وہیچ سال کو نمی آید مرا بہر مقال

وَتُخْبِرُنِىْ بِمَا يَاْتِىْ وَيَجْرِىْ
وَتُعْلِمُنِىْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالٍ

جو گزرتا ہے جہاں میں اس پر دیویں اطلاع سب خبر ہوتی ہے مجھ کو چھوڑ دے یکسر نزاع
در حوادث می نمایندم خبر دوستداراں بگوریدا ز قیل وقال

مُرِيْدِىْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّىْ
وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

چین کر خوش رہ میری طالب تجھیں پرواہ ہے کیا کر جو تیرے جی میں آئے اسم ہے عالی مرا
عاشقانش مست بر گور حر عشق کوششے بما بلند از حسب حال

مُرِيْدِيْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّيْ
عَطَانِيْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

طالبا مت ڈر کہ اللہ ہے میرا پروردگار جس نے دی ہے مجھ کو رفعت اور کیا عالی وقار
غم مخور عاشق کہ حق رب من است پایہ ام داد ورسیدم بر منال

طُبُوْلِيْ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِيْ

آسماں پر اور زمیں پر میرے نقارے بجے اور نقیبان سعادت چلتے ہیں آگے مرے
دردو عالم کوس اقبالم زدند پایہ عُظَم عیاں شد در منال

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِيْ تَحْتَ حُكْمِيْ
وَوَقْتِيْ قَبْلَ قَلْبِيْ قَدْ صَفَالِيْ

ملک حق ہے ملک میرا اس پہ ہے قبضہ مرا دل سے پہلے وقت میرا صاف حق نے کر دیا
زیر فرمانم ہمہ ملکِ خدا است وقت من خوش گشتہ پیش از انتقال

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِ

شرق سے غرب تک دیکھا سبھی ملک خدا مجھ کو سب معلوم مثل دانہ خردل ہوا
درنگاہ من ہمہ ملک خدائی ذرۂ باشد بحکم اتصال

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ
عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

چلتے ہیں سارے ولی بس اپنی اپنی چال پر ہے قدم میرا فقط بر سنت خیر البشر
ہر ولی را مرتبہ داد ند و من پیرو پیغمبرم بدر کمال

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

پڑھ کہ میں علم طریقت ہوگیا قطب زماں ہے سعادت پر مجھے پہچانا حق نے بیگماں
علم حق خواندم کہ گشتم قطب وقت نیک بختی یافتم اندر کمال

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

ڈر مخالف سے نہ بالکل میرے طالب زینہار ہوں دلاور اور قوی بیشک بوقت کارزا
عاشقا! ہرگز مترس از بد سگال من دلیرم عازیم اندر قتال

اَنَا الْحَسَنِیْ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

ہوں میں اولاد حسن سے اور مری مخدع ہے جا سارے ولیوں کی ہے گردن پر قدم بیشک مرا
باحسن منسوبم ومخدع مقام پائے من برگردن مردان حال

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

ہے وطن گیلان سب کہتے ہیں محی الدیں مجھے ہیں پہاڑوں پر مرے اقبال کے جھنڈے گڑے
من محی الدین ومن جیلانی ام کوہ زیر حکم من در امتثال

وَعَبْدُالْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

نام ہے مشہور عبدالقادر عالم میں مرا صاحب عین الکمالی ہے مرا نانا ہوا
نام من مشہور • عبدالقادر است جد من شد صاحب ذات کماں

(ترجمہ فارسی واردو از مولانا محمد داؤد فاروقی)

کسی مقبول کے تم سے سوا کیا دلربائی ہو
کہ محبوب خدا ہو اور مقبول خدائی ہو
کرم میں، فیض میں، جود و سخا میں دلربائی میں
غرض ہر آن میں محبوب شان کبریائی ہو
یہ سر ہو یا الٰہی اور ہو "بغداد" کا رستہ
یہ دل ہو اور اس میں ان کی الفت کی سمائی ہو
تمہاری چاہ ہو خواہش ہو الفت ہو تمنا ہو
جگر ہو سوز ہو آتش ہو دل ہو بینوائی ہو
غلاموں میں اگر احقر کو اپنے لیجئے شاہا
بھلا اس سے بھلی پھر کون سی اس کو بھلائی ہو

دوسرا قصیدہ

نَظَرْتُ بِعَيْنِ الْفِكْرِ فِيْ حَانِ حَضْرَتِيْ
حَبِيْبًا تَجَلّٰى لِلْقُلُوْبِ فَحَنَّتِ

میں نے دوست کو اپنے قرب خاص کے وقت بچشم تفکر دیکھا وہ دلوں پر جلوہ گر ہوا تو دل اس کے مشتاق ہو گئے

سَقَانِيْ بِكَاسٍ مِنْ مُدَامَةِ حُبِّهٖ
فَكَانَ مِنَ السَّاقِيْ خُمَارِيْ وَسُكْرَتِيْ

مجھے دوست نے اپنی شراب محبت کا جام پلایا پس میری مستی اور مدہوشی ساقی ہی کی طرف سے ہے

يُنَادِمُنِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ
وَمَا زَالَ يَرْعَانِيْ بِعَيْنِ الْمَوَدَّةِ

وہ ہر دن اور رات میں میرا ساتھی ہے اور ہمیشہ محبت کی نگاہ سے میری رعایت فرماتا ہے

ضَرِیْحِیْ بَیْتُ اللّٰہِ مَنْ جَاءَ زَارَہٗ
یُھَرْوَلُ لَہٗ یَحْظٰی بِعِزٍّ وَّرِفْعَۃٖ

میری قبر شریف اللہ کا گھر ہے جو اس کی زیارت کو آئے گا اور سعی کرے گا عزت و بلندی سے بہرہ ور ہوگا

وَسِرِّیْ سِرُّاللّٰہِ سَارٍ بِخَلْقِہٖ
فَلُذْ بِجَنَابِیْ اِنْ اَرَدْتَ مَوَدَّتِیْ

میرا باطن اللہ کا بھید ہے اس کی مخلوق میں سرایت کیے ہوئے ہے تو میری بارگاہ میں پناہ لے اگر میری دوستی چاہتا ہے

وَاَمْرِیْ اَمْرُاللّٰہِ اِنْ قُلْتُ کُنْ یَکُنْ
وَکُلٌّ بِاَمْرِاللّٰہِ فَاحْکُمْ بِقُدْرَتِیْ

اور میرا حکم اللہ کا حکم ہے اگر میں کہوں ہو جا تو ہو جاتا ہے اور میری یہ سب قدرت اللہ کے حکم سے ہے

وَاَصْبَحْتُ بِالْوَادِی الْمُقَدَّسِ جَالِسًا
عَلٰی طُوْرِ سَیْنَا قَدْ سَمَوْتُ بِخِلْعَتِیْ

اور میں نے صبح کی وادی مقدس میں بیٹھے طور سینا پر اور میں اپنی پوشاک (مقام و مرتبہ) کے ساتھ اونچا ہو گیا

وَطَابَتْ لِیَ الْاَکْوَانُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ
فَصِرْتُ لَھَا اَھْلًا بِتَصْحِیْحِ نِیَّتِیْ

اور خوشگوار ہو گئے میرے لیے موجودات ہر پہلو سے پس میں اپنی صحت نیت کے سبب اس کے لیے اہل ہو گیا

فَلِیْ عَلَمٌ عَلٰی ذِرْوَۃِ الْمَجْدِ قَائِمٌ
رَفِیْعُ الْبِنَا تَأْوِیْ لَہٗ کُلُّ اُمَّۃٍ

پس میرا جھنڈا قائم ہے بزرگی کی چوٹی پر اونچی بنیاد والا جس کی طرف ساری امت پناہ لیتی ہے

فَلَا عِلْمَ اِلَّا مِنْ بِحَارٍ وَرَدْتُّہَا
وَلَا نَقْلَ اِلَّا مِنْ صَحِیْحِ رِوَایَتِیْ

پس کوئی علم نہیں سوائے ان علوم کے سمندروں کے جن پر میں وارد ہوا ہوں اور کوئی روایت نہیں جو میری صحیح روایت سے نہ ہو

عَلَی الدُّرَّۃِ الْبَیْضَاءِ کَانَ اجْتِمَاعُنَا
وَفِیْ قَابَ قَوْسَیْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّۃِ

سفید موتی (لوح محفوظ) کے سامنے ہمارا اجتماع تھا اور قاب قوسین (قرب خاص) میں دوستوں کا ملاپ

وَعَایَنْتُ اِسْرَافِیْلَ وَاللَّوْحَ وَالرِّضَا
وَشَاھَدْتُ اَنْوَارَ الْجَلَالِ بِنَظْرَتِیْ

اور میں نے اسرافیل اور لوح محفوظ اور رضائے الٰہی کا معائنہ کیا اور اپنی نظر سے انوار جلال کا مشاہدہ کیا

وَشَاھَدْتُ مَا فَوْقَ السَّمٰوٰتِ کُلِّھَا
کَذَا الْعَرْشُ وَالْکُرْسِیُّ فِیْ طَیِّ قَبْضَتِیْ

اور میں نے تمام آسمانوں کے اوپر مشاہدہ کیا یونہی عرش اور کرسی میرے قبضے کی لپیٹ میں ہیں

وَکُلُّ بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ حَقِیْقَۃً
وَاَقْطَابُھَا مِنْ تَحْتِ حُکْمِیْ وَطَاعَتِیْ

اور اللہ تعالیٰ کے تمام شہر حقیقت میں میرے ملک ہیں اور اس کے تمام اقطاب میرے زیر فرمان واطاعت ہیں

وُجُوْدِیْ سَرٰی فِیْ سِرِّ سِرِّ الْحَقِیْقَةِ
وَمَرْتَبَتِیْ فَاقَتْ عَلٰی کُلِّ رُتْبَةِ

اور میرے وجود نے حقیقت کے بھید کی پوشیدگی میں سیر کی اور میرا مرتبہ ہر مرتبے سے اونچا ہو گیا،

وَذِکْرِیْ جَلَا الْاَبْصَارَ بَعْدَ غَشَائِهَا
وَاَحْیَا فُؤَادَ الصَّبِّ بَعْدَ الْقَطِیْعَةِ

اور میرے ذکر نے اندھی آنکھوں کو روشن کر دیا اور عاشق کے دل کو زندہ کر دیا بعد انقطاع کے

حَفِظْتُ جَمِیْعَ الْعِلْمِ صِرْتُ طِرَازَهٗ
عَلٰی خِلْعَةِ التَّشْرِیْفِ فِیْ حُسْنِ طَلْعَةِ

میں نے سارے علم حفظ کر لیے اور اس کا زیور بن گیا لباس شرافت میں حسن صورت میں

قَطَعْتُ جَمِیْعَ الْحُجْبِ لِلّٰهِ صَاعِدًا
فَمَا زِلْتُ اَرْقٰی سَائِرًا فِی الْمَحَبَّةِ

میں نے ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سب حجابات طے کر لیے پس میں ہمیشہ سب سے ترقی کرتا رہا

تَجَلّٰی لِیَ السَّاقِیْ وَقَالَ اِلَیَّ قُمْ
فَهٰذَا شَرَابُ الْوَصْلِ فِیْ حَانِ حَضْرَتِیْ

میرے لیے ساقی نے جلوہ فرمایا اور کہا میری طرف کھڑے ہو جاؤ یہ لو شراب وصل میرے قرب خاص کے وقت

تَقَدَّمْ وَلَا تَخْشٰی کَشَفْنَا حِجَابَنَا
تَمَلّٰی هَنِیْئًا بِالشَّرْبِ وَرُؤْيَتِی

آگے بڑھو اور مت ڈرو ہم نے اپنے حجاب اٹھا دیئے ہیں شراب وصل اور میرے دیدار سے خوشگوار نفع اٹھاؤ

شَطَحْتُ بِهَا شَرْقًا وَغَرْبًا وَقِبْلَةً
وَبَرًّا وَبَحْرًا مِنْ نَفَائِسِ خَمْرَتِیْ

میں نے اپنی شراب وصل کے عمدہ حصے مشرق ومغرب آگے پیچھے بحروبر میں پھیلا دیئے ہیں

وَلَاحَتْ لِیَ الْاَسْرَارُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ
وَبَانَتْ لِیَ الْاَنْوَارُ مِنْ کُلِّ وِجْهَتِیْ

اور میرے لیے ہر طرف سے بھید ظاہر ہو گئے اور ہر جانب سے میرے لیے انوار ظاہر ہو گئے

وَشَاهَدْتُ مَعْنٰی لَوْ بَدَا کَشْفُ سِرِّهٖ
بِصُمِّ الْجِبَالِ الرَّاسِیَاتِ لَدُکَّتِ

میں نے ایسی حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ اگر اس کے بھید کا کھلنا سخت مضبوط پہاڑوں پر ظاہر ہو تو ریزہ ہو جائیں

وَمَطْلَعَ شَمْسِ الْاُفْقِ ثُمَّ مُغِیْبَهَا
وَاَقْطَارَ اَرْضِ اللّٰهِ فِیْ حَالِ خَطْوَتِیْ

اور آسمانی سورج کے طلوع کا مقام پھر اس کے غروب ہونے کی جگہ اور اللہ تعالیٰ کی زمین کے سب کونے میرے ایک قدم کے فاصلے کے اندر ہیں

اُقَلِّبُهَا فِیْ رَاحَتِیْ کَکُوْرَةٍ
اَطُوْفُ بِهَا جَمْعًا عَلٰی طُوْلِ لَمْحَتِیْ

میں ان کو اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک کجاوے کی طرح الٹ پلٹ کرتا ہوں سب کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں

اَنَا قُطْبُ اَقْطَابِ الْوُجُوْدِ حَقِيْقَةً
عَلٰى سَائِرِ الْاَقْطَابِ عِزِّىْ وَحُرْمَتِىْ

میں حقیقت میں اقطاب کائنات کا قطب ہوں، تمام اقطاب پر میری عزت و حرمت لازم ہے

تَوَسَّلْ بِنَا فِىْ كُلِّ هَوْلٍ وَشِدَّةٍ
اَغِيْثُكَ فِى الْاَشْيَاءِ طُرًّا بِهِمَّتِىْ

ہر خوف اور سختی میں ہمارا وسیلہ پکڑ، میں اپنی ہمت کے ساتھ تمام چیزوں میں تیری مدد کروں گا

اَنَا لِمُرِيْدِىْ حَافِظٌ مَا يَخَافُهٗ
وَاَحْرُسُهٗ مِنْ كُلِّ شَرٍّ وَّفِتْنَةٍ

میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور فتنے سے اس کی حفاظت کرتا ہوں

مُرِيْدِىْ اِذَا مَا كَانَ شَرْقًا وَّمَغْرِبًا
اُغِثْهُ اِذَا مَا صَارَ فِىْ اَىِّ بَلْدَةٍ

میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو

فَيَا مُنْشِدًا لِّلنَّظْمِ قُلْهُ وَلَا تَخَفْ
فَاِنَّكَ مَحْرُوْسٌ بِعَيْنِ الْعِنَايَةِ

پس اے اس قصیدے کے پڑھنے والے اسے پڑھ اور خوف نہ کر تو بلاشبہ چشم عنایت محفوظ ہے

فَكُنْ قَادِرِيَّ الْوَقْتِ لِلّٰهِ مُخْلِصًا
تَعِيْشُ سَعِيْدًا صَادِقًا لِلْمَحَبَّةِ.

پس تو وقت کا قادری ہو جا اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص، زندگی گزارے گا سعادت مند اور محبت میں سچا ہو کر

وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْنِیْ مُحَمَّدًا
اَنَا عَبْدُ قَادِرٍ دَامَ عِزِّیْ وَرِفْعَتِیْ

اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میری مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں عبدالقادر ہوں میری عزت بلندی دائمی ہے۔

رب نے غوث نوں شاہی دتی کل جہاناں اتے
دھرتی کی ! ہے غوث دی شاہی سب آسماناں اتے
شاناں والے ولی نے اے غوث دیاں شاناں اتے
غوث میرے دا اے قبضہ صائم ساڈیاں جاناں اُتے

تیسرا قصیدہ

شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ وَالِى الْوِلَايَةِ
وَقَدْ مَنَّ بِالتَّصْرِيْفِ فِىْ كُلِّ حَالَةِ

میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ والی ہے کل ولایت کا اور اس نے ہر حالت میں ردوبدل کا احسان فرمایا ہے

سَقَانِیْ رَبِّیْ مِنْ كُؤُسِ شَرَابِهٖ
وَاَسْكَرَنِیْ حَقًّا فَهِمْتُ بِسَكْرَتِیْ

میرے رب نے مجھ کو اپنی شراب محبت کے پیالے پلائے اور درحقیقت اس نے مجھے مست کر دیا پس میں اپنی شراب معرفت سے مست ہو گیا

وَمَلَّکَنِیْ جَمْعَ الْجِنَانِ وَمَا حَوَتْ
وَکُلُّ مُلُوْکِ الْعَالَمِیْنَ رَعِیَّتِیْ

اور مجھے اس نے تمام دلوں کا اور جن اسرار پر دل حاوی ہیں ان کا مالک بنایا اور جہانوں کے جملہ سلاطین میری رعیت ہیں

وَفِیْ حَانِنَا فَادْخُلْ تَرَی الْکَاسَ دَائِرًا
وَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِیْ

اور ہماری شراب معرفت کی دکان میں داخل ہو تو پیالہ کو گھومتا دیکھے گا اور نہیں پیا عشاق نے مگر میرا بچا کچھا

رُفِعْتُ عَلٰی مَنْ یَدَّعِی الْحُبَّ فِی الْوَرٰے
فَقَرَّبَنِی الْمَوْلٰی وَفُزْتُ بِنَظْرَۃِ

ہر مدعی محبت پر مخلوق میں مجھے اونچا کر دیا گیا، پھر دوست نے مجھے قریب کر لیا اور میں دیدار میں کامیاب ہو گیا

وَجَالَتْ خُیُوْلِی فِی الْاَرَاضِیْ جَمِیْعِهَا
وَدُقَّتْ لِیَ الْکَاسَاتُ مِنْ کُلِّ وِجْهَۃِ

اور میری سلطنت کے گھوڑے زمین کے سب علاقوں میں دوڑ گئے اور مجھ سے (شراب محبت کی طلب میں) ہر طرف پیالے کھنکائے گئے

وَدُقَّتْ لِیَ الْکَاسَاتُ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَا
وَاَهْلُ السَّمَا وَالْاَرْضِ تَعْلَمُ سَطْوَتِیْ

اور مجھ سے (طلب کے لیے) زمین اور آسمانوں میں پیالے کھنکائے گئے اور آسمانوں اور زمین والے میری شان جلالت کو جانتے ہیں

وَنَاؤُسُ مُلْکِیْ سَارَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا
وَصِرْتُ لِاَهْلِ الْکَرْبِ غَوْثًا وَرَحْمَۃِ

اور میری حکومت کے نقیب مشرق و مغرب میں گھوم گئے اور میں دکھیوں کے لیے دستگیر اور رحمت والا ہو گیا

وَمَنْ كَانَ قَبْلِيْ يَدَّعِيْ فِيْكُمُ الْهَوٰى
يُطَاوِلُنِيْ اِنْ كَانَ يَقْوٰى لِسَطْوَتِيْ

اور مجھ سے پہلے جو تم میں دعویٰ عشق کرتا تھا اگرچہ طاقتور تھا میرے دبدبے کے سبب ٹال مٹول کرتا ہے

شَرِبْتُ بِكَاسَاتِ الْغَرَامِ سُلَافَةً
بِهَا انْتَعَشْتُ قَلْبِيْ وَجِسْمِيْ وَمُهْجَتِيْ

میں نے بہترین شراب معرفت محبت کے پیالوں سے پی ہے اور اسی کے ساتھ میں نے اپنے دل اور جسم و جان کو بلند کیا ہے

وَقَفْتُ بِبَابِ اللّٰهِ وَحْدِيْ مُوَحِّدًا
وَنُوْدِيْتُ يَا جِيْلَانِيْ ادْخُلْ لِحَضْرَتِيْ

میں تنہا اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی میری حضوری کے لیے داخل ہو

وَنُوْدِيْتُ يَا جِيْلَانِيْ ادْخُلْ وَلَا تَخَفْ
عُطِيْتُ اللِّوٰى مِنْ قَبْلِ اَهْلِ الْعِنَايَةِ

اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی داخل ہو اور مت ڈرو میں اہل عنایت سے پہلے جھنڈا دیا گیا ہوں

ذِرَاعِيْ مِنْ فَوْقِ السَّمٰوٰتِ كُلِّهَا
وَمِنْ تَحْتِ بَطْنِ الْحُوْتِ اَمْدَدْتُ رَاحَتِيْ

میری کلائی سب آسمانوں کے اوپر سے ہے اور میں نے اپنا ہاتھ (زمین کے نیچے) مچھلی کے پیٹ کے نیچے دراز کر رکھا ہے

وَاَعْلَمُ نَبَاتَ الْاَرْضِ كَمْ هُوَ نَابِتٌ
وَاَعْلَمُ رَمْلَ الْاَرْضِ كَمْ هُوَ رَمْلَةٍ

اور میں زمین کے اگاؤ کو جانتا ہوں کہ وہ کتنا اگا ہوا ہے اور میں زمین کی ریت کو جانتا ہوں کہ وہ کتنے ذرے ہیں

وَاَعْلَمُ عِلْمَ اللّٰهِ اُحْصِيْ حُرُوْفَهٗ
وَاَعْلَمُ مَوْجَ الْبَحْرِ كَمْ هُوَ مَوْجَةٍ

اور میں اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتا ہوں مجھے اس کے حروف کا شمار ہے اور میں سمندر کی موجوں کو جانتا ہوں کہ وہ کتنی ہیں

وَلِيْ نَشْأَةٌ فِي الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ آدَمَ
وَسِرِّيْ سَرٰى فِي الْكَوْنِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِيْ

اور میری کونپل محبت میں آدم سے پہلے ہے اور میرا بھید جہان میں میری پیدائش سے پہلے پوشیدہ ہے

وَسِرِّيْ فِي الْعُلْيَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ
فَكُنَّا بِسِرِّ اللّٰهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

اور میرا بھید بلندی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا پس ہم اللہ کے بھید میں نبوت سے پہلے تھے

مَلَكْتُ بِلَادَ اللّٰهِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا
وَاِنْ شِئْتُ اَفْنَيْتُ الْاَنَامَ بِلَحْظَتِيْ

میں اللہ کے شہروں کے مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا اور اگر میں چاہوں تو لوگوں کو اپنی آنکھ جھپکنے میں فنا کر دوں

وَقَالُوْا فَاَنْتَ الْقُطْبُ قُلْتُ مُشَاهِدًا
وَاَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ

اور انہوں نے کہا کہ آپ قطب ہیں میں نے مشاہدہ کرتے ہوئے کہا کہ میں ہر گھڑی اللہ کی لکھت پڑھتا ہوں

وَنَاظِرُ مَا فِی اللَّوْحِ مِنْ کُلِّ آیَۃٍ
وَمَا قَدْرَاَیْتُ مِنْ شُھُوْدٍ بِمُقْلَۃٍ

اور میں لوح محفوظ میں ہر نشانی دیکھنے والا ہوں اور جو میں نے اپنی آنکھ سے ظاہر دیکھا ہے

فَمَنْ کَانَ یَھْوَانَا یَجِیٔ لِمَحَلِّنَا
وَیَدْخُلُ حِیَ السَّادَاتِ یَلْقَی الْغَنِیْمَۃِ

تو جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہمارے پاس آجائے اور سادات کی چراگاہ میں داخل ہو جائے غنیمت پالے گا

وَقَالُوْ اِلِی یَا ھٰذَا تَرَکْتَ صَلَاتَکَ
وَلَمْ یَعْلَمُوْ اَنِّیْ اُصَلِّیْ بِمَکَّۃِ

اور وہ بولے یہ تم نے اپنی نماز چھوڑ دی ہے اور انہوں نے جانا نہیں کہ میں تو نماز مکہ شریف میں پڑھتا ہوں

وَلَا جَامِعٌ اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ مِنْبَرٌ
وَلَا مِنْبَرٌ اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ خُطْبَتِیْ

اور کوئی جامع مسجد نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا منبر ہے اور کوئی منبر نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا خطبہ ہے

وَلَا عَالِمٌ اِلَّا بِعِلْمِیْ عَالِمٌ
وَلَا سَالِکٌ اِلَّا بِفَرْضِیْ وَسُنَّتِیْ

اور کوئی عالم نہیں مگر میرے علم کے ساتھ عالم ہے اور کوئی سالک نہیں مگر میرے فرض و سنت کے ساتھ

وَلَوْ لَا رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالْعَھْدِ سَابِقًا
لَاَغْلَقْتُ بُنْیَانَ الْجَحِیْمِ بِعَظْمَتِیْ

اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد سابق (بخشش امت کے لیے) نہ ہوتا تو ضرور اپنی عظمت کی وجہ سے عمارت جہنم کے دروازے بند کر دیتا

مُرِیْدِیْ لَکَ الْبُشْرٰی تَکُوْنُ عَلَی الْوَفَا
اِذَا کُنْتَ فِیْ ھَمٍّ اُغِثْکَ بِھِمَّتِیْ

اے میرے مرید تیرے لیے خوشخبری ہے تو وفادار ہے جب کہ جو غم میں ہوگا اپنی ہمت کے ساتھ تیری دستگیری کروں گا

مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا
لِاَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمِ الْقِیَامَۃِ

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ پختہ ارادت ہوتا کہ میں دنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں

اَنَا لِمُرِیْدِیْ حَافِظٌ مَا یَخَافُہٗ
وَاُنْجِیْہِ مِنْ شَرِّ الْاُمُوْرِ وَبَلْوَۃِ

میں اپنے مرید کا محافظ ہوں جس چیز سے کہ وہ ڈرے اور میں معاملات کی برائی اور سختی سے اسے نجات دلاتا ہوں

وَکُنْ یَا مُرِیْدِیْ حَافِظًا لِعُھُوْدِنَا
اَکُنْ حَاضِرَ الْمِیْزَانِ یَوْمَ الْوَقِیْعَۃِ

اور اے میرے مرید تو ہمارے وعدوں کا محافظ ہو جائیں بروز قیامت میزان پر حاضر ہوں گا

اَنَا کُنْتُ فِی الْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ
وَفِیْ قَابَ قَوْسَیْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّۃِ

میں بلندیوں میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

أَنَا كُنْتُ مَعَ نُوحٍ أُشَاهِدُ فِي الْوَرٰى
بِحَارًا طُوفَانًا عَلٰى كَفِّ قُدْرَتِي

میں نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا مشاہدہ کرتا تھا مخلوق میں دریاؤں اور طوفان کا اپنے دست قدرت پر

وَكُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيمَ مُلْقٰى بِنَارِهٖ
وَمَا بَرِدَ النِّيرَانُ اِلَّا بِدَعْوَتِي

اور میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ ٹھنڈی نہ ہوئی مگر میری دعا سے

اَنَا كُنْتُ مَعَ رَاعِي الذَّبِيحِ فِدَاءَهٗ
وَمَا نَزَلَ الْكَبْشَانُ اِلَّا بِفَتْوَتِي

میں اسماعیل کے والد علیہما السلام کے ساتھ تھا ان کے فدیے کے وقت اور مینڈھا نازل نہ ہوا مگر میری ہی جوانمردی کے سبب

أَنَا كُنْتُ مَعَ يَعْقُوبَ فِي غَشْوِ عَيْنِهٖ
وَمَا بَرِئَتْ عَيْنَاهُ اِلَّا بِتَفْلَتِي

میں یعقوب علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ ان کی آنکھ بند ہوگئی اور نہیں آئیں ان کی آنکھیں مگر میرے لعاب دہن سے

اَنَا كُنْتُ مَعَ اِدْرِيسَ لَمَّا ارْتَقَى الْعُلَا
وَاَقْعَدْتُهُ الْفِرْدَوْسَ اَحْسَنَ جَنَّتِي

میں ادریس علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ بلندی پر چڑھے اور میں نے ان کو اپنی بہترین جنت میں بٹھادیا

اَنَـا کُـنْـتُ مَـعَ مُـوسٰـی مُـنَـاجَـاۃَ رَبِّـهٖ
وَمُوسٰی عَـصَـاهُ مِنْ عَصَایَ اسْتَمَدَّتِ

میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے
اور موسیٰ علیہ السلام کا عصاہ میرے سا ستمد اد کے عصاؤں میں سے (ایک عصا) تھا

اَنَـا کُـنْـتُ مَـعَ اَیُّـوْبَ فِـی زَمَـنَ الْبَلَا
وَمَـا بَـرِئَـتْ بَلْـوَاهُ اِلَّا بِـدَعْـوَتِـیْ

میں ایوب علیہ السلام کے ساتھ تھا جب وہ آزمائش میں مبتلا تھے اور ان کی بلا
دور نہ ہوئی مگر میری دعا سے

اَنَا کُنْتُ مَعَ عِیْسٰی وَفِی الْمَهْدِنَاطِقًا
وَاَعْـطَیْـتُ وَدَاوٗدَ حَلَاوَ ۃَ نَـغْـمَۃِ

میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ جھولے میں بولتے تھے اور میں
نے داؤد کو نغمے کی مٹھاس عطا کی

اَنَـا الـذَّاکِـرُ الْـمَـذْکُوْرُ ذِکْرًا لِّذَاکِـرِ
اَنَـا الشَّـاکِـرُ الْـمَشْـکُـوْرُ شُکْرًا بِنِعْمَۃِ

میں مذکور کا ذاکر ہوں ذکر ہوں ذاکر کے لیے میں مشکور کا شاکر ہوں نعمت کا
شکر ہوں

اَنَـا الْـعَـاشِـقُ الْمَعْشُوْقُ فِی کُلِّ مُضْمِرِ
اَنَـا السَّـامِـعُ الْـمَـسْـمُـوْعُ فِی کُلِّ نَغْمَۃِ

میں عاشق ہر دل کے اندر معشوق ہوں میں سننے والا ہر نغمے کے اندر سنایا گیا ہوں

اَنَـا الْـوَاحِـدُ الْـفَـرْدُ الْـکَـبِیْـرُ بِـذَاتِـهٖ
اَنَـا الْـوَاصِـفُ الْـمَـوْصُـوْفُ شَیْخُ الطَّرِیْقَۃِ

میں اپنی ذات پر یگانہ اور فرد کبیر ہوں میں صفت کرنے والا صفت کیا گیا شیخ

طریقت ہوں

وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَّاِنَّمَا
اَتَی الْاِذْنُ حَتّٰی يَعْرِفُوْنَ حَقِيْقَتِیْ

اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچان لیں

وَمَا قُلْتُ حَتّٰی قِيْلَ لِیْ قُلْ وَلَا تَخَفْ
فَاَنْتَ وَلِیِّ فِیْ مَقَامِ الْوَلَايَةِ

اور میں نے نہیں کہا یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ کہہ اور مت ڈر پس تو مقام ولایت میں میرا دوست ہے

وَاِنْ شَحَّتِ الْمِيْزَانُ وَاللّٰهِ نَالَهَا
بِعَيْنِیْ عِنَايَاتِیْ وَلُطْفِ الْحَقِيْقَةِ

اور اگر میزان جھکا ہوا ہے بخدا اسے پہنچی ہے میری عنایت کی نظر اور حقیقت کی مہربانی

حَوَائِجُكُمْ مَقْضِيَّةٌ غَيْرَ اَنَّنِیْ
اُرِيْدُكُمُوْ تَمْشُوْ طَرِيْقَ الْحَقِيْقَةِ

تمہاری حاجات پوری کی گئی ہیں سوائے اس کے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم حقیقت کی راہ چلو

نُوَصِّيْكُمُوْ كَسْرَ النُّفُوْسِ لِاَنَّهَا
مَرَاتِبُ عِزٍّ عِنْدَ اَهْلِ الطَّرِيْقَةِ

میں تم کو کسر نفسی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اہل طریقت کے نزدیک کے مراتب ہیں

وَمَنْ حَدَّثَتْهُ نَفْسُهُ بِتَكَبُّرٍ
تَجِدْهُ صَغِيْرًا فِي الْعُيُوْنِ الْاَقِلَّةِ

اور جس کا نفس اس سے تکبر کے ساتھ بات کرے تو اس کو حقیر لوگوں کی نظروں میں ذلیل پائے گا

وَمَنْ كَانَ يَخْشَعُ فِي الصَّلٰوةِ تَوَاضُعًا
مَعَ اللّٰهِ عَزَّتُهُ جَمِيْعُ الْبَرِيَّةِ

اور جو عاجزی کرے نماز میں اللہ کے ساتھ تواضع کرتے ہوئے سب مخلوق اس کی عزت کرتی ہے

فَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ طٰهٰ مُحَمَّدٌ
اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ شَيْخُ كُلِّ طَرِيْقَةِ

تو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طٰہٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میں عبدالقادر ہر طریقت کا شیخ ہوں

منقبت

تری ہر شان ہے یا غوث ! شانِ لاثانی
ہے تو لاریب شرحِ عظمتِ ما اعظم شانی
جمالِ ذات ربّ کی آپ ہیں تصویر لاثانی
نظر آتے ہیں آپ اے ماہِ جیلاں یوسف ثانی
تمہاری چاند سی صورت ہے وہ تصویرِ نورانی !
نہ کوئی آپ کا ہمسر نہ کوئی آپ کا ثانی
ملک اور جن و انساں پر تمہیں حاصل جہانبانی
تمہاری مسند عرفان اور رنگ سلیمانی

حسن کالال ہے تو ، تو حسین پاک کا جانی
ترے تقویٰ میں ہے رنگ اویس شان سلمانی
حضورِ غوثِ اعظم عبدِ قادر شاہ جیلانی
یقیناً آپ ہیں قطب زماں محبوب سبحانی
ہے بغداد معلی میں ہمیشہ آئینہ برکف
مدینہ کی نجف کی کربلا کی جلوہ سامانی
ہزاروں اولیاء رہتے ہیں حاضر باش روضہ میں
مشائخ کرتے ہیں اب بھی تمہارے در کی دربانی
یقیناً صاحب قرآں کے ہو تم ایسے مہ پارے
تمہارا مصحف عارض ہے اک تفسیر قرآنی
قدم سب اولیاء کی گردنوں پر ہے ترا شاہا
شب معراج تو نے پائی یہ معراج روحانی
ملی ہے علم کی دولت رسول اللہ سے تجھ کو
تھے ہر دم آپ کے پیش نظر اسرار پنہانی
رُخِ گلگوں کا غازہ سُرخی خون شہیداں ہے
ہیں قرباں لعل لب پر آپ کے لعل بدخشانی
مرا ذوقِ عقیدت ترے در کی خاک بوسی ہے
ہے تیرا مشرب و مسلک خدا بینی خدادانی
معینی ، قادری ، چشتی، نظامی اے ضیاء ہوں میں
مرا ذوقِ عقیدت ہے ہمیشہ سے ثنا خوانی

(مولانا ضیاء اللہ قادری)

چوتھا قصیدہ

وہ عظیم الشان قصیدہ جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے۔

فَرَغْتُ بِتَوْحِيْدِ الْإِلٰهِ مُبَسْمِلًا
سَاَخْتِمُ بِالذِّكْرِ الْحَمِيْدِ مُجَمِّلًا

آغاز کیا میں نے توحید الٰہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ
تَنَزَّهَ عَنْ حَصْرِ الْعُقُوْلِ تَكَمُّلًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں عقلوں کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے

وَاَرْسَلَ فِيْنَا اَحْمَدَ الْحَقِّ قَيِّدًا
نَبِيًّا بِهٖ قَامَ الْوُجُوْدُ قَدْ خَلَا

اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور تشریف لے گئے

فَعَلَّمَنَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مُؤَيِّدٍ
وَاَظْهَرَ فِيْنَا الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوَلَا

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوئی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا

فَیَا طَالِبًا عِزًّا وَ کَنْزًا وَرِفْعَۃً
مِنَ اللّٰہِ فَادْعُوْہُ بِاَسْمَائِہِ الْعُلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا کر

فَقُلْ بِانْکِسَارٍ بَعْدَ طُھْرٍ وَقُرْبَۃٍ
فَاَسْئَلُکَ اَللّٰھُمَّ نَصْرًا مُعَجَّلًا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں

بِحَقِّکَ یَا رَحْمٰنُ بِالرَّحْمَۃِ الَّتِیْ
اَحَاطَتْ فَکُنْ لِیْ یَا رَحِیْمُ مُجَمِّلًا

بوسیلہ اپنے حق کے اے رحمٰن! اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کیے ہوئے ہے اے رحیم مجھے اچھا کردے

وَیَا مَلِکُ قُدُّوْسُ قَدِّسْ سَرِیْرَتِیْ
وَسَلِّمْ وُجُوْدِیْ یَا سَلَامُ مِنَ الْبَلَا

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کردے اور اے سلامتی دینے والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ

وَیَا مُؤْمِنُ ھَبْ لِیْ اَمَانًا مُحَقَّقًا
وَسِتْرًا جَمِیْلًا یَا مُھَیْمِنُ مُسْبِلًا

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا درازپردہ اے نگہبان

عَزِیْزُ اَزِلْ عَنْ نَفْسِیَ الذُّلَّ وَاحْمِنِیْ
بِعِزِّکَ یَا جَبَّارُ مِنْ کُلِّ مُعْضِلًا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کردے اور اے عظمت والے

بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر

وَضَعْ جُمْلَةَ الْاَعْدَاءِ يَا مُتَكَبِّرٌ
وَيَا خَالِقُ خُذْلِيْ عَنِ الشَّرِّ مَعْزِلًا

اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا

وَيَا بَارِئَ النَّعْمَاءِ زِدْ فَيْضَ نِعْمَةٍ
اَفَضْتَ عَلَيْنَا يَا مُصَوِّرُ اَوَّلًا

اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر اے صورت بنانے والے ہم پر پہلے اضافہ فرما

رَجُوْتُكَ يَا غَفَّارُ فَاقْبَلْ لِتَوْبَتِيْ
بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ شَيْطَانِيَ اخْذُلَا

اے مغفرت فرمانے والے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر

بِحَقِّكَ يَا وَهَّابُ عِلْمًا وَحِكْمَةً
وَلِلرِّزْقِ يَا رَزَّاقُ كُنْ لِيْ مُسَهِّلًا

اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم و حکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے میرے لیے روزی آسان فرما

وَبِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِيْرَتِيْ
وَبِالْعِلْمِ نِلْنِيْ يَا عَلِيْمُ تَفَضُّلًا

اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر

وَيَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مُعَانِدٍ
وَيَا بَاسِطُ ابْسُطْنِيْ بِاَسْرَارِكَ الْعُلَا

اور اے بند کرنیوالے ہر دشمن کے زل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے

وَيَا خَافِضُ قَدْرَ كُلِّ مُنَافِقٍ
وَيَا رَافِعُ ارْفَعْنِي بِرُوحِكَ أَثْقَلَا

اور اے پست کرنے والے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے والے اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے

سَأَلْتُكَ عِزًّا يَا مُعِزُّ لِأَهْلِهِ
مُذِلٌّ فَذِلَّ الظَّالِمِينَ مُنَكِّلَا

اے عزت دینے والے اپنوں کو میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں اے ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک طور پر ذلیل کر

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا
بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلَا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس ہو جا اس کو قبول کرنے والا سنوارنے والا

فَيَا حَكَمٌ عَدْلٌ لَطِيفٌ بِخَلْقِهِ
خَبِيرٌ بِمَا يَخْفَى وَمَا هُوَ مُجْتَلَا

پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے والے ہر پوشیدہ اور ظاہر کی

فَحِلْمُكَ قَصْدِي يَا حَلِيمُ وَعُمْدَتِي
وَأَنْتَ عَظِيمٌ عُظْمُ جُودِكَ قَدْ عَلَا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد و ارادہ ہے اور تو عظیم ہے تیرے جود و عطا کی عظمت بلند ہو گئی

غَفُوْرٌ وَّسَتَّارٌ عَلٰی کُلِّ مُذْنِبٍ
شَکُوْرٌ عَلٰی اَحْبَابِہٖ وَمُوَصِّلَا

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا

عَلِیٌّ وَقَدْ اَعْلٰی مَقَامَ حَبِیْبِہٖ
کَبِیْرٌ کَثِیْرُ الْخَیْرِ وَالْجُوْدِ مُجْزِلَا

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا ہے

حَفِیْظٌ فَلَا شَیْءٌ یَفُوْتُ لِعِلْمِہٖ
مُقِیْتٌ نَقِیْبُ الْخَلْقِ اَعْلٰی وَاَسْفَلَا

حفاظت فرمانے والا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا

فَحُکْمُکَ حَسْبِیْ یَا حَسِیْبُ تَوَلَّنِیْ
وَاَنْتَ جَلِیْلٌ کُنْ لِغَمِّیْ مُنَکِّلَا

اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لیے کافی ہے میری مدد فرما اور بزرگ ہے ہو جا میرے غم کا مٹانے والا

اِلٰھِیْ کَرِیْمٌ اَنْتَ فَاَکْرِمْ مَوَاہِبِیْ
وَکُنْ لِعَدُوِّیْ یَا رَقِیْبُ مُجَنْدِلَا

الٰہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے والا ہو جا

دَعَوْتُکَ یَا مَوْلٰی مُجِیْبًا لِمَنْ دَعَا
قَدِیْمَ الْعَطَایَا وَاسِعَ الْجُوْدِ فِی الْمَلَاَ

اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے اے قدیم

عطاؤ والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں

اِلٰهِیْ حَكِیْمٌ اَنْتَ فَاحْكُمْ مَشَاهِدِیْ
فَوُدُّكَ عِنْدِیْ یَا وَدُوْدُ تَنَزَّلَا

الٰہی تو حکمت والا ہے میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما اے دوست تیری محبت میرے پاس نازل ہوگئی

مَجِیْدٌ فَهَبْ لِیَ الْمَجْدَوَ السَّعْدَ وَالْوِلَا
وَیَا بَاعِثُ ابْعَثْ نَصْرَ جَیْشِیْ مُهَرْوِلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے بھاگتے لشکر کی مدد بھیج

شَهِیْدٌ عَلَى الْاَشْیَاءِ طَیِّبْ مَشَاهِدِیْ
وَحَقِّقْ لِیْ حَقَّ الْمَوَارِدِ مَنْهَلَا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے لیے پینے کے گھاٹوں کا حق ثابت کر دے

اِلٰهِیْ وَكِیْلٌ اَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِیْ
وَیَكْفِیْ اِذَا كَانَ الْقَوِیُّ مُوَكَّلَا

الٰہی تو کارساز ہے پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے

مَتِیْنٌ فَمَتِّنْ ضُعْفَ حَوْلِیْ وَقُوَّتِیْ
اَغِثْ یَا وَلِیْ عَبْدًا دَعَاكَ تَبَتُّلَا

اے مضبوط میری طاقت وقوت کے ضعف کو مضبوط کر دے اے دوست اپنے بندے کی مدد فرما اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر

حَمِدْتُکَ یَا مَوْلٰی حَمِیْدًا مُوَحِّدًا
وَمُحْصِیْ زَلَّاتِ الْوَرٰی وَمُعَدِّلَا

اے مالک سراپے ہوتے وحدانیت کا معتقد ہوتے ہوئے تیری تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کرنے والے

اِلٰھِیْ مُبْدِیَ الْفَتْحِ لِیْ اَنْتَ وَالْھُدٰی
مُعِیْدٌ لِّمَا فِی الْکَوْنِ اِنْ بَادَ اَوْ خَلَا

الٰہی میرے لیے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانیوالے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے

سَاَلْتُکَ یَا مُحْیِیْ حَیَاۃً ھَنِیْئَۃً
اَمِتْ یَا مُمِیْتُ اَعْدَاءَ دِیْنِیْ مُعَجَّلَا

اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے

یَا حَیُّ اَحْیِ مَیِّتَ قَلْبِیْ بِذِکْرِکَ
الْقَدِیْمِ فَکُنْ قَیُّوْمَ سِرِّیْ مُوَصِّلَا

اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم رکھنے والا ملانے والا ہو جا

وَیَا وَاجِدَ الْاَنْوَارِ اَوْجِدْ مَسَرَّتِیْ
وَیَا مَاجِدَ الْاَنْوَارِ کُنْ لِیْ مُعَوَّلَا

اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہو جا

وَیَا وَاحِدٌ مَا ثَمَّ اِلَّا وُجُوْدُہٗ
وَیَا صَمَدٌ قَامَ الْوُجُوْدُ بِہٖ عَلَا

اور اے یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے

وَیَا قَادِرٌ ذَالْبَطْشِ اَهْلِکْ عَدُوَّنَا
وَمُقْتَدِرٌ قَدِّرْ لِحُسَّادِنَا الْبَلَا

اور اے توانا گرفت فرمانے والے ہمارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اے قدرت والے ہمارے حاسدوں کے لیے بلا مقدر کر دے

وَقَدِّمْ لِسِرِّیْ یَا مُقَدِّمُ عَافِنِیْ
مِنَ الضُّرِّ فَضْلًا یَا مُؤَخِّرُ ذَالْعُلَا

اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھا دے اور اے پیچھے کرنے والے بلندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا

وَاَسْبِقْ لَنَا الْخَیْرَاتِ اَوَّلَ اَوَّلَا
وَیَا آخِرُ اخْتِمْ لِی اَمُوْتُ مُهَلِّلَا

اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروں تہلیل کرتے ہوئے

وَیَاظَاهِرُ اظْهِرْ لِی مَعَارِفَکَ الَّتِیْ
بِبَاطِنِ غَیْبِ الْغَیْبِ یَا بَاطِنًا وَّلَا

اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے

وَیَا وَالِی اَوَّلِ اَمْرَنَا کُلَّ نَاصِحٍ
وَیَا مُتَعَالِ ارْشِدْ وَاَصْلِحْ لَهُ الْوَلَا

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے ہمارا کام بنا دے اور اے بلند و برتر اس کے لیے دوستی سیدھی و درست کر دے

وَيَا بَرُّيَا رَبَّ الْبَرَايَا وَمُوْهِبَ
الْعَطَايَا وَيَاتَوَّابُ تُبْ وَتَقَبَّلَا

اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے رجوع فرما اور قبول کر

مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ جَمْعًا مُّؤَيَّدًا
وَبَعْدُ فَحَمْدُ اللّٰهِ خَتْمًا وَّاَوَّلَا

اور آپ کے آل واصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لیے ہے انتہا ابتداء میں

پاک دربار سلطان بغداد کا
در حقیقت محمد کا دربار ہے
لا تخف جس کا طالب کو ارشاد ہو
بس یہی ایک دنیا میں سرکار ہے
ان کا لہرایا ہے جہاں میں علَم
ہر ولی کے ہے کندھے پر ان کا قدم
ان کے قدموں کی برکت سے ہر اک ولی
بن گیا سارے زمانے کا مختار
جس کا کھاتے ہیں گیت اس کے گائیں گے ہم
یاد غوث جلی کی منائیں گے ہم
نعرہ یا غوث اعظم لگائیں گے ہم
دشمنوں کے لیے یہ ہی تلوار ہے
پوچھ لے نہ میرے غوث سے جب تلک
دن نکلتا نہیں رات ہوتی نہ ہے

راز جس کا سمندر کو صحرا کرے
کون جانے وہ خود کیسا اسرار ہے
دشمنوں تم جلو بغض کی آگ میں
چرچے ہوتے رہیں گے میرے غوث کے
دیکھ سکتے ہیں وہ شان کیا غوث کی
جن کے رستے میں کینے کی دیوار ہے
میرے آقا میرے دل کی سن لے صدا
ہوں غلام اور ابن غلام آپ کا
تیری مدحت ہی صائم کا ہے مشغلہ
یہ تیرے درکار ازلی نمکخوار ہے

پانچواں قصیدہ

عَلَى الْاَوْلِيَا اَلْقَيْتُ سِرِّىْ وَبُرْهَانِى
فَهَامُوْا بِهٖ مِنْ سِرِّ سِرِّىْ وَاِعْلَانِى

اولیاء پر میں نے اپنے بھید اور برہان کو ڈالا تو وہ میرے خاص بھید اور اعلان سے حیران ہو گئے

فَاَسْكَرْهُمْ كَاسِىْ فَبَاتُوْ بِخَمْرَتِى
سُكَارٰى حَيَارٰى مِنْ شُهُوْدِىْ وَعِرْفَانِىْ

پس میرے پیالے نے ان کو مست کر دیا تو وہ میری شراب معرفت کی وجہ سے میرے مشاہدے اور عرفان سے مست اور حیران رہ گئے

اَنَا كُنْتُ قَبْلَ لِقَبْلِ قُطْبًا مُسَجَّلًا
وَطَافَتْ بِىَ الْاَمْلَاكُ وَالرَّبُّ سَمَّانِىْ

میں پہلے سے بھی پہلے قطب معظم تھا اور میرے سامنے ملکتیں گھومیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

خَرَقْتُ جَمِیْعَ الْحُجُبِ حِیْنَ وَصَلْتُ فِی
مَکَانٍ بِہٖ قَدْ کَانَ جَدِّیْ لَہٗ رَانِیْ

میں نے تمام حجابات طے کر لیے تو اس جگہ پہنچا جہاں میرے نانا صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہوئے ہے

وَقَدْ کَشَفَ الْاَسْرَارَ عَنْ نُوْرِ وَجْھِہٖ
وَمِنْ خَمْرَۃِ التَّوْحِیْدِ بِالْکَاسِ اَسْقَانِی

اور تحقیق اپنے چہرہ اقدس کے نور سے بھید کھول دیئے اور مجھ کو شراب توحید پیالے سے پلائی

اَنَا الدُّرَّۃُ الْبَیْضَا اَنَا سِدْرَۃُ الرِّضَا
تَجَلَّتْ لِیَ الْاَنْوَارُ وَاللّٰہُ اَعْطَانِی

میں سفید موتی ہوں میں خوشنودی کا سدرہ ہوں میرے لیے انوار چمکے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائے

وَصَلْتُ اِلَی الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ بِحَضْرَۃٍ
فَنَادَمَنِی رَبِّیْ حَقِیْقًا وَنَاجَانِی

میں عرش مجید تک حضوری میں پہنچ گیا۔ اہلیت کی وجہ سے میرے رب نے مجھ سے ہم نشینی اور سرگوشی فرمائی

نَظَرْتُ لِعَرْشِ اللّٰہِ وَاللَّوْحِ نَظْرَۃً
فَلَاحَتْ لِیَ الْاَمْلَاکُ وَالرَّبُّ سَمَّانِیْ

میں نے ایک نظر عرش الٰہی اور لوح محفوظ پر ڈالی تو میرے لیے ملکتیں ظاہر ہوئیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

وَتَوَجَّنِیْ تَاجَ الْوِصَالِ بِنَظْرَۃٍ
وَمِنْ خِلَعِ التَّشْرِیْفِ وَالْقُرْبِ اَکْسَانِیْ

اور اس نے بہ یک نظر مجھے وصال کا تاج پہنایا اور مجھے بزرگی اور قرب کا لباس پہنایا

فَلَوْ اَنَّنِیْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ بِدَجْلَۃٍ
لَغَارَتْ وَغِیْضَ الْمَاءُ مِنْ سِرِّ بُرْھَانِیْ

پس اگر میں اپنا بھید دریائے دجلہ پر ڈالوں تو میرے برہان کے بھید سے پانی ضرور دھنس جائے اور نیچے اتر جائے

وَلَوْ اَنَّنِیْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ عَلٰی لَظٰی
لَاُخْمِدَتْ النِّیْرَانُ مِنْ عُظْمِ سُلْطَانِیْ

اور اگر میں اپنا بھید بھڑکتی ہوئی آگ پر ڈالوں تو وہ میری عظمت سلطانی کی وجہ سے بجھ جائے

وَلَوْ اَنَّنِیْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ بِمَیِّتٍ
لَقَامَ بِاِذْنِ اللّٰہِ حَیًّا وَنَادَانِیْ

اور اگر میں اپنا بھید مردے پر ڈالوں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو اٹھے اور مجھے پکارے

وَقَفْتُ عَلَی الْاِنْجِیْلِ حَتّٰی شَرَحْتُہٗ
وَفَسَّرْتُ تَوْرَاۃً وَاَسْطُرُ عِبْرَانِیْ

میں انجیل پر واقف ہوا یہاں تک کہ اس کی شرح کر دی اور میں نے توراۃ کی تفسیر کی اور میں عبرانی لکھ لیتا ہوں

کَذَا السَّبْعَۃُ الْاَلْوَاحُ جَمْعًا فَھِمْتُھَا
وَبَیَّنْتُ آیَاتِ الزَّبُوْرِ وَقُرْآنٖ

یونہی سات الواح سب کو میں نے سمجھ لیا ہے اور زبور و قرآن کی آیات کو میں نے بیان کیا

وَغُصْتُ بِحَارَ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِي
اَخِيْ وَرَفِيْقِيْ كَانَ مُوْسٰى بْنُ عُمْرَانَ

اور میں نے اپنی ولادت سے پہلے جو علم کے دریاؤں میں غوطے لگائے موسیٰ علیہ السلام بن عمران میرے بھائی اور ساتھی تھے

فَمَنْ فِي رِجَالِ اللّٰهِ كَانَ مَكَانَتِيْ
وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْاَصْلِ رَبَّانِيْ

پس مردان خدا سے کون میرے مرتبے پر پہنچا ہے اور حقیقت میں میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی میری تربیت فرمائی

اَنَا قَادِرِيُّ الْوَقْتِ عَبْدُ لِقَادِرِ
اُكَنّٰى بِمُحِيِّ الدِّيْنِ وَالْاَصْلُ كِيْلَانِيْ

میں وقت کا قادری عبدالقادر ہوں میری کنیت محی الدین ہے اور دراصل میں جیلانی ہوں

سر وہ ہے جس میں کہ سودا ترا آباد رہے
دل وہ ہے دل کہ سدا جس میں تیری یاد رہے
دور بغداد سے گر شائق بغداد رہے
سو بلاؤں میں پھنسے مفت میں برباد رہے
گر سنیں وصف قد حضرت غوث الثقلین
وجد میں سرد رہے سکتہ میں شمشاد رہے
خواہش خلد بریں ہے نہ طلب حوروں کی
یا خدا پیش نظر روضہ بغداد رہے

آپ کا بندہ ہوں بیکس ہوں ثنا گر ہوں میں
مہر کی مجھ پہ نظر والی بغداد ہے
میں ہوں شیدائے قد حضرت غوث الثقلین
بعد مردن مرا الاشہ تہ شمشاد رہے
سینکڑوں شائق بغداد تو پہنچے بغداد
اور مٹی مری یوں ہند میں برباد رہے
اب تو للہ بلا لیجئے مجھ کو بھی حضور
دور کب تک در اقدس سے یہ ارشاد ہے
ہجر میں آپ کے بے چین ہوں غوث الاعظم
روز و شب لب پہ نہ کیوں نالہ و فریاد رہے

چھٹا قصیدہ

لِیْ هِمَّةٌ بَعْضُهَا تَعْلُوْ عَلَى الْهِمَمِ
وَلِیْ هَوًى قَبْلَ خَلْقِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
میری ہمت کا بعض سب ہمتوں پر بلند ہے اور میرا عشق لوح وقلم کی تخلیق سے پہلے ہے
وَلِیْ حَبِيْبٌ بِلَا كَيْفٍ وَّلَا مَثَلٍ
وَلِیْ مَقَامٌ وَّلِیْ رَبْعٌ وَّلِیْ حَرَمٌ
اور میرا محبوب بے کیف اور بے مثل ہے اور میرا ایک مقام ہے اور میرا ایک گھر ہے اور میرا ایک حرم ہے
حُجُّوْا اِلٰى قَدَارِیْ كَعْبَةٌ نُصِبَتْ
وَصَاحِبُ الْبَيْتِ عِنْدِیْ وَالْحِمٰى حَرَمِیْ

تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا اور گھر والا میرے پاس ہے اور محفوظ چراگاہ حرم ہے

لَا تَسْتَقِرُّ وَلَا تَصْحُوْ ضَمَائِرُهٗ

مَا لَمْ يُلَوِّحْ لَهُ الْمَحْبُوْبُ كَالْعَلَمِ

اس کے بھید ثابت اور واضح نہ ہوں گے جب تک محبوب نشان کی طرح اس کے لیے واضح اشارہ نہ کرے

وَجَدْتُ حَوْلَ الْحِمِیٰ فُرْسَانَ مَعْرَكَةٍ

سُيُوْفُهُمْ مُشْهَرَاتٌ قَصْدُهُمْ عَدَمِی

میں نے چراگاہ کے گرد جنگی گھوڑسواروں کو پایا انہوں نے تلواریں سونت کر بلند کی ہوئی تھیں ان کا ارادہ مجھے مٹانا تھا

فَجُلْتُ فِيْهِمْ وَفِیْ اَيْدِیْ لَهُمْ بَتَرٌ

وَلَوْ هِزَامًا لِنَحْوِا الزَّعْمِ بِالْجُسَمِ

تو میں ان میں کود پڑا اور میرے ہاتھوں میں ان کے لیے تیغ براں تھی وہ تیز تلواروں سمیت گمان کی جانب شکست کھاتے ہوئے پھر گئے

لِلْقَادِرِيَّةِ فُرْسَانٌ مُعَرْبِدَةٌ

بَيْنَ الْاَنَامِ وَسِرٌّ شَاعَ فِی الْقِدَمِ

لوگوں کے اندر قادریت کے تند مزاج گھوڑا سوار ہیں اور پرانے زمانے میں بھید مشہور ہے

غُصْتُ الْبِحَارَ وَقَدْ اَظْهَرْتُ جَوْهَرَهَا

فَلَمْ اَرَ قَدَمًا تَعْلُوْ عَلٰی قَدَمِی

میں نے (حقیقت کے) سمندروں میں غوطے لگائے ہیں اور ان کے موتی ظاہر کیے اور میں نے کوئی قدم اپنے قدم سے اونچا نہیں دیکھا

هٰذِیْ عَصَائِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَآرِبُ لِیْ
وَقَدْ اُهُشُّ بِهَا یَوْمًا عَلٰی غَنَمِیْ

یہی میری وہ لاٹھی ہے جس میں میرے کئی مقاصد ہیں اور کبھی کسی دن اس کے ساتھ میں اپنی کمزوریوں پر سے پتے جھاڑ دونگا (یعنی مریدوں کے گناہوں کا بوجھ اتار دوں گا قیامت کے روز)

اِنْ اَلْقِهَا تَتَلَقَّفْ کُلَّ مَا صَنَعُوْا

اگر میں اس لاٹھی کو ڈال دوں تو جو کچھ انہوں نے بنایا ہے

اِذَا اَتَیْتُوْا بِسِحْرٍ مِنْ کَلَامِهِمْ

ہے سب نگل جائیگی وہ لائیں جادو کے ساتھ اپنے کلام سے

ساتواں قصیدہ

مَافِی الْمَنَاهِلِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِیْ فِیْهِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ

عشق کے چشموں میں کوئی شیریں چشمہ نہیں مگر یہ کہ میرے لیے اس میں لذیذ اور پاکیزہ حصہ نہ ہو

اَوْفِی الْمَکَانِ مَکَانَةٌ مَخْصُوْصَةٌ
اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

یا مراتب میں کوئی خاص مرتبہ مگر یہ کہ میرا مرتبہ اس سے بڑھ کر عزت والا اور قرب والا ہے

وَهَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا
فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

اور دونوں نے اپنی صفائی کی رونق مجھے بخشی ہے تو ان کے چشمے شیریں ہو گئے

اور گھاٹ پاکیزہ ہو گئے

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِكُلِّ كَرِيْمَةٍ
لَا يَهْتَدِيْ فِيْهَا اللَّبِيْبُ فَيَخْطُبُ

اور میں ہر بزرگی کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔ جس کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ اس کو طلب کرے

اَنَا مِنْ رِّجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيْسُهُمْ
رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرَىٰ مَا يَرْهَبُ

میں ان مردان خدا سے ہوں جن کا ہم نشین زمانے کی گردش سے نہیں ڈرتا اور نہ ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے کہ وہ خوف کرے

قَوْمٌ لَهُمْ فِيْ كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ
عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

یہ وہ قوم ہے کہ ہر بزرگی میں ان کا مرتبہ بلند ہے اور ہر لشکر کے ساتھ راہرو ہوا کرتا ہے

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَا دَوْحَهَا
طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازًا اَشْهَبُ

میں بلبل ہوں خوشیوں کا جس نے اپنے جنگل کو خوشی سے بھر دیا اور بلندی میں باز اشہب ہوں

اَضْحَتْ جُيُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيْئَتِيْ
طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

محبت کے لشکر خوشی کے ساتھ میری مشیت کے تحت ہو گئے اور میں انہیں جہاں بلاؤں دور نہ ہوں گے

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَلَا اُمْنِيَّةً

اَرْجُوْ وَلَا مَوْعُوْدَۃً اَتَرَقَّبُ

ہو گیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ کوئی آرزو کہ جس کی میں امید کرتا ہوں اور نہ کوئی وعدہ ہے جس کا میں منتظر ہوں

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضَا
حَتّٰی وُہِبْتُ مَکَانَۃً لَا تُوْہَبُ

میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ مجھے وہ مرتبہ بخشا گیا جو کسی کو نہیں بخشا گیا

اَضْحٰی الزَّمَانُ کَحُلَّۃٍ مَرْقُوْمَۃٍ
تَزْھُوْ وَنَحْنُ لَھَا الطِّرَازُ الْمُذْھَبُ

زمانہ منقش حلے کی طرح ہو گیا چمکتا ہے اور ہم اس کا سنہری نقش ہیں

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا غروب نہ ہوگا

منکر غوث دے ایتاں تے دس دیون — پورے ملک دے اندر فیضان کس دا
کس دا شاہ دولہ نوشو پاک کس دا — سخی سرور تے باہو سلطان کس دا
مہر علی گیلانی اے لال کس دا — میراں شاہ ورتاندا اے دان کس دا
اک وی صائم نوں دس جہاں وچوں — میرے غوث تے توڑیاں مان کس دا

آٹھواں قصیدہ

طُفْ بِحَانِیْ سَبْعًا وَلُذْ بِذِمَامِی
وَتَجَرَّدْ لِزَوْرَتِی کُلَّ عَام

میری دکانِ شراب محبت کا سات بار چکر لگا کر اور میرے ذمہ کرم کی پناہ لے اور میری زیارت کے لیے ہر سال گھر بار چھوڑ کر آ

اَنَا سِرُّ الْاَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّی
کَعْبَتِیْ رَاحَتِی وَبَسْطِیْ مُدَامِی

میں بھیدوں کا بھید اپنے بھید کے بھید سے میرا کعبہ میری راحت ہے اور انبساط میری شراب ہے

اَنَا نَشْرُ الْعُلُوْمِ وَالدَّرْسُ شُغْلِیْ
اَنَا شَیْخُ الْوَرٰی لِکُلِّ اِمَامٖ

میں علوم کا پھیلانے والا ہوں اور درس میرا مشغلہ ہے میں پیشوا ہوں کل خلقت کا اور کل اماموں کا

اَنَا فِیْ مَجْلِسِیْ اَرَی الْعَرْشَ حَقًّا
وَجَمِیْعُ الْمُلُوْکِ فِیْهِ قِیَامِی

میں اپنی مجلس میں درحقیقت عرش کو دیکھتا ہوں اور جملہ فرشتوں کو اس میں میرا قیام ہے

قَالَتِ الْاَوْلِیَاءُ جَمْعًا بِعَزْمٍ
اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنَام

سارے ولیوں نے کہا یقیناً آپ تمام لوگوں پر قطب ہیں

قُلْتُ کُفُّوْا ثُمَّ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْلِی
اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِیْ وَغُلَامِیْ

میں نے کہا ٹھہرو اور میری صریح بات سنو! بے شک قطب تو میرا خادم اور غلام ہے

کَشَفَ الْحُجْبَ وَالسُّتُوْرَ لِعَیْنِیْ
وَدَعَانِیْ لِحَضْرَةٍ وَّمَقَامٖ

(اللہ تعالیٰ نے) میری آنکھ کے لیے حجاب اور پردے کھول دیئے اور مجھے مقام وحضوری کے لیے بلایا

فَاخْتِرَاقُ السَّبْعِ السُّتُوْرِ جَمِیْعًا
عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰـهِ کَانَ مَقَامِیْ

پھر جملہ ساتوں پردے پھٹ گئے عرش الٰہی کے پاس میرا مقام تھا

وَکَسَانِیْ بِتَاجِ تَشْرِیْفِ عِزٍّ
وَطِرَازٍ وَّحُلَّةٍ بِاخْتِتَامٖ

اور اس نے مجھے کامل طور پر بزرگی کا تاج اور زیور اور لباس پہنا دیا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرْجِ جَوَادِیْ
وَرِکَابِیْ عَالٍ وَغِمْدِیْ مُحَامِیْ

میرے تیز رو گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے عزت کا گھوڑا ہے اور میری رکاب بلند ہے اور میرا نیام حمایت کرنے والا ہے

وَاِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِیْ
کَانَ نَارُ الْجَحِیْمِ مِنْهَا سِهَامِیْ

اور جب بھی میں اپنے مطلب کی کمان کھینچتا ہوں اس کمان سے جو تیر نکلتا ہے گویا جہنم کی آگ ہے

سَائِرُ الْاَرْضِ کُلِّهَا تَحْتَ حُکْمِیْ
وَهِیَ فِیْ قَبْضَتِیْ کَفَرْخِ الْحِمَامِ

ساری کی ساری زمین میرے زیر فرمان ہے اور کبوتر کے بچے کی طرح میرے زیر قبضہ ہے

مَطْلَعُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوْبِ سُفْلًا
خُطُوَتِیْ قَدْ قَطَعْتُهٗ بِاهْتِمَامٖ

سورج کے طلوع کے مقام سے غروب کے مقام تک میرے ایک قدم کے فاصلے کے نیچے ہے میں نے اس اہتمام کے ساتھ طے کیا ہے

یَا مُرِیْدِیْ لَکَ الْهَنَا بِدَوَامِیْ
عَیْشُ عِزٍّ وَرِفْعَةٍ وَّاحْتِرَامٖ

اے میرے مرید میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو

وَمُرِیْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ
اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بِخِرْطَامِیْ

اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دریا تلے جب بھی مجھ کو پکار

فَاَغِثْهُ اَوْکَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ
اَنَا سَیْفُ الْقَضَا لِکُلِّ خِصَامٖ

تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں خواہ وہ دوش ہوا پر ہو میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں

اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِیْدِیْ
عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا یُرَدُّ کَلَامِیْ

میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس پس

میری بات رد نہ کی جائے گی

اَنَا شَیْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِیٌّ
اَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَۃٌ لِلْاَنَام

میں بزرگ نیکوکار اور ولی ہوں میں قطب اور لوگوں کا پیشوا ہوں

اَنَا عَبْدُالْقَادِرِ طَابَ وَقْتِی
جَدِّی الْمُصْطَفٰی وَحَسْبِی اِمَام

میں عبدالقادر ہوں میرا وقت خوش ہوا میرے نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے وہ پیشوا کافی ہے

فَعَلَیْہِ الصَّلَاۃُ فِی کُلِّ وَقْتٍ
وَعَلٰی آلِہٖ بِطُوْلِ الدَّوَام

تو ہر وقت ان پر خدا کی رحمت ہو اور ان کی آل پر ہمیشہ ہمیشہ

سرکار غوث اعظم نظر کرم خدارا
میرا خالی کاسہ بھر دو میں فقیر ہوں تمہارا
پیارے نبی کا صدقہ مولا علی کا صدقہ
میری لاج رکھ لو میراں میں فقیر ہوں تمہارا
سب کا کوئی نہ کوئی دنیا میں آسرا ہے
میرا بجز تمہارے آقا کوئی نہیں سہارا
اے وارث غریباں تیرے در پر آپڑا ہوں
اچھا ہوں یا برا ہوں آخر تو ہوں تمہارا
میراں بنے ہیں دولہا شادی رچی ہوئی ہے
سب اولیاء براتی کیا خوب ہے نظارا

جھولی کو میری بھر دو ورنہ کیا کہے گی دنیا
میراں کا دیکھو منگتا پھرتا ہے مارا مارا
ہو چشم کرم دائم سرکار سکندر پہ
ٹکڑوں پہ تمہارے ہی ہے سائل کا گزارا

نواں قصیدہ

سَقَانِی حَبِیْبِیْ مِنْ شَرَابِ ذَوِی الْمَجْدِ
فَاَسْکَرَنِیْ حَقًّا فَغِبْتُ عَلٰی وَجْدِیْ

مجھے میرے دوست نے اصحاب فضیلت والی شراب پلائی پس اس نے مجھے درحقیقت مست کر دیا تو میں عشق میں گم ہو گیا

وَاَجْلَسَنِیْ فِی قَابَ قَوْسَیْنِ سَیِّدِیْ
عَلٰی مِنْبَرِ التَّخْصِیْصِ فِی حُسْنِ مَقْعَدِیْ

اور میرے سردار نے مجھ کو قاب قوسین میں تخصیص کے منبر پر خوبصورت نشست میں بٹھا دیا

حَضَرْتُ مَعَ الْاَقْطَابِ فِی حَضْرَةِ اللِّقَا
فَغِبْتُ بِہٖ عَنْھُمْ وَشَاھَدْتُہٗ وَحْدِیْ

میں قطبوں کے ہمراہ دیار محبوب حقیقی کے دربار میں حاضر ہوا تو میں ان سے جدا ہو گیا اور اکیلے میں نے اس کا مشاہدہ کیا

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِی
وَفَضْلَةُ کَاسَاتِی بِھَا شَرِبُوْا بَعْدِیْ

پس جملہ عشاق نے میرا بچا کھچا ہی پیا اور میرے بعد انہوں نے میرے پیالوں کا پس ماندہ پیا

وَلَوْ شَرِبُوْمَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَايَنُوْ
مِنَ الْحَضْرَةِ الْعُلْيَاءِ صَافِيَ مَوْرِدِيْ

اور اگر وہ پی لیتے جو میں نے پیا ہے اور دربار عالی سے میرے صاف گھاٹ کو پی لیتے

لَامْسُوْا سُكَارَى قَبْلَ اَنْ يَشْرَبُوا الْمُدَامَ
وَامْسُوا حَيَارَى مِنْ صَادِمَةِ الْوَرْدِ

تو ضرور شراب پینے سے پہلے مست ہو جاتے اور گلاب (حسنِ محبوب) کی پچھاڑ سے حیران ہو جاتے

اَنَا الْبَدْرُ فِي الدُّنْيَا وَغَيْرِىْ كَوَاكِبُ
وَكُلُّ فَتًى يَهْوِىْ فَذَا لِكُمْ عَنْدِىْ

میں دنیا میں چودھویں کا چاند ہوں اور دوسرے ستارے ہیں اور ہر جوان محبت کرنے والا پس سب میرے غلام ہیں

وَبَحْرِىْ مُحِيْطٌ بِالْبِحَارِ بِاَسْرِهَا
وَعِلْمِىْ حَوَى مَا كَانَ قَبْلِىْ وَمَابَعْدِىْ

اور میرا دریا محیط ہے سارے دریاؤں کو اور میرا علم حاوی ہے سب کو جو کچھ مجھ سے پہلے تھا اور جو میرے بعد ہوگا

وَسِرِّىْ فِى الْاَسْرَارِ يَزْجُرُ فِى الزَّجْرِ
كَزَجْرِ سَحَابِ الْاُفُقِ مِنْ مَلِكِ الرَّعْدِ

اور میرا بھید بھیدوں میں زجر و توبیخ کرنے والا ہے جیسا کہ رعد فرشتے کی طرف سے زجر و توبیخ آسانی بادلوں کو

فَيَا مَادِحِىْ قُلْ مَا تَشَاءُ وَلَا تَخَفْ
لَكَ الْاَمْنُ فِى الدُّنْيَا لَكَ الْاَمْنُ فِى غَدِ

پس اے میرے مدح خواں جو چاہے کہہ اور خوف نہ کر تیرے لیے دنیا اور کل قیامت کے دن امن ہے

فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی بِعِزٍّ وَّقُرْبَةٍ
فَدَاوِمْ عَلٰی حُبِّیْ وَحَافِظْ عَلٰی عَهْدِیْ

پس اگر تو عزت اور قربِ خداوندی چاہتا ہے تو میری محبت پر دائم رہ اور میرے وعدے کی حفاظت کر

(الفیوضات الربانیہ)

در پر مجھے بلانا یا شاہِ غوث اعظم
جلوہ مجھے دکھانا یا شاہ غوث اعظم
روحِ حسن کا صدقہ بہر شہید اعظم
بغداد میں بلانا یا شاہ غوث اعظم
روشن ہو سینہ جس سے ہو قلب بھی منور
وہ علم دین پڑھانا یا شاہ غوث اعظم
کشتی ہے بحر غم میں فریاد درس تمہی ہو
پار اس کو آ لگانا یا غوث اعظم
سب اولیاء جہاں مہندی کے گردنیں جھکائے
کہتے ہیں عاجزانہ یا شاہ غوث اعظم
وفات میری جب جاں نکل رہی ہو
میرے سرہانے آنا یا شاہ غوث اعظم
سائل ہے یہ منشا دیکھے تمہارا روضہ
بغداد میں بلانا یا شاہ غوث اعظم

(علامہ محمد منشا تابش قصوری)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی وصیتیں اور آخری کلمات:

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مرض الموت کے دوران اپنے صاحبزادوں کو بہت سی وصیتیں فرمائی تھیں، جو فی الحقیقت سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں اور مسلمانوں کے لیے حرز جان اور حکمت کے جواہرات ہیں۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان وصایا کا یہاں ذکر کیا جائے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے دوران علالت آپ سے عرض کیا کہ اے میرے قبلہ گاہ! اے میرے آقا! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمایئے جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہوں، تو آپ نے فرمایا:

عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَطَاعَتِہٖ وَلَا تَخَفْ اَحَداً وَلَا تَرْجُہٗ وَکِلِ الْحَوَائِجَ کُلَّھَا اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاطْلُبْھَا مِنْہُ وَلَاتَثِقْ بِاَحَدٍ سِوَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَیْہِ سُبْحَانَہُ اَلتَّوْحِیْد، اَلتَّوْحِیْد، اَلتَّوْحِیْد وَجُمَّاعُ الْکُلِّ اَلتَّوْحِیْد۔

اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت کو لازم کرلے، نہ کسی سے خوف رکھ، اور نہ طمع، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کر اور اسی سے مانگ حق تعالیٰ کے سوا نہ کسی پر بھروسہ رکھ اور نہ اعتماد، توحید، توحید، توحید، سب چیزوں کا مجموعہ توحید ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ:

اِذَا صَحَّ الْقَلْبُ مَعَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَا یَخْلُوْمِنْہُ شَیٌٔ وَلَا یَخْرُجُ مِنْہُ شَیٌٔ اَنَا لُبٌّ لَا قِشْرٌ

جب قلب حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے تو نہ کوئی شے اس سے خالی رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر نکلتی ہے، میں سراسر مغز ہوں پوست نہیں ہوں۔

نیز صاحبزادوں سے آپ نے فرمایا:

اُبْعُدُوا مِنْ حَوْلِیْ فَاَنَا مَعَکُمْ بِالظَّاھِرِ وَمَعَ غَیْرِکُمْ بِالْبَاطِنِ بَیْنِیْ

وَبَیْنَکُمْ بُعْدُ مَابَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَلَا تَقِیْسُوْلِیْ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا تَقِیْسُوْا اَحَدً عَلَیَّ

میرے اردگرد سے دور ہٹ جاؤ کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں، میرے اور تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بعد ہے، جتنا آسمان وزمین میں لہٰذا مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر

نیز آپ نے فرمایا کہ:

قَدْ حَضَرَ عِنْدِیْ غَیْرُکُمْ فَاَوْسِعُوْالَھُمْ وَتَاَدَّبُوْامَعَھُمْ ھٰھُنَا رَحْمَۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَلَا تُضَیِّقُوْا عَلَیْھِمُ الْمَکَانَ

میرے پاس تمہارے سوا (فرشتے) آئے ہیں، لہٰذا جگہ خالی کردو اور ان کے ساتھ باادب رہو، یہاں (ملائکہ اور ارواح انبیاء کا) بڑا انبوہ ہے، ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔

آپ کے ایک صاحبزادہ سے مروی ہے کہ وفات سے قبل کامل ایک دن اور رات اکثر دفعہ آپ یہ فرماتے رہے

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ غَفَرَاللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ وَتَابَ اللّٰہُ عَلَیَّ وَعَلَیْکُمْ بِسْمِ اللّٰہِ غَیْرَ مُوَدِّعِیْنَ.

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ مجھے بھی بخشے، اور تمہیں بھی اور مجھ پر بھی توجہ فرمائے اور تم پر بھی، بسم اللہ تشریف لایئے، خدا کرے، ہر وقت رہو اور رخصت نہ کیے جاؤ،

وفات سے کچھ وقت پیشتر آپ نے فرمایا کہ:

اَنَا لَا اُبَالِیْ بِشَیْءٍ لَا بِمَلَکٍ وَّلَا بِمَلَکِ الْمَوْتِ یَا مَلَکَ الْمَوْتِ تَنَحَّ لَنَا مَنْ یَّتَوَلَّانَا سِوَاکَ.

میں کسی شے کی بھی پرواہ نہیں کرتا، نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی، اے ملک الموت! تم ہٹ جاؤ، ہمارے اور تمہارے سوا، اور ہی کوئی ہے، جو (قبض روح کا) متکفل ہوگا۔

آپ کے کسی صاحبزادے نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ:

لَا يَسْأَلُنِيْ اَحَدٌ عَنْ شَيْءٍ اَنَا هُوَ ذَا اَتَقَلَّبُ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے، میں وہی ہوں کہ علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں

آپ کے صاحبزادگان سیدنا عبدالرزاق اور سیدنا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ وفات سے قبل آپ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور یہ کلمات فرماتے

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تُوْبُوْا وَادْخُلُوْا فِي الصَّفِّ هُوَ ذَا اَجِيْ اِلَيْكُمْ.

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! توبہ کرو، اور صف میں داخل ہو جاؤ میں تمہارے پاس آتا ہوں

آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالجبار نے دریافت کیا، کہ حضور کے بدن کا کوئی عضو درد کرتا ہے؟ فرمایا، دل کے سوا میرے سب اعضاء مجھے ستاتے ہیں، دل کو مطلقاً کوئی درد نہیں، وہ اپنے مولیٰ کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے

اس کے بعد آپ کے عالم جاودانی کو رخصت ہونے کا وقت آ گیا، اور آپ نے یہ کلمات پڑھے۔

اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَلَا يَخْشٰي سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

میں مدد لیتا ہوں، اس رب العزت سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے اور نہ خوف، پاک ہے وہ جو قدرت سے با عزت ہے، بندوں پر موت طاری کرنے میں قاہر ہے، نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

آپ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں، کہ جب آپ نے

تَعَزَّزَ کا لفظ کہا، تو آپ کی زبان اس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کر سکی، پس آپ بار بار اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ نے با آواز اس کو صحیح طور پر ادا کر دیا، اس کے بعد تین بار اللہ اللہ فرمایا، پھر آپ کی آواز پست ہو گئی، اور زبان مبارک تالو سے چمٹ گئی معاً روح مبارک قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔

رضی اللّٰہ عنہ وارضاہ وجمع بیننا وبینہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر

؎ میں ہوں تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
اک جلوہ دکھا جانا اے سید جیلانی
بلوا کے حضوری میں میخانۂ وحدت میں
بھر دے میرا پیمانہ اے سید جیلانی
ہے شمع تجلی کا جلوہ رخ روشن پر
عالم تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
ہاں چشم فلک نے بھی دیکھی نہ کبھی ہوگی
شوکت ہے وہ شاہانہ اے سید جیلانی
مشتاق زیارت ہیں یہ اشرفی پروانے
بغداد ہمیں بلوا اے سید جیلانی

؎ ہر ولی دی گردن تے قدم جس دا غوث اعظم دی ذات بغداد وچ اے
اوہدا ناں جاں لواں دکھ دور ہوون روح نوں ملدی نجات بغداد وچ اے
اوہدے در تے موت نوں موت اوندی ملدی ابدی حیات بغداد وچ اے
ہر دن اصغر اوتھے عید درگا ہر اک رات شبرات بغداد وچ اے

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف

یہ بات قاعدہ کلیہ کے طور پر ذہن نشین رہے کہ گیارہویں شریف سے لے کر قل، تیجہ، دسواں، چالیسواں اور سالانہ ختم تک یہ سب ایصال ثواب کی صورتیں ہیں اور ان کا حکم جزئیات کا ہے جب کہ ان کی کل ایصال ثواب ہے اور ایصال ثواب یعنی فوت شدہ کو ثواب پہنچانا ایک ایسا عمل ہے کہ کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کا تعلق کسی بھی فرقے کے ساتھ ہو تو وہ ایصال ثواب کا انکار نہیں کرے گا۔ کیونکہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور حضور علیہ السلام کی بے شمار احادیث مبارکہ ایصال ثواب کے جائز ہونے پر شاہد عادل ہیں جن میں سے بعض کو عنقریب ذکر کیا جائے گا یہی وجہ ہے کہ اس دور میں جو لوگ ایصال ثواب کی مروجہ صورتوں کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں ان حضرات کے بڑے ایصال ثواب کے تحت انہی صورتوں کے جواز کے قائل تھے۔ ان شاء اللہ اس کا بھی تذکرہ ہوگا۔

تو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایصال ثواب ایک کُلّی ہے اور اس کی مروجہ صورتیں اس کلی کی جزئیات ہیں (یاد رہے کل جز اور کلی جزی میں فرق ہے کہ کل اپنے ہر ہر جز میں نہیں پایا جاتا مثلاً سکنجبین ایک کل ہے لیموں، چینی، پانی اس کے اجزاء ہیں تو ان اجزاء میں سے ایک ایک کو آپ سکنجبین نہیں کہہ سکتے جب کہ کلی اپنی ہر جزی کے ضمن میں ضرور پائی جاتی ہے مثلاً انسان ایک کلی ہے زید، عمرو، بکر، خالد اس کی جزئیات ہیں تو یہ کلی اپنی ہر جزی میں مکمل موجود ہے اس لیے زید بھی انسان ہے، عمرو بھی انسان ہے بکر اور خالد بھی انسان ہے) تو جو شخص ایصال ثواب یعنی کلی کو تو مانے اور اس کی جزئیات یعنی گیارہویں شریف، عرس مبارک، قل، چالیسویں کا انکار کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے میں انسان کو تو مانتا ہوں مگر زید، عمرو، بکر کو نہیں مانتا تو اس عقل کے اندھے کو کہا جائے

گا کہ در حقیقت تو انسان ہی کو نہیں مانتا کیونکہ انسان تو کلی ہے اور کلی جب بھی پائی جاتی ہے کسی نہ کسی جزئی کے ضمن میں پائی جاتی ہے جیسے زید عمرو بکر کے بغیر انسان نہیں ایسے ہی ایصال ثواب کی جو بھی صورت ہوگی وہ زید عمر بکر کے حکم میں ہوگی اور مطلقاً ایصال ثواب انسان کے حکم میں ہوگا۔ جو بھی انسان ہوگا یا زید ہوگا یا عمر ہوگا یا بکر، خالد ہوگا اور جو بھی ایصال ثواب ہوگا یا گیارہویں ہوگی یا قل ہوں گے یا چالیسواں ہوگا یا دعا ہوگی یا فاتحہ ہوگا۔

تو جیسے زید عمرو کا منکر انسان ہی کا منکر ہے ایسے ہی ایصال ثواب کی مروجہ صورتوں کا منکر در حقیقت ایصال ثواب ہی کا منکر ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اس کلیے کو یاد رکھ لیا جائے تو کچھ نہ کچھ پڑھا ہوا منکر بھاگ کر نہیں جا سکے گا اور جہالت وضد کا علاج کوئی نہیں ہے۔ واللہ لا یھدی القوم الظلمین ○ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ایصال ثواب قرآنی آیات کی روشنی میں:

والذین جاء و امن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خوانناالذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ○ (الحشر پارہ ۲۸ آیت ۱۰)۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نزول سے لے کر تا قیامت اہل ایمان کے تین گروہ بنائے ایک انصار، دوسرے مہاجرین اور تیسرے قیامت تک بعد میں آنے والے مسلمان، تو فرمایا ان انصار و مہاجرین کے بعد میں آنے والے جو اہل ایمان ہیں ان کی نشانی یہ ہے "اور جو ان کے بعد آئے وہ اللہ تعالیٰ سے (ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے) یوں عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے بھائیوں (انصار و مہاجرین) کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان کے

متعلق کھوٹ نہ رکھ اے ہمارے رب! بے شک تو ہی مہربان، رحم والا ہے"۔
اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ فوت شدگان کے لیے ایصال ثواب اور دعائے خیر کا منکر تو اہل ایمان سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ انصار و مہاجرین تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے لہٰذا بعد میں آنے والے وہی ایماندار ہوں گے جو ان کے لیے دعائے خیر کریں گے اور ان کو ایماندار سمجھیں گے لہٰذا صحابہ کے ایمان کا منکر بھی جاء وامن بعدھم میں شامل نہیں ہو سکتا اور ایصال ثواب کا منکر بھی اسی کھاتے میں جائے گا

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

(۲) حضرت نوح علیہ السلام اپنے والدین اور تمام اہل ایمان کے لیے دعا فرماتے ہیں اور ان کی دعا کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ نوح میں ہے:

رب اغفرلی والوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین والمؤمنات ولا تزد الظلمین الا تبارا۵ (پارہ ۲۹ آیت ۲۸)

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور ان تمام اہل ایمان کو جو میرے گھر میں داخل ہوئے اور دیگر تمام مومنین و مومنات کو اور ظالموں کے لیے ہلاکت اور زیادہ کر دے۔

ثابت ہوا کہ ایصال ثواب اور دعائے خیر کا معاملہ صرف اس امت کا نہیں بلکہ پہلی امتوں میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری تھا اور اللہ کے نبی بذات خود یہ عمل سرانجام دیتے تھے اگر اس کا فائدہ نہ ہوتا تو اہل ایمان کے لیے دعا اور ظالموں کافروں کے لیے بددعا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایمان والوں کے لیے دعا کرنا بتاتا ہے، کہ کافروں کو دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور کافروں کے لیے بددعا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ جب بددعا سے ظالموں کو نقصان ہوتا ہے تو دعا سے ضرور اہل ایمان کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ زندوں کی دعا سے ان دعا کرنے والے زندوں کو اور جن فوت شدگان کے لیے دعا کر رہے ہیں دونوں

کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ طبرانی نے الاوسط میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت مرحومہ ہے قبروں میں تو گناہ اپنے ساتھ لے کر جائے گی مگر قبروں سے نکلے گی تو گناہ کوئی نہ ہوگا اور یہ گناہ اہل ایمان (زندوں) کی دعائے مغفرت سے معاف ہوں گے۔ (تفسیر مظہری)

اسی لیے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے متعدد اہل اسلام کا اس بات پر اجماع بیان کیا ہے کہ زندوں کی دعاؤں سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں **سا ستغفر لک ربی انه کان بی حفیا** o (سورہ مریم آیت ۴۷) قریب ہے میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی چاہوں گا جو مجھ پر بڑا مہربان ہے۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب o

(سورہ ابراہیم آیت ۴۱)

''اے اللہ! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور تمام اہل ایمان کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں کے لیے دعا:

لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم وهو ارحم الراحمین o

(سورۃ یوسف آیت ۹۲)

''آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف فرمادے گا اور وہ بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کے لیے دعا۔ (جب بیٹوں نے دعا کی درخواست کی)

یا ابانا استغفرلنا ذنوبنا انا کنا خاطئین o (یوسف آیت ۹۷)

''اے ہمارے باپ! ہمارے گناہوں کی رب سے معافی مانگیے! بے شک ہم خطاوار ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا:

سوف استغفرلکم ربی انه هو الغفور الرحیم o (یوسف ۹۸)

میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش چاہوں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ چنانچہ تفاسیر میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کے لیے تہجد کے وقت دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لیے اور اپنے بھائی کے لیے دعا فرمائی:

رب اغفرلی ولا خی وادخلنا فی رحمتک. (اعراف آیت ۱۵۱)

اے اللہ! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کردے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما۔

فرشتے بھی اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں:

والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض (سورۂ شوریٰ آیت ۵)

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

اسی طرح حاملین عرش (مقرب ترین فرشتے) بھی اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

الذین یحملون العرش .... الی اخر الآیۃ (پ۲۴ سورہ المومن)

اہل ایمان کو ان کے مال اور اولاد فائدہ دیتے ہے:

ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا. (ال عمران)

بے شک جو کافر ہیں ان کے مال و اولاد ان کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں دیں گے

ظاہر ہے یہاں مراد اخروی فائدہ ہے جس کی نفی فرمائی گئی ہے ورنہ دنیا میں تو وہ لوگ مال و اولاد سے نفع حاصل کر رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد کافر کو اس کا مال و اولاد کوئی نفع نہ دے گا اور ایمان والوں کو مال بھی نفع دے گا اولاد بھی۔ مال خرچ کر کے (صدقہ جاریہ اور خلق خدا کو فائدہ پہنچا کر) اور اولاد دعا کر کے اپنے والدین کو فائدہ پہنچائے گی۔ اس سے اس عقیدے کا بھی رد ہو گیا کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

سوال: قرآن پاک میں ہے: ان لیس للانسان الا ما سعی (النجم ۳۹)
انسان کو اس کا فائدہ ہوگا جو اس نے خود کمایا اور لھا ما کسبت ولکم کسبتم (البقرۃ) جس نے نیکی کی اس کا فائدہ اس کو ہوگا۔ لہٰذا نیکی کر کے دوسرے کو ثواب پہچانا کیسا؟

جواب: ایسا ہی جیسا حضور علیہ السلام نے حضرت سعد کی ماں کو حضرت سعد کے (محنت سے کھودے ہوئے) کنوئیں کا ثواب پہنچایا اور فرمایا ھذہ لام سعد۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۶۹، سنن نسائی، ابوداؤد)

ظاہر ہے یہ کنواں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کھدوایا کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں فحفر بئرا۔ انہوں نے کنواں کھودا۔ تو ان کی اس سعی اور محنت کو حضور علیہ السلام نے کیسے ان کی ماں کے کھاتے میں ڈال دیا۔ ھذہ لام سعد ۔ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے حالانکہ کنواں سعد کا تھا مگر ثواب سعد کی ماں کے لیے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ذریعے سوال کرنے والوں کو ایک دوسری آیت کے ذریعے جواب دیا:

والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم.

(الطور:۲۱)

فرمایا لیس للانسان الا ما سعی . والی قرآنی آیت اس آیت سے منسوخ ہے کہ اس میں فرمایا گیا ہے جن ایمان والوں کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد کو ان سے ملا دیا۔

(تفسیر مظہری ج ۱۱ صفحہ ۱۷۶)

روح البیان میں بھی لیس الانسان ....کو منسوخ الحکم فرمایا گیا ہے

(صفحہ ۲۴۷)

اور اگر منسوخ نہ بھی مانا جائے تو الانسان سے مراد کافر انسان ہوگا کیونکہ اس کو تو اپنے عمل کا بھی اخروی فائدہ نہیں ہوگا تو دوسرے کے عمل کا اس کو کیا فائدہ؟ اس کی ساری

کوشش (ماسعی) تو دنیا کے لیے ہے جب کہ **وماله فی الاخرة من نصیب** (شوریٰ)
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ حکم حضرت موسیٰ وابراہیم علیہما السلام کی
امتوں کے لیے تھا:

و اما هذه الامة فلهم ما سعوا وما سعى لهم غيرهم .

(روح البیان صفحہ ۲۴۷، جلد ۹)

رہی یہ امت (امت محمدیہ) تو اس کے لیے اپنے کیے کا بھی ثواب ہے اور دوسرے جو ان کے لیے (مرنے کے بعد) کریں گے اس کا بھی ثواب ہے کیونکہ اگر منکرین کے اس استدلال باطل کو مان لیا جائے تو قرآن پاک کی مذکورہ تمام آیات اور ان کے علاوہ دیگر کئی آیات قرآنیہ جن میں دوسروں کو فائدہ پہنچنے کا ذکر ہے بے معنیٰ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

متعدد قرآنی آیات سے استدلال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هو الذی خلق لكم ما فی الارض جميعا. (البقرہ)

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے فائدے کے لیے زمین کی ہر شے پیدا فرمائی۔ اس آیت مبارکہ سے اصول فقہ کا ایک مشہور قاعدہ اخذ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے **فی اصل الاشياء الاباحة** کہ ہر شئی میں اصل جائز ہونا ہے۔ پھر جو ناجائز ہوتا گیا اس کو بیان کر دیا، زنا، فحاشی کو حرام کیا تو فرمایا **قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن** (اعراف ۳۳) اولاد کو قتل نہ کرنا۔ زنا کے قریب نہ جانا۔ ناحق قتل، ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ وغیرہ احکام نازل فرمائے۔ (الانعام، الاسراء) شرک نہ کرنے کا حکم دیا۔ **قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم ان لا تشركوا به شيئا** (انعام) والدین کی نافرمانی کو حرام کیا تو آیت نازل کی:

وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا.

(بنی اسرائیل)

مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور حرام کیا تو انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر...... الی آخرہ کی آیت نازل ہوئی الغرض جو حرام وناجائز ہوتا گیا اس کے بارے میں حکم نازل ہوتا گیا۔ جب کہ پاکیزہ چیزوں کی حلت کو بھی کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے :مثلاً

یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللّٰہ لکم .

اے ایمان والو! پاک اور حلال چیزوں کو حرام نہ کہو کیونکہ یہ یہود کے لیے تھا۔ کہ ان کے ظلم کی وجہ سے اللہ نے پاک چیزیں ان کے لیے حرام فرمادیں۔

فبظلم من الذین هادو احرمنا علیهم طیبت احلت لهم (النساء)

ہمیں حکم دیا:

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی الله الکذب . (القرآن)

اپنی زبانوں سے جو چاہو حلال اور جس کو چاہو حرام نہ بناتے پھرو تا کہ اللہ پر جھوٹا بھتان باندھو۔ کیونکہ **ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون** ٥ اللہ پر بہتان باندھنے والے کبھی فلاح نہیں پاتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما **وان الشیطن لیوحون الی اولیائهم** (شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں) آیہ قرآنی کی تفسیر میں فرماتے ہیں **کانوا یقولون ما ذکر علیه اسم اللّٰہ فلاتاکلوا وما لم یذکر اسم اللّٰہ علیه فکلوه** (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۳۶)

شیاطین ان کو یہ کہتے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے وہ نہ کھایا کرو اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ کھالیا کرو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ولا تاکلوا ممالم یذکر اسم اللّٰہ علیه وانه لفسق.

اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور وہ بے شک نافرمانی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فکلوا مما ذکر اسم الله علیه ان کنتم بایته مومنین٥ (الانعام)

(خیال رہے: من دون اللّٰہ سے مراد اولیاء اللہ نہیں ہیں بلکہ دشمنان خدا و رسول ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے افتتخذ ونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو)

جس پر اللہ کا نام لیا جائے اگر ایمان والے ہو تو کھاؤ۔ نیز فرمایا:

وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ.

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اسے کیوں نہیں کھاتے وقد فصّل لکم ما حرم علیکم ۔ حالانکہ اللہ نے حرام چیزوں کو تفصیل سے بیان فرمادیا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام جان بوجھ کر نہ لینا اور غیر اللہ کا نام لینا اس سے جانور حرام ہو جاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مخلوق میں سے کسی کا نام اس کو ثواب پہنچانے کے لیے لے لینا بھی جائز بلکہ حدیث سے ثابت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے قربانی کے جانور کو ذبح فرماتے ہوئے کبھی اللھم تقبل من محمد فرمایا کبھی من محمد وامۃ محمد فرمایا، کبھی منی ومن لم یضح من امتی فرمایا اور کبھی منی ومن زوجتی فرمایا اور پھر اس جانور کا گوشت بھی حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کی سہیلیوں کے گھر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ غوث پاک کا لنگر پکا کر آپ کے ماننے والوں میں بانٹنا جائز بلکہ حدیث سے اشارۃً ثابت ہے پھر کسی کا یہ کہنا کہ گیارہویں اور ختم کا کھانا نعوذ باللہ خنزیر سے بدتر ہے بقول مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ اس نے پھر خنزیر کھایا ہوگا کہ اس کو بدتر ہونے کا اندازہ ہو گیا۔

یہودیوں نے چند حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کیا ان کو بندر اور سور بنا دیا گیا۔ حالانکہ وہ جن چیزوں کو حرام کہتے تھے ان کو کھاتے بھی نہ تھے اور گیارہویں، ختم شریف کے منکر حرام بھی کہتے جاتے ہیں کھاتے بھی جاتے ہیں اس لیے ہی تو

آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں چہرے مرے مرے

کبھی کہیں داتا صاحب جانا حرام، حلوہ کھانا حرام، سر جھکانا حرام اور جب الیکشن کا زمانہ آئے تو سارے کام حلال۔

ے مفتی اور عبید ہیں حاضر مزار پر
داتا نے منکروں کو در پر بلا لیا
دستار بندی کے وقت منظر عجیب تھا
داتا کے در پہ آئے تو سر کو جھکا لیا
لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے ابنائے وقت ہیں
دین اپنا جیسا وقت ہو ویسا بنا لیا

(علامہ ابوالنور مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی)

ے گیارہویں کا حلوہ حرام اور ہولی دیوالی کی پوریاں حلال
امام حسین کی سبیل کا پانی حرام اور ہندوؤں کا سب کچھ حلال

اصل بات یہ ہے کہ:

ے کہاں کا حلال کہاں کا حرام جو صاحب کہے اسے چٹ کیجئے

داتا کے دربار پر قرآن خوانی حرام اور اندرا گاندھی مر جائے تو ساری دنیا نے ٹی وی پر ان حضرات کو قرآن خوانی کرتے دیکھا۔ اس سے کیا یہ معلوم نہیں ہوتا

ے گاندھی سے یہ آباء نے تیرے عہد کیا تھا
ہر عبد خدا عبد صنم ہو کے رہے گا

ہمیں کوئی حسد اور دکھ نہیں ہے اگر یہودی و مرزائی بھی ختم پڑھنے شروع کر دیں تو ختم ختم نہیں ہوں گے لیکن جب تم لوگ حرام بھی کہتے ہو اور کھا بھی جاتے ہو۔ غریب کے ختم کو حرام کہہ دیا اور چوہدری ظہور الٰہی کے ختم میں خود شامل ہو گئے ختم پڑھا بھی اور ختم کر بھی دیا، یہ کیا انصاف ہے؟ کبھی بہانہ بناؤ کہ گیارہویں غوث پاک کی ہے نہ کہ اللہ کی، تو غیر اللہ کے نامزد کر دینے سے حرام ہو گئی۔ اس طرح تو صرف گیارہویں ہی نہیں ہر شے حرام ہو گئی تیری دوکان، تیرا مکان، تیری بیوی، تیرے بچے کیونکہ یہ سب

کچھ تیرے ہیں۔ بیوی تیری بیوی ہے نہ کہ اللہ کی، بچے تیرے بچے ہیں نہ کہ اللہ کے (لم یتخذ صاحبة ولا ولدا) پھر تو مسجد بھی غیر اللہ کے نامزد ہیں یہ فلاں فرقے کی ہے، وہ فلاں فرقے کی بلکہ نمازیں بھی غیر اللہ کے نامزد ہیں یہ فجر کی ہے یہ ظہر کی ہے یہ عصر و مغرب کی۔ کیا یہ ظہر، عصر، مغرب اللہ ہے؟

کچھ خدا کا خوف کرو دین کو مذاق نہ بناؤ، اگر کوئی جانور بت کے نام نامزد ہوا اور کوئی مسلمان اس کو اللہ کے نام پر ذبح کر دے تو ساری عمر بت کے نامزد رہنے والا جانور حرام نہیں ہے کوئی نجد و دیوبند کا مفتی اس کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتا۔ ردالمحتار اور عالمگیری میں اس کو حلال لکھا گیا ہے اور ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ولا وصلیة ولا حام۔ آیہ قرآنی کے تحت خود تمہارے مفسرین نے اس جانور کو حلال لکھا ہے، تو غوث اعظم کے ایصال ثواب کے لیے پالا جانے والا بکرا کیوں حرام ہے؟

بتوں سے تم کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

وہابیہ کے چند عقائد:

دراصل ہاتھ نہ پہنچے تو کہہ دیا تھو کوڑے۔ یہ اپنی اپنی قسمت کی بات ہے کوئی گیارہویں کا حلوہ کھائے شبرات کے لڈو کھائے اور آنجناب زانیہ کا مال کھائیں
(اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۹، ۱۹۱۵ء)۔

بنک کا سود جائز کہہ کر کھائیں۔ (اخبار اہل حدیث صفحہ ۱۲، اپریل ۱۹۳۰ء)

کافر کا ذبیحہ شوق سے کھائیں۔ (نزل الابرار صفحہ ۸، جلد ۳)

کوا کھا کر ثواب کمائیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۵، جلد ۲)

بجو کھانا مباح فرمائیں۔
(فقہ محمدی صفحہ ۱۲۳، جلد ۵، عرف الجادی صفحہ ۲۳۳، فتاویٰ ستاریہ صفحہ ۲۱، جلد ۲)

جنگلی گدھا حلال بتائیں۔ (فقہ محمدیہ جلد ۵، صفحہ ۱۲۳)

کچھوا، کوکرا، گھونگا بڑے شوق سے تناول فرمائیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۵۵۷، ۵۹۸)
گوہ اور سانڈ (ساھنا) بھی حلال فرمائیں۔
(تفسیر ستاری صفحہ ۴۲۶، فقہ محمدیہ صفحہ ۱۲۳، جلد ۵، فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۱۷۲، جلد ۲)
غیر مسلموں کا صدقہ و چندہ وصول فرمائیں۔
(اخبار اہل حدیث نومبر، مارچ، ۱۹۱۲، ۱۹۴۳، فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳، صفحہ ۱۱۸)
نسلی مرزائی کا ذبیحہ جائز فرمائیں۔ (کفایت المفتی صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۷، جلد ۱)
اور "سوسنار کی ایک لوہار کی" آپ کے مجتہد و امام قاضی شوکانی پانی کے کتے خنزیر اور سانپ کو بھی حلال فرمائیں۔

حل جميع حيوانات البحر حتى كلبه وخنزيره و ثعبانه .

(نیل الاوطار صفحہ ۲۷، جلد ۱ مطبوعہ مصر)

کفر کی رغبت دل میں ہے، اور بتوں کی چاہ بھی
کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی

(اکبر الہ آبادی)

حالانکہ حکماء کے نزدیک خشکی اور دریائی جانوروں کے اوصاف تقریباً ایک ہی طرح کے لکھے گئے ہیں۔
(خزائن الادویہ صفحہ ۳۸۵، ۳۷۶، جلد ۱۵ از حکیم محمد نجم الغنی رائے پوری)
جب مرغوب غذائیں ایسی مقوی و مرغن ہوں گی تو طبیعت میں ایسا جلال کیوں نہ ہو کہ ہر اچھی چیز کو حرام و ناجائز بتاتے جائیں اور سبحان اللہ ہماری غذا

یہ گھی اور چینی کا عمدہ نوالہ
ملے اس کو جو ہے قسمت والا

عن عائشه رضى الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الحلوا والعسل. (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۱۷)
حضرت عائشہ رضی اللہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو حلوا

اور شہد بہت پسند تھے۔

جیسے موسم و علاقے کا طبیعت میں اثر ہوتا ہے یقیناً غذا کا بھی ضرور اثر ہوتا ہے یہ حکماء کے نزدیک مسلمہ اصول ہے۔ ہمارے ایک بزرگ ممتاز عالم دین حضرت قاری محمد یوسف سیالوی صاحب فرماتے ہیں مجھے ایک بزرگ ڈیرے دار غیر مقلد کہتا ہے مولوی صاحب ایک بات تو بتاؤ یہ وہابی (بڑی گالی دے کر) اتنے خشکے کیوں ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کبھی گوہ کھاتے ہیں کبھی کوا کبھی کچھوا۔ ان کو گیارہویں کا حلوہ اور شبرات کے لڈو کھلاؤ تا کہ ان کی خشکی دور ہو۔ جب تک قوم موسیٰ کی بات مانتی رہی ان کو من وسلویٰ ملتا رہا نافرمان ہوئی تو مسور کی دال پر گزارا کرنا پڑا

ے شبرات کا حلوہ ہم کھائیں میلاد کے لڈو ہم کھائیں
اور تیری قسمت میں کوا ، کہو لا الہ اللہ

لطیفہ: ایک مناظرے میں جب ایصال ثواب کو مدمقابل باوجود دلائل کے نہیں مان رہا تھا اور "ثواب نہیں پہنچتا" کی رٹ لگا رہا تھا تو سنی مناظر نے اس کی فوت شدہ ماں کو گالی دے دی، بس اب نوبت لڑائی تک آ گئی تو سنی عالم نے کہا لڑنے کی کیا بات ہے مسئلہ حل ہو گیا اور تم نے در پردہ مان لیا جب فوت شدہ کو گالی پہنچ سکتی ہے تو قرآن کا ثواب کیوں نہیں پہنچ سکتا۔

سوال: بندہ اگر جنت میں پہنچ گیا ہے تو اس کو ان قل کے چنوں کی، امرود اور آم کے ٹکڑوں کی کیا ضرورت ہے کیا جنت میں یہ نعمتیں نہیں ہیں؟

جواب (۱): ہم کب کہتے ہیں کہ یہ چنے اور امرود یا آم ہی پہنچتے ہیں، یہ تو اس دنیا کی کرنسی ہے عالم برزخ میں اس کو ثواب کی کرنسی میں تبدیل کر کے اس کو ثواب کا تحفہ ملتا ہے جیسے قربانی کے بارے فرمایا گیا:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (الحج)

یہ گوشت اور خون اللہ کو نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے کیونکہ گوشت تو گھر والے کھا جاتے ہیں خون گندی نالیوں میں بہہ جاتا ہے اور کھال لشکر طیبہ یا

جماعت اسلامی کو پہنچ جاتی ہے، تو کیا پھر قربانی ہی نہ کی جائے کہ اللہ کو گوشت کی کیا ضرورت؟ یا نماز نہ پڑھیں کہ فرشتے کیا کم ہیں نماز پڑھنے والے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی ماں کے ایصال ثواب کے لیے حضور علیہ السلام نے کنواں کھدوانے کا حکم دیا وہ کہہ سکتے تھے حضور! کیا جنت میں پانی کی کمی ہے وہاں تو دودھ اور شہد کی نہریں چل رہی ہیں۔ جانتے تھے کہ یہ پانی نہیں بلکہ ثواب پہنچے گا کیونکہ بندوں کو کھلانا پلانا ثواب کے لحاظ سے ایسے ہے جیسے رب کو کھلایا پلایا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک صاحب ثروت شخص کو فرمائے گا میں دنیا میں بھوکا تھا پیاسا تھا ننگا تھا تو نے مجھے کھلایا، پلایا، پہنایا کیوں نہیں؟ وہ کہے گا یا اللہ! تو تو ان چیزوں سے بے نیاز ہے۔ تو اللہ فرمائے گا میرا بندہ بھوکا پیاسا ننگا تھا اگر تو اس کو کھانے پینے پہننے کو دے دیتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا (یعنی تجھے اتنا ثواب ملتا جیسے تو نے اپنے رب کو کھلایا، پلایا، پہنایا ہے)

جواب (۲): ہاں! کبھی کرم فرما کر جس شے پر ختم پڑھا گیا ہے وہ قبولیت کی علامت کے طور پر بعینہ وہی چیز کھا کر بھی ختم دلانے والے کی خوشیوں میں اضافہ فرماتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شیئ اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلنا فقسمته بین الناس فرایته صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبین یدیه هذه الحمص متبهجا بشاشا. (درثمین صفحہ ۴۱)

میرے والد ماجد نے فرمایا میں ہر سال میلاد شریف کے موقع پر اظہار خوشی کے لیے کھانا پکا کر تقسیم کرتا ایک دفعہ تنگدستی کی وجہ سے میرے پاس سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ نہیں تھا، میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ خواب

میں دیکھا کہ حضور علیہ السلام وہی چنے سامنے رکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔
کبھی بادشاہ نوکروں کو خوش کرنے کے لیے اچھے اچھے کھانے چھوڑ کر چٹنی اور دال بھی کھا لیتے ہیں اور پھر بادشاہ تو ایسا کم ہی کرتے ہیں ہمارے آقا تو اکثر ایسا کرتے نظر آتے ہیں کبھی ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کو جنت بنا رہے ہیں کبھی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا مقدر چمکا رہے ہیں اور کبھی ام معبد رضی اللہ عنہا کی کُلی کو رنگ چڑھا رہے ہیں

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں
جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے کہ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا آپ نے دو شاخیں دونوں قبروں پر گاڑھ دیں اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی تسبیح کرتی رہیں گی اور عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ تو جب ٹہنیوں سے عذاب دور ہو سکتا ہے تو قرآن کی تلاوت سے کیوں نہ دور ہوگا۔

چند آیات سے غلط استدلال کا تفصیلی جواب:

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

الا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ○ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ○

اور اس طرح کی دیگر کئی آیات مبارکہ جن کا ظاہراً مفہوم کچھ اس طرح کا بنتا ہے کہ کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائیگا۔ اس سے منکرین ایصال ثواب دھوکہ دیتے ہیں۔
حالانکہ مفسرین نے واضح طور پر لکھا کہ کفار و مشرکین ایک دوسرے کو فائدہ نہ

پہنچا سکیں گے اور ایک دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھا سکیں گے۔ مذکورہ آیات اور ان سے پہلی آیات یعنی سورۃ النجم کے تیسرے رکوع کے شروع سے لے کر مذکورہ آیات تک بھی ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آ کر قرآن سُنتا اور بے اختیار ہو کر کہہ اُٹھتا کہ "یہ بڑا سرسبز کلام ہے، اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں، اس کی رونق دل کو موہ لینے والی ہے، نہ یہ جادو ہے نہ شعر"۔

اس کے ساتھیوں کو جب معلوم ہوا تو اس کو ملامت کرنے لگے کہ کہیں یہ اسلام ہی نہ قبول کر لے، چنانچہ اس کے ایک بے تکلف دوست نے اس بارے جب اس سے بات کی تو اس نے جواب دیا! مجھے عذاب قیامت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ تو اس کے دوست نے کہا! کہ تو مجھے اتنا مال دے دے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن تیرا عذاب اپنے سر لے لوں گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ بالکل ایسے ہی شفاعت کے بارے میں فرمایا! کہ کوئی (شفاعت) نہ کر سکے گا یعنی کافروں کی اور نہ وہ کسی کی کر سکیں گے جب کہ ایمان والے ایمان والوں کی شفاعت کریں گے۔

مذکورہ آیات کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے یہ قانون رائج تھا کہ اگر ایک شخص کسی کو قتل کرتا تو قتل کی سزا اس کے باپ، اس کے بیٹے، اس کے بھائی اور اس کی بیوی یا اس کے غلام کو بھی دی جاتی۔ ان میں سے کسی کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا۔

قال البغوی عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کانوا قبل ابراھیم علیہ السلام یا خذون الرجل بذنب غیرہ وکان الرجل یقتل بقتل ابیہ وابنہ اخیہ امراتہ وعبدہ

جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا:

ولا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ کہ کسی کا گناہ کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا۔ یوں اس ظالمانہ قانون کا قلع قمع ہوا۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ کسی سابق رسول کی شریعت کا یہ مسئلہ تھا، بلکہ یہ ان کے دورِ جاہلیت کا ایک رواج تھا جو صدیوں سے ان میں چلا آ رہا تھا اور کبھی کسی نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کی تھی۔ بعینہٖ اس طرح جیسے حضور

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عربوں میں یہ دستور تھا کہ اگر کسی غریب قبیلے کا غلام یا عورت طاقت ور قبیلے کے کسی فرد کو قتل کر دیتے تو طاقت ور قبیلہ بطور قصاص اس قاتل غلام یا عورت کو قتل کر کے مطمئن نہ ہوتا، بلکہ عورت کے بجائے ان کے کسی مرد اور غلام کے بجائے ان کے کسی آزاد مرد کو قتل کیا جاتا اور جب الحر بالحر والعبد بالعبد نازل ہوئی تو جہالت کے اس ظالمانہ دستور کا خاتمہ ہوا۔

بظاہر بعض آیتیں اور حدیثیں اس آیت سے متعارض معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے من سن سنة سيئة فله وزرها و وزر من عمل بها الى يوم القيامة. (اخرجه احمد ومسلم من حديث جرير ابن عبداللّٰہ)

یعنی امام احمد اور مسلم نے جریر بن عبداللہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص بُرا طریقہ رائج کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ بھی لادا جائے گا اور قیامت تک جو لوگ اس طریقے کو اختیار کریں گے، ان کا بوجھ بھی اس پر لادا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی کسی پر لاد دیا جاتا ہے، حالانکہ آیت اس کی نفی کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ چونکہ یہ شخص قیامت تک آنے والے بدکاروں کی بدکاری کا سبب بنا ہے، اس لیے وہ ان بدکاریوں میں شریک ہے۔ اسی کی سزا اسے ملے گی۔ یہ نہیں کہ ان بدکاروں کو کوئی سزا نہ دی جائے گی اور ان سب کی سزا اس شخص کو دی جائے گی۔

دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں: اذا انزل الله بقوم عذاباً اصاب العذاب من كان فيه ثم بعثو اعلیٰ اعمالهم (متفق علیہ)
یعنی جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے تو اس قوم کے تمام افراد (نیک و بد) اس عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر قیامت کے دن وہ اپنے اعمال کے مطابق قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب ان لوگوں پر بھی نازل ہوتا ہے جو

مجرم نہیں ہوتے، حالانکہ آیت اس کی تردید کرتی ہے، تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ ان جرائم کا ارتکاب نہیں کیا کرتے تھے، لیکن مجرموں کو منع بھی نہیں کرتے تھے، بلکہ خاموشی سے ان گناہوں کو دیکھتے رہتے تھے، ان کی یہ خاموشی ان کا گناہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس عذاب میں مبتلا کیے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث جو سنن اربعہ میں مروی ہے اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھتے ہیں اور ظلم سے اس کا ہاتھ نہیں پکڑ لیتے تو ان پر بھی عذاب نازل ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے اور اس کے رشتہ دار ماتم کرتے ہیں تو ان کے ماتم کرنے کے گناہ کا عذاب اس میت کو دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث بھی اس آیت کے بظاہر منافی ہے۔ اس کے بارے میں علما فرماتے ہیں کہ میت کو اس وقت عذاب ہوگا جب یا تو وہ وصیت کر جائے کہ مجھ پر ماتم کرنا یا اسے معلوم تھا کہ اس کے گھر والے اس کے مرنے پر ماتم کریں گے اور اس نے ان کو منع نہیں کیا۔ اب یہ عذاب اس کے اپنے گناہ کا ہوگا۔

بہر حال اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں جو یہ حکم نازل ہوا تھا وہ شریعتِ محمدیہ میں بھی باقی ہے۔ کسی کے گناہ کے بدلے میں کسی دوسرے کو سزا نہیں دی جائے گی۔ ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔

یہ حکم صحفِ موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام میں بھی موجود تھا اور شریعتِ اسلامیہ میں بھی یہ قانون باقی ہے، لیکن بعض کج فہموں نے اس آیت کو ایسے معانی پہنائے ہیں جن سے متعدد دوسری آیات کی تردید اور تکذیب ہوتی ہے، اس لیے ہمیں بڑے اطمینان سے ان باطل معانی کا جائزہ لینا چاہیے اور اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ یہ طریقہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں کہ ایک آیت کی ایسی من مانی تشریح کی جائے جس سے متعدد آیات کی تغلیط ہوتی ہو۔

اشتراکی ذہنیت رکھنے والے جو محنت کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ

اس آیت کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ ہر انسان صرف اسی چیز کا حقدار ہے جو اس نے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کی ہو اور اپنے اس نظریے کو قرآن کریم کی اس آیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہمیں ان سے کسی بحث کی ضرورت نہ تھی۔ ہر شخص اپنی پسند کے مطابق جس نظریے کو چاہے اپنائے ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے، لیکن اپنے من گھڑت نظریات کو قرآن پاک کی طرف منسوب کرنا ایک ایسی زیادتی ہے جس پر خاموش رہنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ہم ان صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا قرآن کریم کی متعدد آیات میں میراث کے احکام مذکور نہیں۔ باپ کے مرنے کے بعد اولاد کو جو جائیدادِ منقولہ اور غیر منقولہ ورثہ میں ملتی ہے، کیا اس میں ان کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل تھا؟ ایسی جائیداد کا قرآن نے انہیں کامل مالک ٹھہرایا ہے، خصوصاً بچیاں یا شیر خوار بچے جنھوں نے کسی طرح بھی اس جائیداد کے بنانے میں کوئی حصہ نہیں لیا وہ بھی وارث ہوتے ہیں اس کے علاوہ زکوٰۃ، صدقات جب کوئی شخص کسی مستحق کو دیتا ہے تو مستحق اس کا کامل مالک بن جاتا ہے۔ اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے، حالانکہ اس نے اس مال کے کمانے میں ایک قدم تک نہیں اٹھایا۔ آیت کا خود ساختہ مفہوم اختیار کر کے کیا یہ لوگ ان صدہا آیات پر قلمِ تنسیخ پھیر دیں گے جن میں میراث، وصیّت، زکوٰۃ، صدقات اور ہبہ کے احکام مذکور ہیں۔

ان شترا کی اذہان کے علاوہ ایک اور فرقہ گذرا ہے جو تاریخ اسلام میں معتزلہ کے نام سے مشہور ہے، انھوں نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کسی کے عمل کا ثواب کسی دوسرے انسان کو نہیں پہنچ سکتا۔ ہر شخص کو انہی اعمال کا اجر ملے گا جو اس نے خود کیے ہیں، کیونکہ قرآنِ کریم کی اس آیت میں تصریح کی گئی ہے کہ لیس للانسان الّا مَا سَعٰی۞

ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کسی کا عمل کسی کے لئے نفع بخش نہیں ہے تو قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں مسلمانوں کے لئے استغفار کا حکم دیا ہے اور متعدد آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرشتے مسلمانوں کی بخشش کے لئے استغفار طلب کرتے ہیں۔ کئی

ایسی آیات ہیں جن میں انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے والدین، اولاد اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش کی دعائیں مانگی ہیں۔ اگر استغفار اور دعاؤں کا میت کو کوئی نفع نہیں پہنچتا تو پھر ان لاحاصل کاموں میں انبیاء اور ملائکہ وقت کیوں ضائع کرتے رہے اور ہمیں مسلمان بھائیوں کے لئے مغفرت کا کیوں حکم دیا گیا ہے ساری امت مسلمہ نمازِ جنازہ ادا کرتی ہے۔ اس میں کسی فرقہ کی تخصیص نہیں۔ یہ نمازِ جنازہ بھی دعائے مغفرت ہے۔ اگر یہ بے سود اور لاحاصل ہے تو اس تکلف کو بجالانے کا حکم اسلام نے کیوں دیا؟ معتزلہ کے اس مفہوم کو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو قرآنِ کریم کی کثیر التعداد آیات بے معنیٰ ہو کر رہ جاتی ہیں، اس لئے امت کا اجماع بھی اسی بات پر ہے کہ ہم اپنے اعمال کا ثواب اپنے والدین اور دوسرے مومنین کو پہنچا سکتے ہیں اور اس سے انہیں فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اصولی طور پر تو علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے، تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے جس کا خلاصہ پیش نظر ہے:

عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ خالص بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ، تلاوتِ قرآنِ پاک۔ خالص مالی عبادات جیسے صدقات وغیرہ۔ مالی اور بدنی عبادات کا مرکب جیسے حج وغیرہ۔

امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ خالص بدنی عبادت کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا، البتہ عبادات کی دوسری دو قسموں کا ثواب دوسروں کو پہنچ سکتا ہے، لیکن احناف کا مسلک یہ ہے کہ ہر شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے خواہ اس نیک عمل کا تعلق عبادت کی کسی بھی قسم سے ہو نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، ذکر، صدقہ، حج، عمرہ یا جو نیک عمل بھی وہ کرے، اس کے بارے میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرسکتا ہے الٰہی! اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا۔ اس بارے میں اتنی کثرت سے صحیح احادیث موجود ہیں کہ کوئی مسلمان ان کے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا۔

یہاں پر ہم ان میں سے چند احادیث ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں

(1) عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال

رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عمل الامن ثلاث صدقة جارية و علم ينتفع به اوولد صالح يدعوله. (صحیح مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، بجز تین اعمال کے کہ ان کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لیے دُعا کرے۔

پہلے دو کام تو ایسے ہیں جن میں اس شخص کا بھی کچھ عمل دخل ہے، لیکن لڑکے کی دعا لڑکے کا اپنا فعل ہے۔ اس سے بھی میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(2) عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه ليرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنة و يقول يارب انی لی هذه فيقول با ستغفار ولدک لک. (طبرانی شریف)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں کسی عبدِ صالح کے درجے کو بلند فرما دیتا ہے۔ وہ بندہ پوچھتا ہے یارب! میرا درجہ کیسے بلند ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے لڑکے نے تیرے لیے استغفار کی، اس کی برکت سے تیرا درجہ بلند ہوا۔

(3) عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ما الميت فی قبره الاشبه الغريق المتغوث ينتظر دعوة ملحقة من اب وام اوولد او صديق ثقة واذا الحقته كانت احب اليه من الدنيا وما فيها وان اللّٰه ليدخل على القبور من دعاء اهل الارض امثال

الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم (رواہ البیہقی والدیلمی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہوتا ہے اور اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے باپ، اس کی ماں یا لڑکے یا باوفا دوست کی دُعا اسے پہنچے اور جب وہ دُعا اسے پہنچتی ہے تو اس کی قدر و منزلت اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں پر رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مرے ہوؤں کے لیے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے دُعائے مغفرت کیا کریں۔

(4) عن عائشہ ان رجلا قال یارسول اللّٰہ ان امی افتلتت نفسھا لم توص و اظنھا لو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم (متفق علیہ)

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہوگئی اور کوئی وصیت نہ کر سکی۔ میرا خیال ہے اگر اسے بولنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے اس کا اجر ملے گا۔ حضور نے فرمایا بے شک!

(5) عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ توفیت امہٗ وھو غائب فاتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان امی ماتت و انا غائب فھل ینفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم وقال انی اشھدک ان حایطی صدقۃ عنھا. (صحیح البخاری)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد ابن عبادہ کی والدہ نے وفات پائی تو آپ موجود نہ تھے جب واپس آئے تو حضور کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور گذارش کی یارسول اللہ! میری والدہ نے میری غیر حاضری میں وفات پائی۔ اگر میں اس ک طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے کوئی نفع پہنچے گا تو حضور نے فرمایا ہاں! پہنچے گا۔ انہوں نے عرض کی حضور آپ گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

(6) عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اهل بیت یموت منهم و یتصدقون عنه بعد موته الااهدیٰ لهٗ جبر یل علٰی طبق من نو رلم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق هٰذهٖ هدیة اهداها الیک اهلک فاقبلها فید خل علیه فیفرح بها فیستبشر ویحزن جیرانه الذین لا یُهدی الیهم شیء. (رواہُ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص کسی گھر سے فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبرئیل امین نور کے تھال پر اسے رکھتے ہیں، پھر اس کی قبر کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری قبر کے رہنے والے! یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے، تو اُسے قبول کر۔ اس کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا، وہ بڑے غمناک ہوتے ہیں۔

(7) عن انس قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ان ابی مات ولم یحج حجة الاسلام فقال ارایت لو کان علی ابیک دین کنت تقضیه عنه قال نعم قال فانه دین علیه فاقضه (رواہ بزار والطبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تیرے باپ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہاں ادا کرتا۔ حضور نے فرمایا یہ حج بھی اس پر قرض ہے۔ تم اس کو ادا کرو۔

(8) عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ من مر علی المقابر و قرأ قل ھو اللّٰہ احد احد عشر مرۃ و وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات.

(رواہ ابو محمد السمر قندی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے، ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(9) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قراء فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللّٰہ احد والھا کم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لاھل المقابر من المومنین والمومنات کانوا شفعاء لہ الی اللّٰہ (رواہ ابو القاسم سعد ابن علی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورۃ فاتحہ قل شریف اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر یہ کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس مقبرہ کے مومن مردوں اور عورتوں کو بخشا ہوں تو یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی شفاعت کریں گے۔

(10) عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من دخل المقبرۃ فقرأ سورۃ یٰس خفّف اللّٰہ عنھم. (اخرجه عبد العزیز الخلال بسندہ)

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورۃ یٰس پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہلِ قبور پر تخفیف کر دیتا ہے۔

کثیر التعداد احادیث میں سے یہ چند مرفوع احادیث ہیں جو اوپر نقل کی گئی ہیں۔ صحابہ کرام کا بھی اسی پر تعامل تھا۔

حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد آپ کو ایصال ثواب کرنے کے لیے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبد الرحمن وفات پا گئے تو انہوں نے اپنے بھائی کے لیے غلام آزاد کیا اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وفات کے بعد یہ چیز انہیں نفع پہنچائے گی۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنے وفات پانے والوں کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔

قال الحافظ شمس الدین ابن عبدالواحد

ماز الوا فی کل مصر یجتمعون ویقرؤن لموتٰہم من غیز نکیر فکان ذلک اجماعاً.

ترجمہ: حافظ شمس الدین ابن عبدالواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قرأت کرتے ہیں اور کبھی کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا' گویا اس پر امت کا اجماع ہے۔

(11) اخرج الخلالی عن الشعبی کانت الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الی قبره یقرؤن القران.

امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے۔

(12) وفی الاحیاء عن احمد ابن حنبل قال اذاد خلتم من مقابر فاقرؤ ابفاتحة الکتاب والمعوذ تین وقل هو اللّٰه احد وجعلوا ذلک لاهل المقابر فانه یصل الیهم.

امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ اور تینوں آخری قل پڑھو' پھر اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ تو وہ انہیں پہنچے گا۔

جب اس کثرت سے ایصال ثواب کے بارے میں احادیث موجود ہیں تو پھر اس کا انکار کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا' لیکن آیت کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے:

والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم.

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرتی رہی تو ہم (مدارج اور مراتب میں) ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آباؤ اجداد کی نیکیاں اولاد کے مراتب کو بلند کر دیتی ہیں۔ بعض نے اس آیت کی توجیہہ یہ کی ہے کہ یہاں الانسان سے مراد کافر ہے کہ کفار کو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں، اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو الجھن خود بخود دور ہو جاتی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب سے صرف اس شخص کو نفع پہنچتا ہے جو ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔ جس کی موت کفر پر ہوئی ہوا سے قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا تو معلوم ہوا کہ یہ سارے اعمال صالحہ جن کا ثواب ایک مومن کو پہنچایا جا رہا ہے در حقیقت اس کے ایمان کے درخت کا پھل ہیں اور ایمان کا درخت اس شخص کی اپنی سعی کا نتیجہ ہے تو گویا یہ ساری چیزیں اس کی ذاتی کوشش میں شمار ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کے درخت کی اعمال صالحہ سے آبیاری کرتے رہتے ہیں اور گناہوں کی ژالہ باری سے اس کو بچائے رکھتے ہیں، ان پر پھل بھی زیادہ لگتا ہے اور لوگ کثرت سے ان کی ارواح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ اولیائے کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے والوں کا ہجوم اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ان مقبول ترین بندوں نے ایمان کا جو درخت لگایا اور عمر بھر اپنے گریہ سحری سے اسے سینچتے رہے اس کی بہار اور اس کا جوبن قابل دید ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

مثل کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حین باذن

ربھا. (ابراہیم:۲۵،۲۴)

کہ کلمہ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں پاتال تک چلی گئی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ یہ درخت ہر لحظہ پھل دے رہا ہے۔ مسئلہ ایصال ثواب کے دیگر مباحث کو بیان کرتے ہوئے حضرت پیر کرم شاہ علیہ الرحمۃ تفسیر ضیاء القرآن کی دوسری جلد سورۂ النحل کی آیت نمبر ۱۱۵ کے تحت لکھتے ہیں۔

یہ آیت اس سے پہلے تین مرتبہ گزر چکی ہے۔ اب چوتھی اور آخری بار یہاں مذکور ہے۔ اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا ہے اور ایک فریق دوسرے کو کافر و مرتد کہنے سے بھی گریز نہیں کرتا اور بڑی شدومد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ذبح کیا گیا ہو خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔ آیئے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء اور اہواء کا اکھاڑا نہ بنائیں۔ بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے اور باہمی اختلافات و منافرت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت کا جو مفہوم سلف صالحین اور علماء متقدمین نے خود سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ جس طرح مشرکین باسمہ اللات والعزیٰ کہہ کر جانوروں کو ذبح کیا کرتے تھے۔ امام ابوبکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ولا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اھل لغیر اللہ عند الذبح یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیح ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ بیضاوی، قرطبی، رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اسلاف اور قدماء مفسرین کی

متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے ایک نیا مفہوم اخذ کیا جس سے تکفیر کا دروازہ کھل گیا۔ غیروں کو اپنا بنانے کی توفیق سے جو لوگ محروم تھے انہوں نے اپنوں کو بیگانہ بنانے کا شغل اختیار فرمایا اور اس فن میں وہ جدت طرازیاں اور موشگافیاں کیں کہ عقل دنگ رہ گئی اور دل لرز اُٹھا۔ آیئے پہلے ان کے دلائل کو سنیئے تا کہ ان کی اسی غلط فہمی کا ماخذ آپ کو معلوم ہو جائے۔ پھر ان میں غور فرمایئے۔ ان دلائل کی بے سروپائی آپ پر واضح ہو جائے گی۔

وہ اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ حرام ہوگا۔ جس طرح کتے اور خنزیر کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے اس مفہوم کی تائید کے لیے کہتے ہیں کہ لغت عرب اور عرف میں اھل کا معنی ذبح کرنا نہیں ہے کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اھل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اہل لغت کے نزدیک اھل کا معنی کا آواز بلند کرنا ہے۔ اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اھل کا معنی ذبح کرنا ہے تو بھی آیت کا یہ معنی ہوگا کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور اس کا جو معنی تم نے کیا ہے کہ "وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے" یہ تو کسی طرح مراد نہیں ہوسکتا۔ اس لیے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صراحۃً تحریف آیت ہے۔ یہ اُن کا استدلال ہے جو آپ نے پڑھ لیا۔

اب ہم بصد ادب ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اھل کا معنی اگر وہ لیا جائے جو تم نے لیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کے ان کے گلے پر چھری پھیری جائے تب بھی وہ حلال نہیں ہوں گے حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ بحیرۃ ' سائبۃ و غیرہا جانور وہ اپنے بتوں کے لیے نذر مانتے تھے۔ اور ان سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے

۔حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا۔انہیں کے نام سے وہ مشہور ہوئے۔حالانکہ انہیں اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں صراحۃً مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آتشکدہ کے لیے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کے لیے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا۔کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا ہے **مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم اوالکافر لا لھتھم توکل لانہ سمی اللّٰہ و یکرہ للمسلم** (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح) تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔

نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی ہیں لغۃً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں۔کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم نے اھل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے۔آپ ارشاد فرماتے ہیں: **اذا سمعتم الیھود والنصاریٰ یھلّون لغیر اللّٰہ فلا تاکلوا و اذا لم تسمعوھم فکلوا فان اللّٰہ قد احل ذبائحھم وھو یعلم ما یقولون** (فتح البیان جلد اول ص ۲۲۲)

یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھا لو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

آپ کے اس قول میں **یھلون** بمعنی **یذبحون** مستعمل ہے۔اس لیے ان کا یہ کہنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔قدماء مفسرین نے بھی اھلّ کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اھل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کرنے کے معنی ہیں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام اصمعی سے لفظ

اھل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قال الاصمعی الاھلال اصله رفع الصوت فکل رافع صوته فھو مھل...... وھذا معنی الاھلال فی اللغة ثم قیل للمحرم مھل لرفعه الصوت بالتلبیة عندالاحرام...... والذابح مھل لان العرب کانوایسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتھم بذکرھا.

اصمعی نے کہا کہ اھلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں۔تو ہر آواز بلند کرنے والا مُھِلّ کہلائے گا۔یہ اھلال کا لغوی معنی ہے پھر محرم کو بھی مُھِل کہتے ہیں۔کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کو نام لیا کرتے تھے۔علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: **واصل الاھلال رفع الصوت وکل رافع صوته فھو مھل وکذلک قوله عزوجل وما اھل لغیر اللّٰه به ھو ماذبح للآلھة وذلک لان الذابح کان یسمیھا عند الذبح فذلک ھو الاھلال۔**

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

اصل الاھلال رفع الصوت......حتی قیل لکل ذابح مھلّ وان لم یجھر بالتسمیة : اھلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے...... یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مُھِل کہا جانے لگا۔اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے۔علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس سے اُھِلَّ کا معنی ذُبِحَ نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد نے **ما اھل** کا معنی **ما ذبح لغیر اللّٰه** کیا ہے۔علامہ ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: **قال الربیع بن انس**

یعنی ما ذکر عند ذبحہ اسم غیر اللہ والا ھلال ......حتی قیل لکل ذابح مھل وان لم یجھر مھل۔

از راہِ اختصار ان چند حوالوں پر اکتفاء کیا جارہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اھل بمعنی ذُبِحَ مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان اَن گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اھل ذبح کے معنی میں نہ لغۃً استعمال ہوتا ہے اور نہ عرفاً یہ حق وانصاف سے اعراض کرنا ہے۔

نیز ان صاحبان کا یہ کہنا کہ ما اھل لغیر اللّٰہ بہ کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ علامہ نووی شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ کا یہ معنی کیا ہے اما الذبح لغیر اللّٰہ ان یذبح باسم غیر اللّٰہ یعنی جس کو اللہ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے۔ ''وآنچہ ذکر کردہ شد نام غیر خدا بر ذبح وے۔'' یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے۔ کیا اس تحریف کا الزام یہ حضرات سلف صالحین پر بھی عاید کرنے کی جسارت کرسکتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابو بکر جصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتداء بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی بئر اُمِّ سعد رکھا گیا تھا۔ یعنی سعد کی ماں کا کنواں۔ اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہوجاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہوجاتا۔ اسے پینا' وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا امت کی طرف سے۔

کئی لوگ کسی ولی کے نام کی نذر مانتے ہیں۔ کیا اس طرح وہ چیز حرام ہوجاتی

ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ نذر کے دو معنی ہیں۔ شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ اس لیے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت ایں نذر آنست کہ اہداء ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ ایں نذر مستلزم مے شود پس حال ایں نذر آنست کہ اہداء ثواب ہذا القدر الی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعیین عمل منذ ور است نہ برائے مصرف و مصرف ایں نذر نزد ایشاں متوسلاں آں ولی مے باشند از اقارب و خدم و ہمطریقان و امثال ذالک و ہمیں است مقصود نذر کنندگاں بلاشبہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع. (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ: اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنویں کا ذکر صحیحین میں موجود ہے۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے۔ نذر میں ولی کا ذکر اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا مصرف ہے۔ اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی رشتہ دار، خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں۔ ولی کا نام صرف اس عمل کو متعین کرنے کے لیے لیا جاتا ہے۔ نذر کرنے والوں کا بلاشبہ بس یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے۔ اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ایسی طاعت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

حضرت حکیم الامت کی اس ایمان افروز وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں:

اگر مالیدہ وشیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز است مضائقہ نیست۔

"یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔

(فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء راہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک مے شود وخوردن بسیار خوب است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۷۸)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اُس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے:

پس درخوبی این قدر امراز امور مرسومہ فاتحہ ہاو اعراس ونذر ونیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسمٰعیل دہلوی کے الفاظ میں سُن لیجئے۔

اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بنشیند وفاتحہ بنام اکابرایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرھما خواندہ

التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید و بنیاز تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دوضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ص ۱۱۱)

یعنی طالب کو چاہیے کہ پہلے وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دوزانو ہو کر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہِ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع وزاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دوضربی ذکر شروع کرے۔

البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر کسی جانور کو ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور ذبح کرنے والا مشرک ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے ذہن میں ایصال ثواب کا تصور تک نہیں بلکہ کسی ولی یا نبی کے لیے محض اس جانور کا خون بہانے (اراقۃ الدم) کو ہی وہ درجہ قربت سمجھ کر ذبح کرتا ہے تب بھی وہ جانور حرام ہوگا۔ کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے جان کو پیدا فرمایا۔ اس لیے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز کو کسی کے لیے قربان کرے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں متعدد بار اس مسئلہ کی تحقیق فرمائی اور ایسے جانور کی حلت وحرمت کا فیصلہ کرنے کے لیے یہی معیار مقرر فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں:

"فمتیٰ کان اراقۃ الدم للتقرب الی غیر اللّٰہ حرّمت الذبیحۃ ومتٰی کان اراقۃ الدم للّٰہ تعالٰی والتقرّب الی الغیر بالا کل والا نتفاع حلّت الذبیحۃ لان الذبح عبارۃ عن الاراقۃ لاعن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلٰی ھذا قلنا لو اشتریٰ لحماً من السوق او ذبح بقرۃ اوشاۃ لاجل ان یطبخ مرقاً وطعاماً لیطعم الفقراء ویجعل ثوابھا لروح فلان حلّت بلاشبھۃ"

(فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۵۷)

"یعنی اگر کسی جانور کا خون اس لیے بہایا جائے کہ اس خون بہانے سے غیر کا تقرب حاصل ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور اگر خون اللہ تعالیٰ کے لیے بہائے اور اس کے کھانے اور اس سے نفع حاصل کرنے سے کسی غیر کا تقرب مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا۔ کیونکہ ذبح کا معنی خون بہانا ہے نہ وہ جانور جسے ذبح کیا گیا۔ اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے بازار سے گوشت خریدا یا گائے یا بکری ذبح کی تاکہ اسے پکا کر فقیروں کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ (گوشت' گائے' بکری) بلاشبہ حلال ہوگی۔"

میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان نہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور نہ وہ محض اراقۃ الدم (خون بہانے) کو وجہ تقرب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے پیش نظر صرف ایصال ثواب ہوتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے۔ مبادا اس گمراہی پر اس کی موت آجائے۔ نیز ان لوگوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیے جو ہر مسلمان پر بلا امتیاز شرک وکفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور اس کو اپنی سستی شہرت کے حصول آسان اور موثر ذریعہ سمجھتے ہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

کفار نے حلت وحرمت کے خودساختہ قوانین مقرر کر رکھے تھے۔ اپنی مرضی سے جسے چاہتے حلال کر لیتے اور جسے چاہتے حرام کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اشیاء کو حلال وحرام کرنے کا اختیار تمہیں کس نے تفویض کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال وحرام کرنے کا اختیار بھی نہیں دیا اور نہ خود انہیں حرام کیا ہے تو تمہارا ان چیزوں کی حلت و حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا سراسر جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کذب بیانی سے باز آجاؤ ورنہ اس کا انجام بجز خسران ونامرادی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ آیت میں الکذب، لاتقولوا کا مفعول ہے اور ھذا حلٰلٌ وھذا حرامٌ بدل ہے اور الکذب مبدل منہ ہے اور لما میں ما مصدریہ ہے۔ میں نے ترجمہ اسی ترکیب کے مطابق کیا ہے۔

لطیفہ: شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شخص الجھنے لگا کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ مردے ختم والی چیزیں کھاتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا اگر تم یہ عقیدہ ہم پر ٹھونسنا ہی چاہتے ہو تو ٹھیک ہے وہ کھاتے ہیں۔ اس نے کہا پھر پیشاب پاخانہ بھی کرتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں! کرتے ہیں۔ بولا! پھر ان کی قبروں میں تو بہت گندگی جمع ہوگئی ہوگی جا کر صفائی بھی کیا کرو۔ فرمایا ہمیں جا کر صفائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم جو اپنے مردوں کو کچھ نہیں بھیجتے تو وہ بیچارے بھوکے پیاسے ہوتے ہیں جا کر ہماری غلاظت وہ کھاتے ہیں۔

خالص شہد کی ایک یہ بھی پہچان ہے کہ کتا سب کچھ لیتا ہے مگر خالص شہد کو کتا نہیں کھاتا، یہ حضرات بھی ہر شے کھا جاتے ہیں مگر جس پر قرآن پڑھا جائے وہ نہیں کھاتے۔

الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات.

کسی شے کے بارے میں یہ مطالبہ نہیں کریں گے ''قرآن میں دکھاؤ'' ختم شریف کی بات آئے تو پھر ''قرآن میں دکھاؤ'' کہا گیا ''ختم اللہ'' قرآن میں آ گیا۔ اجی اس کا معنیٰ تو مُہر ہے۔ سنی نے عرض کیا نماز قرآن میں دکھاؤ کہنے لگا صلوٰۃ کا لفظ سینکڑوں بار آیا ہے، سنی نے کہا صلوٰۃ کا معنیٰ تو دعا بھی ہے۔ اس طرح تو صدقہ و دعا کا معنیٰ ایصال ثواب اور ختم کیوں نہیں ہو سکتا۔ غریب کا ختم جو ہم پڑھیں وہ ناجائز ہے اور امیروں کا تم بھی پڑھ لیتے ہو تو وہ جائز ہے کیا ہم دیسی ختم پڑھتے ہیں اور تم ولائتی اور امریکی ختم پڑھتے ہو۔ کونڈوں کے دن دیکھو تو ٹولیوں کی ٹولیاں ٹخنے ننگے کر کے ان کے مدارس سے کبھی ادھر ختم پڑھنے جا رہے ہیں کبھی ادھر کسی غریب کے کونڈے کرنے جا رہے ہیں، کھا بھی رہے ہیں مسکرا بھی رہے ہیں گھبرا بھی رہے ہیں اور ساتھ شرما بھی رہے ہیں ۔ کھاتے جاؤ شرماتے جاؤ

فاتحہ سے گھبراہٹ:

فاتحہ سے بہت گھبراتے ہیں حالانکہ نماز کی ایک رکعت بھی بغیر فاتحہ کے نہیں پڑھی جاسکتی، نماز کا پہلا ہی فرض قیام ہے اور اسی میں ہی فاتحہ بھی ہے اور زیادہ حیرانگی ان پہ ہے جو ساری دنیا کو لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پڑھ پڑھ کر سناتے نہیں تھکتے وہ مرنے والے کے لیے فاتحہ شریف سے زیادہ گھبراتے ہیں۔ اللہ کے قربان جایئے! اس نے چار بار صبح میں پڑھوادی، بارہ مرتبہ ظہر میں، آٹھ مرتبہ عصر میں، سات بار مغرب اور سترہ بار عشاء میں پڑھوادی، جب اللہ کو اتنی پسند ہے تو ملاں کو کیوں نہیں پسند۔ پھر "قل" کی مخالفت کرتے ہیں جس کو "ثلث القرآن" فرمایا گیا ہے۔ پتہ نہیں جو چیز اللہ و رسول کو اتنی پیاری ہے جناب ملاں کو اس سے کیا بیاری ہے۔ پھر اس کا نام اخلاص اور اخلاص کے بغیر تو کوئی عمل قبول نہیں۔ اگر ایک بار فاتحہ، تین بار قل پڑھ کر کسی کو ثواب بخش دیا جائے تو اس میں بدعت کہاں سے آگئی؟ قرآن ہی تو پڑھا ہے۔ قرآن میں بدعت کہاں سے آگئی۔ یہ تو بدعت توڑ ہے اس لیے قرآن میں فاتحہ ہے پاکستان میں رہیں تو فاتحہ، افغانستان میں رہیں تو فاتحہ، ہندوستان میں جاؤ تو فاتحہ، انگلستان میں جاؤ تو فاتحہ، اور قبرستان میں جاؤ گے تو فاتحہ اور یہ ہیں کہ نماز کے اندر کتنی ہی بار پڑھتے ہیں مگر نماز سے باہر فاتحہ کا نام ہی لے لو تو چہرے کا جغرافیہ ہی بدل جاتا ہے۔ پہلے کہتے تھے جو چیز قرآن میں نہیں وہ بدعت ہے اب جو قرآن میں ہے اس کو بھی بدعت کہہ رہے ہیں۔ جو رسول کے زمانے میں نہ تھا وہ بدعت، تو بتاؤ اگر فاتحہ اور قل رسول کے زمانے میں نہیں تھے تو نازل کس پر ہوئے۔ پھر یہ زمانہ بھی تو رسول کا ہی زمانہ ہے، ہر زمانہ ہمارے رسول کا زمانہ ہے اسی لیے فرمایا اگر آج موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے اور اگر عیسیٰ علیہ السلام بھی آئیں گے تو حضور کی اتباع کریں گے۔

اللہ کی قدرت کے قربان

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے
نماز میں پڑھ پڑھ کے تھک جاتے ہیں اور نماز کے علاوہ پڑھنے کو بدعت کہتے

ہیں ہم نماز کے اندر بھی پڑھتے ہیں باہر بھی پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم مسرور ہو کر پڑھتے ہیں اور یہ بھی پڑھتے تو ہیں مگر مجبور ہو کر پڑھتے ہیں اور لا اکراہ فی الدین ۔دین میں مجبوری نہیں ہے۔ لہٰذا بدعت تمہارا پڑھنا ہوا نہ کہ ہمارا۔ پھر جب قرآن کی ابتداء فاتحہ سے ہے تو اگر مومن کی دنیوی زندگی کی انتہا اور برزخی زندگی کی ابتداء فاتحہ سے ہو جائے تو اس میں اعتراض بھی کیا ہے حالانکہ اللہ نے رسول کو قرآن دیا تو اس کی ابتداء فاتحہ سے نہ تھی بلکہ اقراء سے تھی مگر رسول نے اس کی ابتداء فاتحہ سے کر دی۔ نبی کو قرآن اقراء سے ہمیں فاتحہ سے ملا، حالانکہ اقرأ والا بھی مکمل فاتحہ والا بھی مکمل، مگر ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ فاتحہ کے منکروں کی ضد ٹوٹے اور ان کی نادانی ظاہر ہو کہ پڑھتے بھی ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پتہ چلے ہم قرآن پانے میں بھی رسول کی طرح نہیں ہیں، تو جب قرآن پانے میں رسول کی طرح نہیں تو سمجھانے میں رسول کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ تیسری حکمت یہ تھی کہ پہلی آسمانی کتابیں مرتب ہو کر آئیں اور قرآن رسول نے خود مرتب فرمایا اور یہ وہی ترتیب ہے جو لوح محفوظ میں ہے تا کہ رسول اللہ کے لیے لوح محفوظ کا علم بھی ثابت ہو جائے اور اختیار بھی ثابت ہو جائے کہ ساری کائنات مل کر بھی ایک لفظ آگے پیچھے نہ کر سکے اور رسول وہ ہیں کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت کو تیسویں پارے میں رکھ دیں اور سب سے آخر نازل ہونے والی آیت کو چھٹے پارے میں رکھ دیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

(سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی کی ایک تقریر سے کا اقتباس)

نکتہ عجیبہ:

جو نبی کا وفادار ہو وہ زندہ ہوتا ہے چاہے یہاں رہے یا قبر میں اس لیے فرمایا بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔اور جو نبی کا غدار ہو وہ مردہ ہے چاہے کھاتا پیتا چلتا پھرتا ہو فرمایا اموات غیر احیاء ۔اسی لیے بولنے والوں کو گونگا فرمایا، دیکھنے والوں کو اندھا

فرمایا اور سننے والوں کو بہرہ قرار دیا **صم بکم عمی فهم لا يعقلون** ۔جڑ کے ساتھ درخت کا تعلق رہے تو شاخیں سوکھ بھی جائیں تو پھر ہری ہو جاتی ہیں اور یہ تعلق کٹ جائے تو اگرچہ ابھی ہری نظر آ رہی ہیں مگر ابھی ایسی خشک ہوں گی کہ دوبارہ کبھی ہری نہ ہو سکیں گی۔جن کے زندہ ہیں وہ ان کو یہاں سے بھیجتے ہیں وہ آگے سے وصول کرتے ہیں اور اُدھر سے فیض بھیجتے ہیں اور جن کے مر گئے مٹ گئے ان کا نہ ادھر سے ثواب جا رہا ہے نہ ادھر سے فیض آ رہا ہے۔یاد رکھو جب فرشتوں کو پڑھانے والا اور چھ کروڑ سال عبادت کرنے والا غدار ہو سکتا ہے تو بچوں کو پڑھانے والا اور چند سال کا عبادت گزار غدار کیوں نہیں ہو سکتا اور غداری کا نتیجہ ایک ہی ہے جب اس کے سجدے آدم علیہ السلام کی گستاخی پر منہ پہ مارے جا سکتے ہیں تو رسول اکرم علیہ السلام کی گستاخی پر ان کے سجدے کہاں قبول ہوں گے۔جب حضرت آدم علیہ السلام کے گستاخ کے لیے جائے پناہ کہیں نہیں تو رسول اعظم کے گستاخ کے لیے کہاں پناہ اس لیے

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

احادیث اور ایصالِ ثواب:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلاث صدقة جارية او علم ينتفع به اوولد صالح يدعوله. (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲ باب العلم رواہ مسلم)

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے علم کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے (ان کا ثواب ملتا رہے گا) صدقہ جاریہ، نفع دینے والا علم (جو دنیا میں کسی کو پڑھا گیا) اور نیک اولاد دنیا میں چھوڑ گیا (جو ایصالِ ثواب کی منکر نہ ہو بلکہ) اس کے لیے دعا گو ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ

تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرمادے گا وہ عرض کرے گا یا اللہ! یہ کیسے ہو گیا؟ (یہاں تو کوئی عمل ایسا کیا نہیں جس سے درجہ بلند ہو کیونکہ یہ جہان دار العمل نہیں بلکہ دار الجزاء ہے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا باستغفار ولدک ۔ تیرے بیٹے نے تیرے لیے دعا کی ہے جس کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ما المیت فی قبرہ الا کالغریق المتغوث.

میت کی مثال قبر میں ایسے ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) وہ اپنے باپ ماں بھائی اور دوست کی دعاؤں کی انتظار میں ہوتا ہے۔ جب کوئی ان میں سے اس کے لیے دعا کرتا ہے تو یہ دعا اس کے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں پہاڑوں کی مانند ثواب بنا کر ان کو ثواب دیتا ہے۔

وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم.

اور زندوں کی طرف سے دعائیں مرنے والوں کے لیے عظیم تحفہ ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۶)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یارسول اللہ میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے، میرا خیال ہے اگر اسے بولنے کا موقع ملتا تو ضرور صدقہ و خیرات کر جاتی کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو ثواب ملے گا؟ قال نعم فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۷۱ باب صدقۃ المراۃ)

اسی طرح ایک صحابی نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے حضور علیہ السلام کو گواہ بنا کر پورا باغ میں صدقہ کر دیا (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۳۸۷)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا آپ

نے فرمایا جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کے گھر والے اس کی طرف سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو جبریل امین اس صدقہ کو نور کے تھال میں رکھ کر اس کی قبر کے دھانے پہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

یا صاحب القبر العمیق هذه هدیة اهدا ها الیک اهلک فاقبلها فیدخل علیه فیفرح بها فیستبشر ویحزن جیرانه الذین لا یهدی الیه شیء. (تفسیر مظہری ج ا ص ۱۷۹)

اے گہری قبر میں رہنے والے یہ ہدیہ وصول کر لے تیرے گھر والوں نے تیرے لیے بھیجا ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی (جس کے گھر والے ایصال ثواب کے قائل نہیں ہوتے) جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا وہ پریشان ہوتے ہیں (کہ کاش ہمیں بھی کوئی پڑھ کر بخشنے والا ہوتا)

ایصال ثواب کے موضوع پر احادیث کا ایک معتد بہ ذخیرہ کتب احادیث میں موجود ہے طوالت کے خوف سے انہی پانچ احادیث پر ہی اکتفا کیا گیا ہے میت کی طرف سے حج کرنا۔ قل شریف اور دیگر سورتوں کا ثواب بخشنا بھی احادیث سے ثابت ہے اور کلام اللہ کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہونا بھی منقول ہے بلکہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہیں ان کی تعداد کے برابر اس پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔

(تفسیر مظہری صفحہ ۱۸۱، تفسیر روح البیان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے روایت کی ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو کر سورۃ فاتحہ، اخلاص، تکاثر پڑھ کر کہے:

انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لا هل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء له الی الله.

یا اللہ میں نے تیرے کلام میں سے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب اس قبرستان میں

مدفون تمام اہل ایمان کو بخشتا ہوں تو وہ تمام قبرستان والے قیامت کے دن اس پڑھنے والے کی شفاعت کریں گے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۱۸۱، ج ۱۱)

اہل اسلام کا شروع سے یہ (ایصال ثواب کا) عمل رہا ہے:

ایک عجیب واقعہ:

ایک عورت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ایک جوان بیٹی تھی، وہ فوت ہوگئی، میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں۔ میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ آپ کوئی ایسی بات بتادیں جس سے میں اسے دیکھ لوں۔ آپ نے عمل بتا دیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس کی لڑکی نے تارکول کا لباس پہنا ہوا ہے، اس کی گردن میں زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ اس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا تو انہیں بہت غم ہوا۔

پھر ایک مدت گزر گئی کہ حضرت حسن بصری نے اس نوجوان لڑکی کو جنت میں دیکھا، اس کے سر پر تاج تھا۔ اس نے کہا: اے حسن! مجھے پہنچانتے نہیں ہو؟ اس عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی اور یہ بات کی تھی۔ آپ نے پوچھا: یہ کیسے ہوا جو میں یہ تم پر انعام دیکھ رہا ہوں؟ کہنے لگی ایک بار ایک آدمی یہاں سے گزرا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ اس وقت قبرستان میں پانچ مردوں کو عذاب ہو رہا تھا، آواز آئی کہ اس آدمی کے درود شریف پڑھنے کی برکت سے ان سے عذاب ہٹا دو۔

(القول البدیع صفحہ ۱۳۱، سعادۃ الدارین صفحہ ۱۲۲ اور نزہۃ المجالس صفحہ ۳۲
مکاشفۃ القلوب از امام غزالی علیہ الرحمۃ صفحہ ۶۷ پہ ستر ہزار کی تعداد بیان کی گئی ہے واللہ اعلم)

ایصال ثواب اجماعی مسئلہ ہے:

ما زال الوافی کل مصر یجتمعون ویقرء ون لموتاھم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا.

ہر جگہ لوگ اپنے مردوں کے لیے پڑھائی کرتے کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور

یہ اجماعی مسئلہ ہے۔(المظہری)

دعا سے مردے کو فائدہ ہوتا ہے۔میت کے لیے دعا کرنا حضور علیہ السلام کی سنت ہے۔مردوں کو صدقہ۔روزے۔طعام۔حج۔قرآن خوانی کا ثواب ملتا ہے۔(کتاب الروح لابن قیم، بخاری۔مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ جب زندہ شخص مُردہ کو معاف کر دیتا ہے تو اس کی معافی ہو جاتی ہے۔(کتاب الروح)

فتاویٰ نذیریہ اور فتاویٰ ثنائیہ میں بھی ایصال ثواب کو جائز لکھا گیا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۷، فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵، ۳۹)

اس طرح فتاویٰ ستاریہ جلد ۴، صفحہ ۱۵۰ پہ ایصال ثواب کا جواز موجود ہے۔

علماء دیوبند کے پیشوا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف کے ختم پر شربت بنانے کا حکم دیا اور مولانا روم علیہ الرحمۃ کی نیاز دلا کر گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھائی اور مولائے روم کو ثواب بخشا اور فرمایا کہ لوگ اس طریقہ (مروجہ) کا انکار کرتے ہیں۔اس میں کیا خرابی ہے اگر کچھ لوگ اس میں خلاف شرع کام کرتے ہیں تو ان کاموں کو روکنا چاہیے نہ کہ اصل شے کو۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۱۲۹ ملخصا)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ بخاری شریف کا ختم مصیبت کے وقت جائز ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۸۲، جلد ۱)

حالانکہ بخاری شریف تو حضور علیہ السلام کے دور میں تھی ہی نہیں جب کہ قرآن تو تھا، تو ختم بخاری کو جائز کہنے والے ختم قرآن کو کیوں ناجائز کہتے ہیں۔

مولوی بارک اللہ پیشوائے اہل حدیث نے اپنی کتاب احوال الاخرت میں لکھا ہے ''اگر چہ روایت ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں مقبول ہے کہ جمعرات کو روحیں اپنے اپنے گھروں میں آ کر ایصال ثواب کا تقاضا کرتی ہیں اسی لیے مسلمانوں کی اکثریت جمعرات کو اپنے فوت شدگان کا ختم دلاتی ہے''۔

(احوال الاخرت منظوم پنجابی صفحہ ۱۷)

نیز لکھا:

ہزار پچھتر کلمہ طیب جے پڑھ بخشے کوئی
ترت خلاص عذابوں ہووے جس نوں بخشے سوئی

یعنی جس مردے کو پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر بخشو گے اس کی عذاب سے فوراً خلاصی ہو جائے گی۔

ایک عجیب واقعہ:

بانی مدرسہ دیوبند جن کو قاسم العلوم والخیرات کہا جاتا ہے تحذیر الناس کے صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں:

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید کا رنگ اچانک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں نے مکاشفہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں پایا ہے، آپ نے پچھتر ہزار بار کلمہ شریف پڑھا ہوا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ شریف کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ اچانک نوجوان ہشاش بشاش ہو گیا آپ نے پھر سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوئی۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات:

اگرچہ کسی چیز کو ناجائز حرام کہنے کے لیے ایک مضبوط دلیل کا سہارا ضروری ہے حدیث شریف میں ہے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ. (جامع ترمذی صفحہ ۲۰۶ جلد ۱)

حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا، حرام وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جو رسول اللہ نے حلال حرام فرمایا وہ اللہ کے حلال حرام فرمائے ہوئے کی طرح ہے۔ لہٰذا کسی کو حق نہیں ہے کہ یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لے کر جس کو چاہے حلال اور جس کو چاہے حرام کرتا پھرے۔ پھر جواز کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جواز کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ناجائز ہو ورنہ ہزاروں کام اور اشیاء جن کا وجود پہلے زمانوں میں نہیں تھا اور آج ہم ان سے استفادہ کر رہے ہیں یکسر ناجائز ٹھہریں گی۔ تاہم بعض لوگ ان باتوں کی پرواہ کیے بغیر ہی اعتراض جڑ دیتے ہیں ان کے اعتراضات بمعہ مختصر جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض:

ایصال ثواب کے مروجہ تمام طریقے اگر صرف جواز کی حد تک ہوں تو ہمیں تسلیم ہے جب کہ تم قل چالیسواں وغیرہ کرانا تو فرض و لازم سمجھتے ہو۔

جواب: ہمارے کسی معتبر عالم نے اگر فرض و لازم لکھا ہو تو دکھاؤ ہم ذمہ دار ہیں ورنہ کسی جائز اور مستحب عمل کو پابندی کے ساتھ کرنا بلکہ از خود اپنے لیے ضروری اور لازم کی طرح کر لینا تو حدیث سے ثابت ہے اور اللہ کے رسول کے ہاں محبوب ہے چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے ایک دن صبح کے وقت بلا کر پوچھا اے بلال! تم کس وجہ سے جنت میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے میں جب جنت میں گیا سمعت خشخشتک امامی۔ تمہاری آہٹ کو اپنے آگے سنا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جب اذان پڑھتا ہوں اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہو جاؤں فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ روایت ان للہ علی رکعتین اور میں نے سمجھ رکھا تھا کہ

مجھ پر اللہ کے لیے دو رکعتیں لازم ہیں۔ آپ نے فرمایا بھما۔ ہاں انہی دو کاموں کی وجہ سے تجھے یہ مرتبہ ملا ہے۔ (ثابت ہوا کہ کسی اچھے عمل کو پابندی کے ساتھ کرنا اور اس کی ادائیگی لازم کر لینا ناجائز اور گناہ نہیں بلکہ بلندی درجات کا باعث ہے)۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

اسی طرح نماز چاشت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی شریف میں گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روضہ پاک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ مسجد میں نماز چاشت ادا کر رہے تھے پس ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے مسئلہ پوچھا (کہ کیا حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا تھا؟) فقال بدعة۔ تو انہوں نے جواب دیا یہ بدعت ہے۔ (یعنی حضرت ابن عمر نے لوگوں کو اس کام سے منع نہ فرمایا اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ عمل نہ کیا تھا اور اس کو بدعت حسنہ بتا دیا تبھی منع نہ کیا)

(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۹، کتاب الحج)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کبھی حضور علیہ السلام کو نماز چاشت پڑھتے نہ دیکھا تھا حالانکہ میں خود یہ نماز پڑھتی تھی۔ اور حضور علیہ السلام کبھی پسندیدہ عمل کو بھی ترک فرما دیتے تاکہ کہیں امت پہ فرض ہو جائے۔
(مسلم شریف صفحہ ۲۴۹، جلد ۱)

اور چونکہ امتی کے پسندیدہ عمل پر دوام سے فرض ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا اس لیے فرمایا: واعلموا ان احب العمل الی اللہ ادومه وان قل.
جان لو! کہ اللہ کے نزدیک (نفلی کاموں میں سے) محبوب تر عمل یہ ہے کہ جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

(مسلم شریف صفحہ ۳۷۷، جلد ۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت مسروق کو حضور علیہ السلام کے بارے میں بتایا! کان یحب الدائم (مسلم شریف صفحہ ۲۵۵، جلد ۱) کہ آپ کو ہمیشگی والا عمل پسند تھا۔

خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنا حال یہ تھا اذا عملت العمل لزمته (مسلم شریف صفحہ ۲۶۶، جلد ۱) جب کوئی (مستحب) عمل بھی شروع کرتیں تو اپنے اوپر لازم کر لیتیں۔ ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ باعث برکت کاموں کو پابندی کے ساتھ کرنا گناہ نہیں بلکہ سلف صالحین کا طریقہ ہے اور حضور علیہ السلام کا حکم ہے۔

اعتراض:

یہ اعتراض بڑے زور و شور سے کیا جاتا ہے کہ تم لوگ وقت متعین کر کے یہ عمل کرتے ہو لہٰذا ناجائز ہے۔

جواب: دنیا میں کونسا کام ہے جو وقت متعین کر کے نہیں کیا جاتا کیا خود تمہارے مدارس کے اجلاس اور دیگر تقریبات اس تعین کی زد میں آتے ہیں یا نہیں؟ باقاعدہ اشتہارات مہینہ مہینہ پہلے چھپائے جاتے ہیں کہ فلاں دن فلاں وقت فلاں مقام پر پروگرام ہوگا۔ متعین مقرر و قاری بلایا جاتا ہے (جب کہ نعت کے تم ویسے ہی دشمن ہو) یہی حال شادی بیاہ اور خوشی غمی کے مواقع کا ہے۔

ہم لوگ بھی اس تعین کو ضروری نہ سمجھتے ہوئے صرف لوگوں کی اطلاع اور سہولت کے لیے دن متعین کرتے ہیں کہ سب کو پتہ ہوتا ہے فلاں دن گیارہویں شریف کا پروگرام ہوگا۔ ورنہ اس خاص دن سے پہلے کر لو بعد میں کر لو ہر طرح جائز ہے۔ اور اس کو علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب نے بھی جائز فرمایا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

احادیث سے تعین کا ثبوت:

علاوہ ازیں احادیث مبارکہ سے بھی اس کے واضح اشارات ملتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تعین کے ساتھ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۷۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے گھر حضور علیہ السلام کا قیام ہوتا تو رات کے آخری حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین (مسلم

شریف صفحہ ۳۱۲ جلد ۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ لوگوں نے حضور علیہ السلام سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے منبر رکھنے کا حکم دیا **ووعد الناس یوما یخرجون فیہ** (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۳۲)

اور ایک خاص دن کا وعدہ کیا کہ اس دن نماز استسقاء کے لیے نکلیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سنگی (پچھنے) لگوائے **کان شفاء من کل داء**۔ وہ ہر بیماری سے بچ گیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۴۰ جلد ۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہفتے پیادہ یا سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لے جاتے **ویصلی فیہ رکعتین**۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۶۸ جلد ۱)

اور دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا ہی کرتے (مسلم صفحہ ۴۴۸ جلد ۱) امام نووی فرماتے ہیں **فیہ جواز تخصیص بعض الایام بالزیارۃ وھذا ھو الصواب**۔ اس میں زیارت کے لیے دن مقرر کرنے کا ثبوت ہے اور یہی حق وصواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے لیے ہر جمعرات کا دن مقرر فرمایا ہوا تھا۔ ایک بندے نے کہا آپ روزانہ وعظ فرمایا کریں، آپ نے فرمایا:

یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۲۔ مسلم شریف ۳۷۷)

میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں روزانہ تھکاتا رہوں۔

مذکورہ تمام روایات سے کسی بھی دینی یا دنیوی مصلحت کے لیے تاریخ کا تعین جائز اور ثواب کے زمرے میں آنا ثابت ہوا، اس لیے گیارہویں شریف یا

عرس وغیرہ کے لیے تاریخ مقرر کرنا جائز ٹھہرا۔

اعتراض:

کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنا یا دعا کرنا کہیں ثابت نہیں

جواب: براہِ کرم تم کھانا پیچھے رکھ کر ختم پڑھ لیا کرو۔ جہاں تک ثبوت کا تعلق ہے تو اتنا بھی کافی ہے کہ کھانا اللہ کی نعمت ہے اور اس نعمت کے ادب کا تقاضا ہے کہ اس کو پیٹھ پیچھے نہ رکھا جائے اور پھر کھانے والی شے سامنے ہی رکھی جاتی ہے۔

تاہم حدیث شریف میں ہے کہ خندق کے موقع پر جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو آپ نے ہانڈی سامنے رکھ کر دعا بھی کی اور اس میں لعاب دہن بھی ڈالا جس کی برکت سے چند افراد کا کھانا ستر افراد نے کھالیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۷) مسلم شریف میں ہے جو کھانا بچ گیا آپ نے اس کو جمع فرما کر پھر دعا کی وہ پہلے کی طرح ہو گیا فقال دونکم هذا۔ فرمایا اور کھالو۔

غزوہ تبوک کے سفر میں بھی یہی ہوا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بالبرکة۔ آپ نے دعائے برکت فرمائی تمام لشکر نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۸)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب آپ نے نکاح فرمایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حلوہ لے کر حاضر ہوا آپ نے تین سو کے قریب صحابہ کو بلایا اور اس حلوہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی۔ تو تین سو کو پورا ہو گیا۔

(بخاری شریف صفحہ ۷۷۶، جلد ۲، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۹)

اعتراض:

جس چیز کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے جیسے گیارہویں شریف کی نسبت غوث پاک کی طرف ہے نہ کہ خدا کی طرف۔

وما اهل به لغير الله :

جواب: اس طرح تو تمام مدارس و مساجد بھی حرام کے زمرے میں آگئیں۔
اگر غیر اللہ کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس شے سے اصل مقصود اللہ کی رضا ہی ہوتی ہے اور مذکورہ آیت سے باتفاق مفسرین جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینا مراد ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف میں بیر رومہ (کنواں) خرید ااور فرمایا فجعلتها للغنی والفقير وابن السبيل

(ترمذی صفحہ ۲۱۱ جلد ۲)

میں نے یہ کنواں ہر غنی وفقیر و مسافر کے لیے وقف کر دیا۔ نہ غنی وفقیر خدا ہے نہ مسافر، تو کیا اس کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔
جانور پر بھی بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نام بالکل جان بوجھ کر نہ لیا جائے ورنہ اگر اللہ کے نام کے ساتھ دوسروں کا نام ثواب کی نیت سے لیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے۔
چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قربانی کے دن جانور ذبح کیا تو یوں کہا:
بسم الله اللهم تقبل من محمد ومن امة محمد ومن ال محمد صلى الله عليه وسلم ثم ضحى به.

(مسلم، ابوداؤد مترجم صفحہ ۳۹۳)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اپنا، اپنی امت اور اپنی ال کا نام لے کر ذبح کیا۔
ایک حدیث میں ہے:
اللهم منک ولک عن محمد وامته بسم الله الله اكبر .

(احمد، ابوداؤد)

نماز جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے حضرت سالم بن درہم سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے لیے نکلے ایک آدمی (حضرت ابو ہریرہ) نے ہم سے کہا تمہارے علاقے میں الابلہ بستی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مجھے ضمانت دو کہ اس بستی کی مسجد عشار میں میرے لیے (ان يصلى لی) دو یا چار رکعت

نماز پڑھ کے کہو گے کہ ھذہ لابی ھریرۃ یہ نماز ابو ہریرہ کے لیے ہے کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام (اپنے خلیل) سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشار کے شہیدوں کو بدر کے شہیدوں کے ساتھ اٹھائے گا ان کے علاوہ کوئی اور نہ کھڑے ہوں گے۔ (ابوداؤ، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۶۸)

کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد عشار میں اپنے لیے نماز پڑھنے کا حکم دے کر نعوذ باللہ شرک کے مرتکب ہوئے نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ نماز تو اللہ ہی کے لیے ہوگی مگر ثواب مجھے پہنچا دینا۔ ثابت ہوا کہ گیارہویں کی نسبت غوث پاک کی طرح ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ عبادت اللہ کی ہے مگر ثواب غوث اعظم کے لیے ہے۔

ایصال ثواب کے جواز پر چند حوالہ جات:

عبادت مالیہ سے مردوں کو ثواب اور نفع پہنچتا ہے اس پر امت کا اتفاق ہے۔
(جامع البرکات، مسائل اربعین شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

شرح فقہ اکبر۔ امام اعظم، امام احمد، اور جمہور سلف صالحین کا عقیدہ۔ تذکرۃ الموتی والقبور۔ فتاویٰ عزیزی، شاہ عبدالعزیز۔ صراط مستقیم، اسماعیل دہلوی۔ التذکیر صفحہ ۹۵ جلد ۱۳ اشرف علی تھانوی۔ تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۶ گنگوہی)

اگر کسی بزرگ کی روح پاک کو ایصال ثواب کرنے کے لیے مالیدہ، دودھ اور چاول پکا کر فاتحہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۹ جلد ۱)

امام حسن و حسین کی نیاز کا کھانا جس پر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور درود شریف پڑھا گیا ہو وہ متبرک ہو جاتا ہے اور اس نیاز کا کھانا بہت ہی بہتر ہے۔
(فتاویٰ عزیزی صفحہ ۷۱، جلد ۱)

شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم ہر سال حضور علیہ السلام کے نام پر فاتحہ بارہ ربیع الاول شریف کو دلایا کرتے تھے۔ (درثمین صفحہ ۷، دعوات عبدیت)

پورے عالم اسلام میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے ایصال ثواب کے لیے

گیارھویں شریف کا ختم دلایا جاتا ہے (ماثبت من السنۃ صفحہ ۱۲۴ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اور فرمایا کہ میرے استاذ پیر امام عبدالوہاب مفتی مکی علیہ الرحمۃ اوران کے مشائخ بھی ایسا ہی کرتے)۔

پاک و ہند میں تمام علماء کے علم حدیث میں استاذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہ تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے تمام اکابرین اکٹھے ہوتے کلام اللہ کی تلاوت کرتے، غوث پاک کی مدح میں قصائد اور مناقبت پڑھتے بعد از مغرب سجادہ نشین تشریف لاتے ذکر بالجہر ہوتا لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی بعد ازاں طعام شیرینی جو بھی نیاز تیار ہوتی تقسیم کی جاتی اور بعد العشاء لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی صفحہ ۶۲)

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے کلمات طیبات فارسی صفحہ ۷۸ شاہ ولی اللہ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۹۹ جلد ۱، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۷۳، اخبار الاخیار صفحہ ۲۴، تحفہ قادریہ صفحہ ۹۰، فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساءت مصیرا ٥
(النساء آیت ۱۱۵)

اور جو رسول پاک کا خلاف کرے راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد، اور اہل ایمان کی راہ کے خلاف چلے ہم اس کو چھوڑ دیں گے اور جہنم میں داخل کریں گے جو بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

ناظرین کرام! ایصال ثواب کے متعلق رسول خدا اور اہل ایمان کا راستہ سینکڑوں کتب کے حوالے سے آپ کو معلوم ہو گیا۔ لیکن میں نہ مانوں کا کوئی علاج نہیں

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ "عام" رکھ دیا

باندازِ دیگر سمجھانے کی کوشش:

ایک صحابی (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے حضور علیہ السلام کے حکم سے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے کنواں کھدوا دیا۔ ہم کنواں نہیں کھدوا سکتے پانی کا گلاس ختم میں رکھ لیتے ہیں۔ دوسرے صحابی نے پورا باغ ہی ایصال ثواب کے لیے وقف کر دیا۔ ہم پورا باغ نہیں کر سکتے تو مختلف قسم کے تھوڑے بہت پھل رکھ لیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام اور حضرت علی المرتضیٰ ہر سال دو قربانیاں کرتے۔ حضور علیہ السلام تو اس لیے کہ ایک اپنی اور ایک اپنی امت کے لیے اور حضرت علی المرتضیٰ ایک اپنی اور ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ ہم اس سنت پر عمل کرتے ہوئے گوشت پکا لیتے ہیں اب ختم پر کیا اعتراض رہ گیا صرف یہ کہ آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں؟ چلو تم پیچھے رکھ لیا کرو۔

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا! جس کام سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان بھی ساتھ شامل ہو جاتا ہے اگر درمیان میں یاد آ جائے تو یوں پڑھ لو بسم اللہ اولہ واخرہ۔ تو شیطان نے جو کھایا ہوتا ہے قے کر دیتا ہے اور بھاگ جاتا ہے برکت واپس آ جاتی ہے۔ حالانکہ بسم اللہ شریف قرآن پاک کی پوری آیت بھی نہیں بلکہ سورۃ نمل کی آدھی آیت ہے تو جب اس آدھی آیت کی اتنی برکت ہے تو اگر ساتھ اور آیات و سورتیں پڑھ لی جائیں تو پھر کیسے ناجائز ہو گیا۔ قرآن تو ایمان والوں کے لیے شفا ہے اور رحمت ہے۔

ولا تزد الظلمین الا خسارا ٥

اور ظالموں کے لیے نقصان و بے برکتی کا باعث ہے تم خواہ مخواہ کیوں اپنے آپ کو ظالموں میں شمار کرتے ہو۔ اچھی چیز کو اپنے منہ سے حرام کہتے ہو اور جس کو زبان رسالت نے فاسق قرار دیا ہے اس کو شوق سے کھاتے ہو۔

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کر چلے

☆ عاص بن وائل دشمن رسول تھا اس کے بیٹوں میں سے دو مسلمان تھے ہشام اور عمرو۔ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے فائدے کے لیے غلاموں کو آزاد کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انہ لو کان مسلما فاعتقتم او تصدقتم عنہ او حججتم عنہ بلغہ ذلک. (سنن ابوداؤد)

اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم غلام آزاد کرتے یا اس کی طرف سے صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اس کو ضرور فائدہ ہوتا۔

جو اپنے مردوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ یہ کام کر کے ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور جو یہ کام نہیں کرتے وہ پتہ نہیں اپنے مرنے والوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ...... پاکستان بننے سے پہلے ایک قوم تھی جو بارہ سے بہت گھبراتی تھی اگر صحیح ٹائم بھی بتا دیا جاتا تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے کہ ہمیں چھیڑنے کی وجہ سے "بارہ بجے" کہا جاتا ہے اور یہ بھائی گیارہ سے گھبراتے ہیں، نہ ان کا بارہ سے گھبرانا ہمیں سمجھ آیا نہ ان کا گیارہ سے گھبرانا سمجھ میں آیا۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے کیونکہ طبیعتیں ملتی جلتی ہیں صرف ایک گھنٹے کا ہی فرق ہے۔

ثبوت کیا ہے؟ کس کا گیارہ کا؟ **من جاء بالحسنہ فلہ عشر امثالھا**۔ جو ایک نیکی کرے اس کو دس اور ملیں۔ دس یہ ایک وہ گیارہ۔ ایک کو دوبارہ لکھو تو گیارہ ہو گیا۔ گیارہ کے عدد کو دائیں سے دیکھو پھر بھی ایک (توحید کا جلوہ) نظر آئے بائیں سے دیکھو تو بھی توحید کا رنگ ہی نظر آئے گا۔ گیارہ کا کام سوئی کو بارہ کی طرف لے جانا ہے اور بارہ کا کام پھر ایک کی طرف لے کر آنا ہے

گیارہویں غوث پاک کی بارہویں رسول پاک کی، گیارہویں والا بارہویں والے کی طرف لے کر جاتا ہے اور بارہویں والا (الھکم الہ واحد) ایک اللہ کی طرف لے کر جاتا ہے بارہ پر وقت کی انتہا ہے اور بارہویں والے پہ عظمت انسانیت کی انتہا ہے اور گیارہویں والے پہ ولایت کی انتہا ہے۔

دوسرے ولیوں کا عرس سال بعد آتا ہے اور غوث پاک کا ہر مہینے میں آتا ہے ان کے صرف مرید عرس مناتے ہیں غوث پاک کا عرس سارے پیر مناتے ہیں کیونکہ دوسرے صرف مریدوں کو نوازتے ہیں۔ غوث پاک کا فیض تمام سلسلوں تک جاتا ہے اس لیے ہر سلسلے والے گیارہویں دیتے ہیں۔ اور صرف بغداد میں نہیں ساری دنیا میں۔ کیونکہ جس سے کام لینا ہو اس کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔ غوث پاک وہ ہیں کہ جو اس دنیا میں اور آخرت میں سب کے کام آنے والے ہیں۔

لوہا معمولی سا بھی ہو تو پانی میں ڈوب جاتا ہے اور کشتی میں ہزاروں لوہے کے کیل ہوتے ہیں مگر کشتی کے دامن میں آ کر تیرتے رہتے ہیں ہمارے اعمال تو ہمیں ڈبونے والے ہیں غوث پاک کا دامن نصیب ہوا تو کہیں بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا تر رہا ہے کہیں ہم جیسے گنہگار غوث پاک کی غلامی پر ناز کرتے ہوئے مچل رہے ہیں کیونکہ المرء مع من احب (حدیث)

اہل اللہ پل صراط سے گزرنے لگیں گے تو جہنم ٹھنڈی ہو جائے گی کیوں؟ اس لیے تاکہ ان اللہ والوں کے دامن سے وابستہ مریدین اسی دوران جہنم کو عبور کر جائیں کہ اللہ کو اپنے محبوب بندوں کی نسبت کا بڑا حیا ہے۔ غوث پاک نے اسی شان محبوبیت میں فرمایا

مریدی لا تخف اللہ ربی

اے مرید گھبرا نہیں اللہ اپنا ہی رب ہے۔ اور فرمایا میرا مرید مسلمان ہو کر ہی مرے گا یہی تو اللہ چاہتا ہے کہ فلا تموتن الا وانتم مسلمون ٥ نہ مرو مگر مسلمان ہو کر۔

گیارہویں شریف حالات وواقعات کی روشنی میں:

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو گیارہویں والا پیر اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ ایک روایت کے مطابق آپ کے گیارہ صاحبزادے تھے اور سارے کسی نہ کسی مہینے کی گیارہ تاریخ کو ہی پیدا ہوئے، گیارہ کو ہی فوت ہوئے، آپ کا سلسلہ والدہ کی طرف سے گیارہ واسطوں کے ساتھ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور والد کی طرف سے گیارہ ہی واسطوں سے امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، جو آپ کے مدرسہ میں طالب علم داخل ہوتا اس کو چاند کی گیارہ تاریخ کو ہی فارغ کر کے سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازا جاتا۔

یہ حقیقت ساری دنیا کے سامنے عیاں ہے کہ ایک مدرسہ ہندوستان میں قائم ہوا جب اس کے قیام کو سو سال ہوئے تو "صد سالہ جشن دیوبند" بڑی دھوم دھام سے منایا گیا علماء کے اجتماع میں اندرا گاندھی کی صدارت رکھ کر علماء کی تذلیل کی گئی۔ ہمیں اعتراض نہیں لیکن اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ جس دن کوئی اہم واقعہ ہوا ہو اس کو جشن یا یادگار کے طور پر منانا جائز ہے آیئے دیکھتے ہیں گیارہ تاریخ کو کون کون سے واقعات رونما ہوئے جس سے آپ جان جائیں گے کہ اگر ایک مدرسہ کے قیام کے دن جشن منایا جا سکتا ہے تو اس قدر عظیم الشان، بے شمار واقعات کے ظہور والے دن محفل گیارہویں شریف کیوں نہیں منائی جا سکتی۔ لیکن اس سے پہلے گیارہویں شریف کے موضوع پر ایک دلچسپ منظوم مکالمہ قارئین کی نظر کیا جاتا ہے۔

بسلسلہ گیارہویں شریف ایک دلچسپ مکالمہ:

بندہ مسلماں ایک تھا، عقیدہ اس کا نیک تھا،
تھا غوث پر اس کو یقین، اس نے پکائی گیارہویں
اور سادگی سے بے خبر، لے آیا اک مُلّاں کو گھر

ملاں تھا سنی ظاہراً، پکا وہابی باطناً......
کھانے کا سن کر آگیا، سب اس کے چاول کھا گیا
پھر پوچھنے کھا کر لگا، دعوت یہ کیسی تھی بتا
کہنے لگا وہ مرد دیں، تھی غوث کی یہ گیارہویں
یہ نام عالی جب سنا، نجدی وہیں جل بھنا
غصہ میں یوں بکنے لگا، یہ شرک تو نے کیا کیا؟
الفاظ سن لے تو میرے، چاول تیرے ضائع گئے
نجدی بڑا بے باک ہے بے باک اور چالاک ہے
پہلے تو کھانا کھالیا، پھر شرک کا فتویٰ دیا
سنی نے پھر اس سے کہا، میرا بھی فتویٰ سنتا جا
چاول جو تو نے کھا لیے بے شک وہ ضائع ہو گئے
مجھ کو مگر پروا نہیں، میرا تو کچھ بگڑا نہیں
ناغہ میرا اس پل سہی، یہ گیارہویں پھر کل سہی
اور آج میں سمجھوں گا یوں دل کو تسلی دوں گا دوں
کتا میرے گھر آگیا، سب میرے چاول کھا گیا

وہ عظیم واقعات دن دسواں اور رات گیارہویں کو وقوع پذیر ہوئے

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (القرآن)

اور ان کو اللہ کے دن یاد کراؤ۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بنایا گیا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔

- ☆ حضرت آدم علیہ السلام دوبارہ جنت میں داخل ہوئے۔
- ☆ حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار بنی۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی قربانی دی۔
- ☆ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا میں راستے بنے۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلی دفعہ کوہ طور پر گئے۔
- ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھایا۔
- ☆ حضرت زکریا علیہ السلام کو آرا چلا کر شہید کیا گیا۔
- ☆ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔
- ☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یوسف علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔
- ☆ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر تشریف لائے۔
- ☆ حضرت یوسف علیہ السلام تخت نشین ہوئے۔
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس ہوئی۔
- ☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہوئی۔
- ☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی۔
- ☆ حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھایا گیا۔
- ☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا اظہار اس دن ہوا۔
- ☆ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔
- ☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کا مقام ملنے کا دن۔

☆ قلم قدرت کو پیدا کیا گیا۔
☆ لوح محفوظ کو پیدا فرمایا گیا۔
☆ قلم نے لوحِ محفوظ پر تقدیر عالم کو لکھنا شروع کیا۔
☆ چاند، سورج، ستاروں کو پیدا فرما کر منور کرنے کا دن۔
☆ آسمانوں کو چاند، سورج، ستاروں سے زینت دینے کا دن۔
☆ دوزخ، جنت اور حوض کوثر کو پیدا کیا گیا۔
☆ حوروں، فرشتوں، غلمان، رضوان کو پیدا فرمایا۔
☆ جنت کے محلات تعمیر کرنے کا دن۔
☆ زندگی کو زندگی ملنے اور موت کو پیدا کرنے کا دن۔
☆ پہاڑوں کو زمین کی میخیں بنانے کا دن۔
☆ زمین و آسمان کو پیدا کرنے کا دن۔
☆ سمندروں، دریاؤں کو پیدا کرنے کا دن۔
☆ پہلی بارش کے نزول کا دن۔
☆ خانہ کعبہ کی بنیاد رکھنے کا دن۔
☆ حجِ بیت اللہ کے قبول ہونے کا دن۔
☆ قربانی دینے کا دن۔
☆ یزید کی حقیقی موت کا دن۔

اور

☆ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام سے دستار ملنے کا دن

مسلمان بھائیو! جب قیامت آئے گی، ہر شخص کو اپنی پڑی ہوگی، اس دن نہ باپ بیٹے کا اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ ہر آدمی ایک ایک نیکی کے لیے ترس رہا ہوگا وہ بھی دن دسواں اور رات گیارہویں کی ہوگی۔

دیوبند کے قیام کے دن جشن منانا جائز؟ اور اتنے عظیم واقعات کے ظہور

والے دن محفل کرنا ناجائز؟؟ آخر کیوں؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی صفحہ ۳۴ جلد ۳، عجائب المخلوقات صفحہ ۴۴، غنیۃ الطالبین صفحہ ۵۳، جلد ۲، نزہۃ المجالس صفحہ ۱۷۴، جلد ۲، ماثبت من السنۃ صفحہ ۱۹)

کسی پنجابی شاعر نے ان تمام واقعات کو شعروں میں یوں قلم بند کیا ہے۔

دن دسواں تے رات یارہویں

رب دی رحمت دا مینہہ پیا پہلا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
حکم اکــب دا قلم نوں ہویا جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
جس دن زمیں آسمان تے فرش بنیاں
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
نور نبی وچوں لوح و قلم بنیاں
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
پیدا ہوئے پہاڑ دریا جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ایہہ تارے ، ملائکہ ہوئے پیدا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
حضرت آدم ، عیسیٰ ، وی ہوئے پیدا

دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
حضرت آدم دا ہویا وصال جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ابراہیم تے نار گلزار ہوئی
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
حضرت نوح دا بیڑا جد پار لگا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
اسماعیل دے گلے تے چھری چلی
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ادر لیس عیسیٰ آسمان تے گئے زندہ
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
نبی پاک دا دند شہید ہویا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
آیت مــــاتــقــدم جد ہوئی نازل
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ٹل گئی بلا ایوب اُتوں
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
نکلے مچھلی دے پیٹ چوں نبی یونس
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ہوئی بخشش سی نبی داؤد اُتے
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی

ملیا ملک واپس سلیمان تائیں
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
حضرت یوسف یعقوب دا میل ہویا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
علی اصغر دے گلے تے تیر لگا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
جس دن شاہ حسین شہید ہوئے
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
مولا کُـــن فرمایا تے بنی دنیا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ایس دنیا دا سازو سامان نبیاں
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
جسم آدم دا بنیاں تے روح پھونکی
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
سجدہ آدم نوں کیتا فرشتیاں نے
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
خانے کعبے دی بنی دیوار جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ابراہیم نوں تخا دے وچہ پایا
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ویلے نوح دے بڑا طوفان آیا

دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
یوسف کھوہ وچہ سٹیا سی جد بھائیاں
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
قوم لوط دی تے ہویا قہر نازل
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
حضرت موسیٰ نوں طور تے پیا جلوہ
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
توبہ آدم دی جدوں منظور ہوئی
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
بنیاں مصر دا یوسف سردار جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
ملیا یوسف نوں ویر غمخوار جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
غوث آیا بغداد دیار جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
میراں تاریا سی بیڑا پار جس دن
دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی

ہمارا کام کہہ دینا ہے "یارو"
کوئی آگے مانے یا نہ مانے

خیر اندیش:۔

اضعف العباد: غلام حسن قادری، خادم مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف حضرت داتا گنج بخش روڈ لاہور۔

۶ جمادی الاخری ۱۴۲۵ھ بروز پیروار، پیران پیر کی عظمت کا یہ مجموعہ مکمل ہوا۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی الہامی دُعا

''جس کی وجہ سے وہ فرشتوں میں مقبول ہوئے''

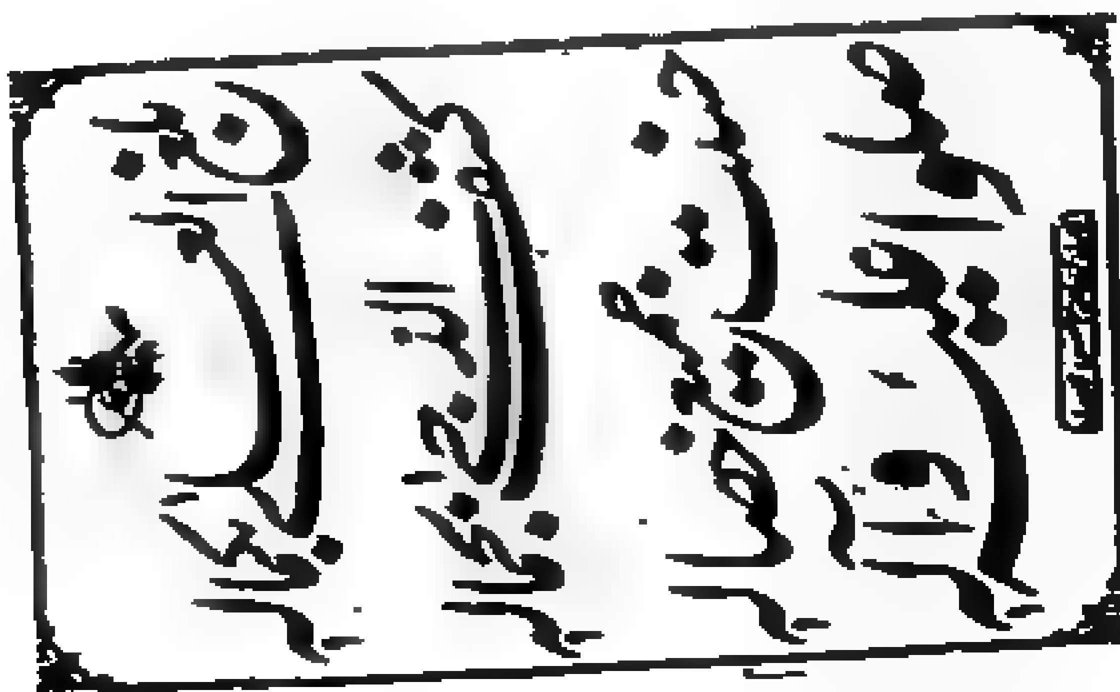
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میرے پاس جبرئیل امین آئے ابھی وہ موجود ہی تھے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آ گئے۔ جبرئیل امین نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے یہ ابوذر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل امین! آپ ابوذر کو جانتے ہیں؟ وہ بولے جی ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا۔ یقیناً ابوذر زمین والوں سے زیادہ آسمان والوں میں جو مشہور و مقبول ہیں۔ تو اس دعا کی وجہ سے ہیں جو یہ روزانہ دو بار مانگتے ہیں۔ اس پر فرشتوں کو حیرت ہے، آپ انہیں بلا کر دعا کے بارے میں پوچھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ابوذر! کون سی دعا ہے جو تم روزانہ دو بار مانگتے ہو؟ حضرت ابوذر نے عرض کیا! جی ہاں! میرے آقا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ دعا میں نے کسی انسان سے نہیں سنی۔ بلکہ یہ دس جملے اللہ نے مجھے الہام کیے ہیں۔ اور ہر روز میں دو بار انہی کے ذریعے دعا مانگتا ہوں۔ پہلے قبلہ رو ہو کر تھوڑی دیر تسبیح کرتا ہوں۔ پھر لا الہ الا اللہ تھوڑی دیر پڑھتا ہوں پھر تھوڑی دیر الحمد اللہ پڑھتا ہوں۔ پھر تھوڑی دیر تکبیر پڑھتا ہوں پھر یہ دعا پڑھتا ہوں جبرئیل امین نے یہ سن کر کہا! اے اللہ کے پیغمبر! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا آپ کی امت کا کوئی شخص بھی یہ دعا مانگے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ اور زمین کی ریت سے زیادہ ہوں۔ آپ کے کسی بھی اُمتی کے سینے میں یہ دعا ہوگی تو جنت اس کی مشتاق ہو گی اور دو فرشتے اس کے لیے مغفرت مانگتے رہیں گے۔ اور جنت کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے۔ فرشتے اعلان کریں گے اے اللہ کے دوست! جس

دروازے سے تو چاہے جنت میں داخل ہو جا۔

(کنز العمال صفحہ ۶۷۹ جلد ۲، حدیث نمبر ۵۰۵۵)

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا دَآئِمًا وَّاَسْأَلُکَ قَلْبًا خَاشِعًا وَاَسْأَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّاَسْأَلُکَ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّاَسْأَلُکَ دِیْنًا قَیِّمًا وَّاَسْأَلُکَ الْعَافِیَةَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّةٍ وَّاَسْأَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَةِ وَاَسْأَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَةِ وَاَسْأَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ وَاَسْأَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ"

ترجمہ: "یا اللہ! میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والے ایمان کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے عاجزی وانکساری کرنے والے دل کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے کارآمد علم کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے سچے یقین کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے پختہ اور مضبوط دین کا سوال کرتا ہوں اور میں ہر بلا سے امن میں رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور پوری طرح امن میں رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمیشہ عافیت میں رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں امن ملنے پر شکر گزار رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں لوگوں سے بے پرواہ رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔"



ماخذ و مراجع

﴿ ا ﴾

(1) القرآن الکریم

(2) الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی

(3) احیاء علوم الدین از علامہ ابوالحامد محمد بن غزالی شافعی

(4) الطبقات الکبریٰ از علامہ عبدالوہاب شعرانی

(5) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی

(6) الافاضات الیومیہ از مولوی اشرف علی تھانوی

(7) امداد الفتاویٰ المعروف فتاویٰ اشرفیہ از مولوی اشرف علی تھانوی

(8) التذکیر از مولوی اشرف علی تھانوی

(9) امداد المشاق الی اشرف الاخلاق از مولوی اشرف علی تھانوی

(10) اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی

(11) الفرقان بین الاولیاء الرحمان والاولیاء الشیطان از ابن تیمیہ

(12) المنجلی فی تطور الولی از حافظ جلال الدین سیوطی عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی

(13) الخصائص الصغریٰ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی

(14) الاتقان فی علوم القرآن از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی

(15) الابریز از شیخ محمد عبدالعزیز دباغ

(16) القول الجمیل از شاہ ولی اللہ دہلوی

(17) الیواقیت الجواہر از علامہ عبدالوہاب شعرانی

(18) القول البدیع از علامہ محمد بن عبدالرحمان سخاوی

(19) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ از علامہ ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی
(20) الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ از علامہ ابوالفرج جمال الدین ابن جوزی حنبلی
(21) امداد السلوک از مولوی رشید احمد گنگوہی
(22) اتحاف النبلاء از نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد)
(23) اشرف السوانح از مولوی عزیز الحسن دیوبندی
(24) احوال الآخرت از مولوی بارک اللہ لکھنوی
(25) القاموس الوحید از علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی
(26) المنجد فی اللغۃ والاعلام از لوئیس معلوف
(27) الحقائق فی شرح الحدائق (شرح حدائق بخشش) از علامہ محمد فیض احمد اویسی
(28) البرہان المؤید از
(29) الترغیب والترہیب از حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری
(30) الفیوضات الربانیہ از
(31) العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خاں بریلوی

﴿ ب ﴾

(32) بہجۃ الاسرار از شیخ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی
(33) بہار شریعت از علامہ مفتی امجد علی اعظمی
(34) بحر الرائق شرح کنز الدقائق از علامہ محمد ابن نجیم
(35) بوادر النوادر از مولوی اشرف علی تھانوی
(36) بغیۃ الوعاۃ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
(37) بوستان سعدی از شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی

﴿ ت ﴾

(38) تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی
(39) تفسیر قرطبی از علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی انصاری
(40) تحفۂ قادریہ از علامہ ابوالمعالی محمد سلمی القادری

(41) تذکرۃ الرشید از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی

(42) تبلیغی نصاب از مولوی محمد زکریا سہارنپوری

(43) تاریخ اہل حدیث از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی

(44) تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) از امام فخر الدین محمد بن عمر ضیاء الدین الرازی

(45) تفسیر مظہری از قاضی محمد ثناء اللہ مظہری پانی پتی

(46) تفسیر ستاری از مولوی عبد الستار دہلوی

(47) تفسیر عزیزی از شاہ عبد العزیز دہلوی

(48) تحذیر الناس از مولوی محمد قاسم نانوتوی

(49) تفسیر احکام القرآن از امام ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی

(50) تفسیر ضیاء القرآن از جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

(51) توحید و شرک کا صحیح معنی اور مفہوم از مفتی غلام حسن قادری

(52) تفریح الخاطر از علامہ عبد القادر اربلی

(53) تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقی حنفی

﴿ پ ﴾

(54) پیمانِ شب از پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

﴿ ج ﴾

(55) جامع کرامات اولیاء از امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی

(56) جامع ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

(57) جمال الاولیاء از مولوی اشرف علی تھانوی

(58) جلیل الفتوح از

(59) جامع الاحادیث از مولانا محمد حنیف خان بریلوی

﴿ ح ﴾

(60) حدائق بخشش از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان بریلوی

(61) حصن حصین از علامہ ابو الخیر محمد بن محمد الجزری

(62) حیاۃ الحیوان از علامہ کمال الدین دمیری
(63) حلیہ شریف از مولوی غلام احمد کولوتارڑ
(64) حسن المحاضرہ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
(65) حیات اشرف از مولوی غلام محمد

﴿ خ ﴾

(66) خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
(67) خلاصۃ الوفاء از شیخ سید شریف الدین علی بن احمد سمہودی
(68) خزینۃ الاصفیاء از مولانا غلام سرور قادری لاہوری
(69) خزائن الادویہ از حکیم محمد نجم الغنی رائے پوری

﴿ د ﴾

(70) دعوات عبدیت از مولوی اشرف علی تھانوی
(71) دلائل النبوۃ از امام مستغفری
(72) درثمین از شاہ ولی اللہ دہلوی
(73) دلائل النبوۃ از امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی

﴿ ذ ﴾

(74) ذوق نعت از میاں محمد حسن رضا خاں بریلوی
(75) ذکر رضا (منظوم سیرت اعلیٰ حضرت) از مولانا محمود جان رضوی جودھپوری

﴿ ر ﴾

(76) ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی از علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین
(77) روض الریاحین از علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی
(78) ریاض الصالحین از امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی

﴿ ز ﴾

(79) زبدۃ الآثار از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی

﴿ س ﴾

(80) سفینۃ الاولیاء از دار شکوہ

(81) سخن رضا مطلب ھائے حدائق بخشش از صوفی محمد اول شاہ قادری رضوی

(82) سیرت غوث الثقلین از علامہ ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری

(83) سیرت غوث اعظم از علامہ ابوالبیان داؤد احمد فاروقی

(84) سنن نسائی از امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی

(85) سنن ابن ماجہ از امام ابوعبداللہ محمد ابن ماجہ

(86) سنن ابوداؤد از امام سلیمان بن الاشعث ابی دواؤ سجستانی

(87) سر الاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار از شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم

(88) سیرت ابن اسحاق از محمد بن اسحاق بن یسار

(89) سعادۃ الدارین از امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی

(90) سیرت ابن ہشام از علامہ محمد بن عبدالملک ہشام

﴿ ش ﴾

(91) شمائل ترمذی از امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

(92) شان مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ بلفظ انا از مفتی غلام حسن رضا قادری

(93) شعب الایمان از امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی

(94) شرح مسلم الثبوت از علامہ عبدالحق خیر آبادی

(95) شفا العلیل وبل الغلیل فی ترجمہ القول الجلیل از علامہ ابن عابد بن محمد امین آفندی

(96) شمائم امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی

(97) شاہنامہء اسلام از ابوالاثر حفیظ جالندھری

﴿ ص ﴾

(98) الصحیح البخاری از امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

(99) الصحیح المسلم از امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری

(100) صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی

﴿ ط ﴾

(101) طریقہ مولود شریف از مولوی اشرف علی تھانوی
(102) طبرانی شریف از امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی

﴿ ع ﴾

(103) عیون زم زم از مولوی عنایت اللہ گجراتی
(104) عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین الدین سہروردی
(105) عجائب المخلوقات از

﴿ غ ﴾

(106) غیاث اللغات از
(107) غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم

﴿ ف ﴾

(108) فتاوٰی نذیریہ از مولوی نذیر احمد دہلوی
(109) فتوحات مکیہ از شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی طائی المعروف ابن عربی
(110) فیض الباری شرح صحیح البخاری از مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی
(111) فتاوٰی رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوھی
(112) فی مراۃ الجنان از سید عبداللہ بن اسعد یافعی
(113) فقہ شہنشاہ از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان بریلوی
(114) فتوح الغیب از شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم
(115) فقہ محمدی از مولوی ابوالحسن
(116) فتاوٰی ستاریہ از مولوی عبدالستار دہلوی
(117) فتاوٰی ثنائیہ از مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری
(118) فتاوٰی ھندیہ المعروف فتاوٰی عالمگیریہ از علامہ نظام الدین بمعہ پنج صد علمائے ہند
(119) فتح البیان از نواب صدیق حسن خان بھوپالی
(120) فتاوٰی عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی

(121) فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
(122) فیض القدیر شرح جامع صغیر از علامہ عبدالرؤف مناوی شافعی
(123) فیروز اللغات (اردو جامع) از مولوی فیروز الدین لاہوری

﴿ ق ﴾

(124) قصیدہ بردہ شریف از امام شرف الدین بوصیری
(125) قلائد الجواہر از علامہ محمد بن یحییٰ حلبی

﴿ ک ﴾

(126) کرامات امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
(127) کلیات اقبال (اردو، فارسی) از ڈاکٹر علامہ محمد اقبال
(128) کفایت المفتی از
(129) کشف الظنون عن اسامی کتب والفنون از علامہ کاتب چلپی
(130) کتاب العقائد از علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
(131) کبریت احمر از علامہ عبدالوہاب شعرانی
(132) کتاب الروح از علامہ شمس الدین محمد بن ابوبکر ابن قیم جوزی
(133) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال از علامہ محمد علی متقی بن حسام الدین
(134) کلمات طیبات از شاہ ولی اللہ دہلوی
(135) کلام باہو از سلطان باہو
(136) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خاں بریلوی
(137) کشف المحجوب از ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش
(138) کلام میاں محمد بخش از میاں محمد بخش

﴿ گ ﴾

(139) گیارہویں شریف از علامہ ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری
(140) گلستان سعدی از شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی

﴿ ل ﴾

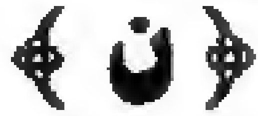
(141) لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی

(142) لمعات علی شرح مشکوۃ از امام ابوالحامد محمد بن غزالی شافعی
لباب التاویل المعروف تفسیر خازن از علامہ علاءالدین علی بن محمد ابراہیم الخازن شافعی

﴿ م ﴾

(143) مشکوۃ المصابیح از امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب
(144) مکتوبات شریف از شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی
(145) ملفوظاتِ فیوض الرحمان از
(146) ملفوظات اعلیٰ حضرت از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان بریلوی
(147) مدارک التنزیل المعروف تفسیرِ نسفی از امام عبداللہ بن احمد نسفی
(148) مواہب الدنیہ از امام احمد بن محمد عسقلانی
(149) مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
(150) مہرِ منیر از مولانا فیض احمد فیض
(151) مثنوی از مولانا جلال الدین رومی
(152) مقالات احسان از نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد)
(153) مسند الفردوس از شہردار بن شیرویہ دیلمی
(154) مکائد الشیطان از امام ابوبکر بن ابی الدنیا
(155) مسند ابویعلیٰ موصلی از علامہ احمد بن علی موصلی تمیمی
(156) مواعظ الکبریٰ از علامہ عبدالوہاب شعرانی
(157) مظہر جمال مصطفائی از صوفی نصیر الدین ہاشمی رضوی
(158) مرثیہ از مولوی محمود الحسن دیوبندی
(159) منصب امامت از مولوی اسماعیل دہلوی
(160) ملفوظ الغاشیہ از
(161) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح از علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی
(162) مکاشفۃ القلوب از امام ابوالحامد محمد بن غزالی شافعی
(163) مسند امام احمد بن حنبل از امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل

(164) ما ثبت من السنۃ از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
(165) ملفوظات عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی
(166) مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح از مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی



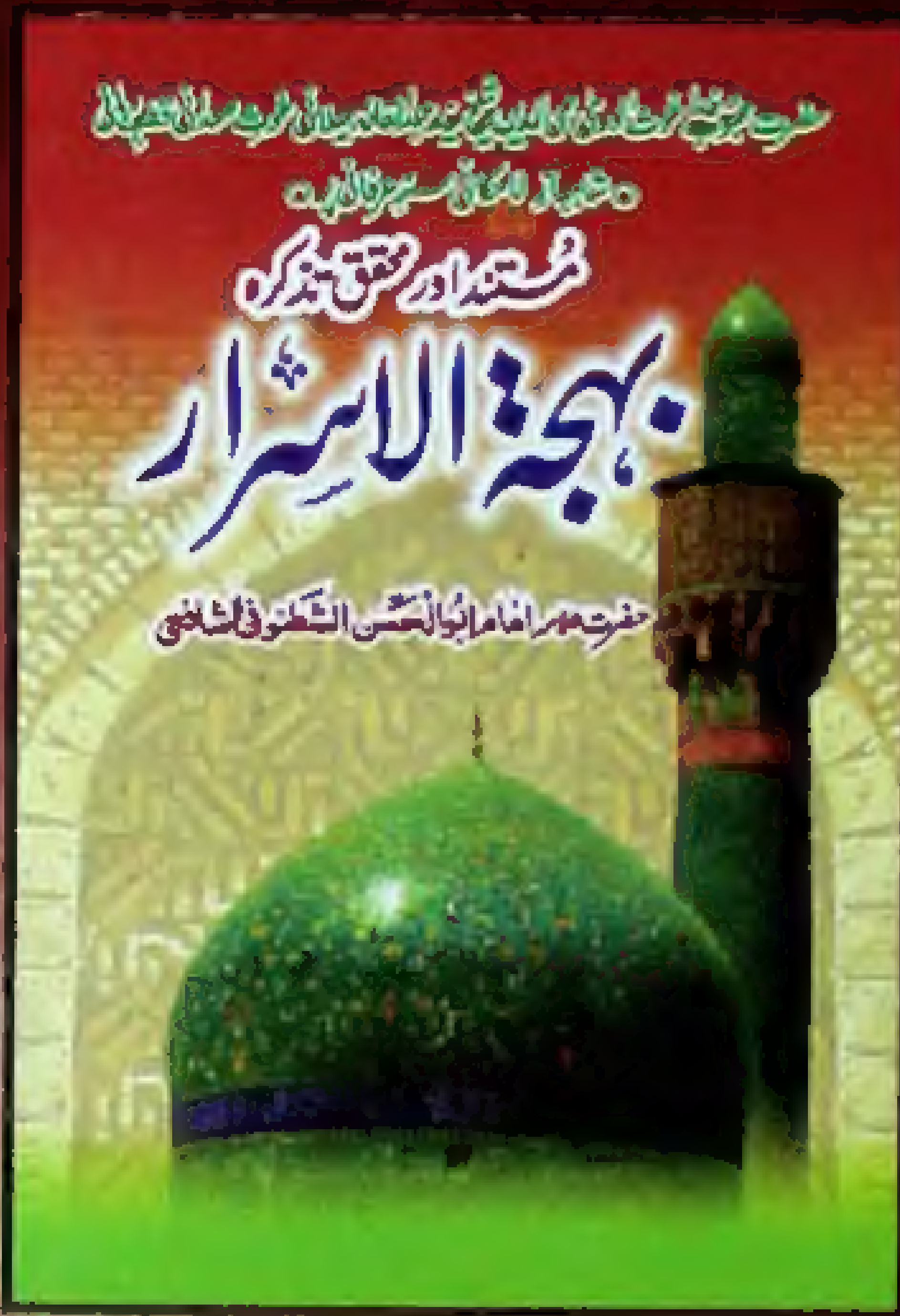
(167) نزھۃ المجالس از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
(168) نزھۃ المجالس از امام عبدالرحمان صفوری
(169) نیل الاوطار از قاضی محمد بن علی شوکانی
(170) نزل الابرار از مولوی وحید الزمان حیدرآبادی (غیر مقلد)
(171) نوادر الاصول از امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
(172) نہایۃ الدرایۃ فی اسماء الرجال القرآۃ از ابوالخیر محمد بن محمد الجزری
(173) نزھۃ البساطین از مولوی اشرف علی تھانوی
(174) نفحات الانس از مولانا عبدالرحمان جامی
(175) نزھۃ الخاطر الفاتر از علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی

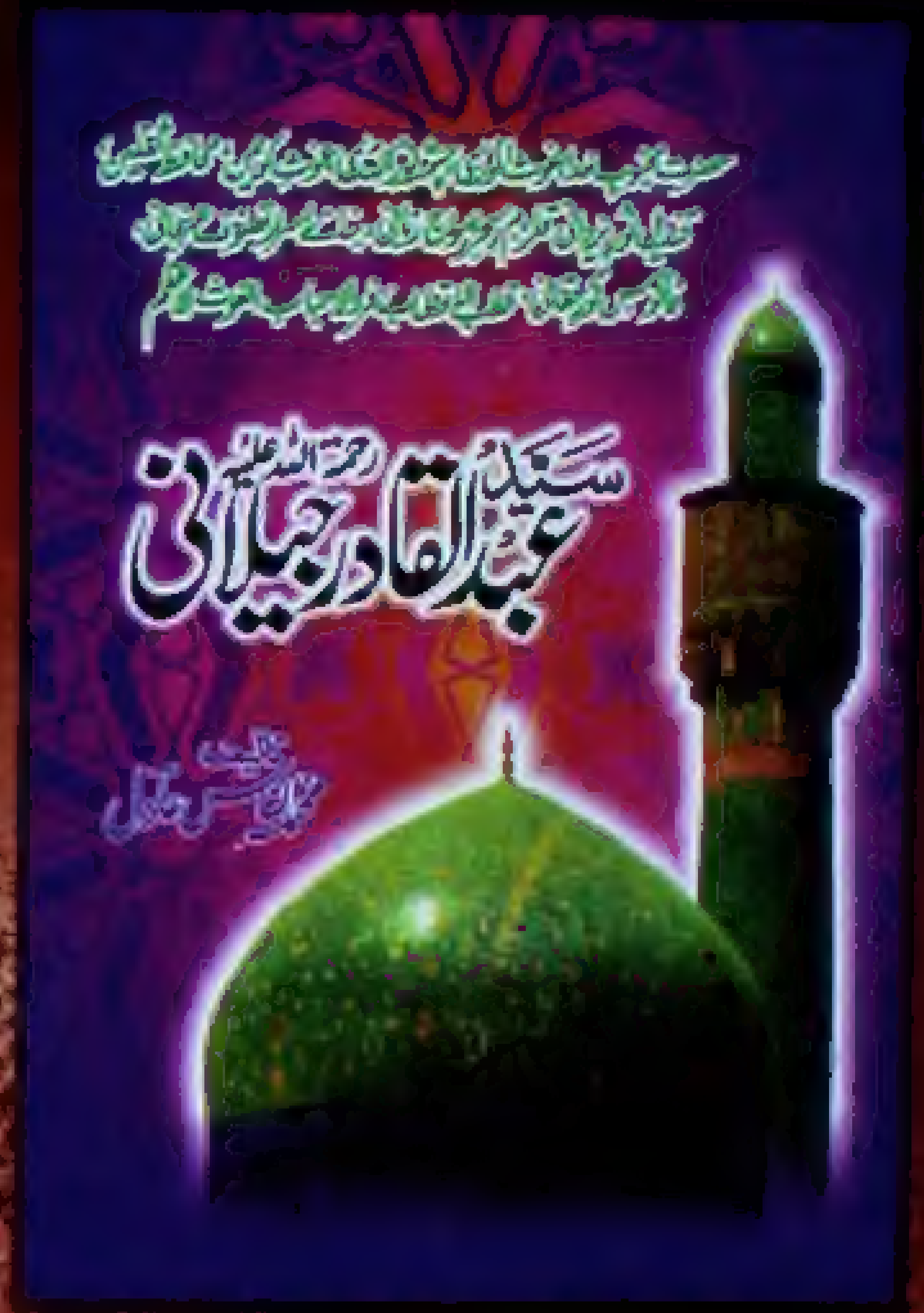


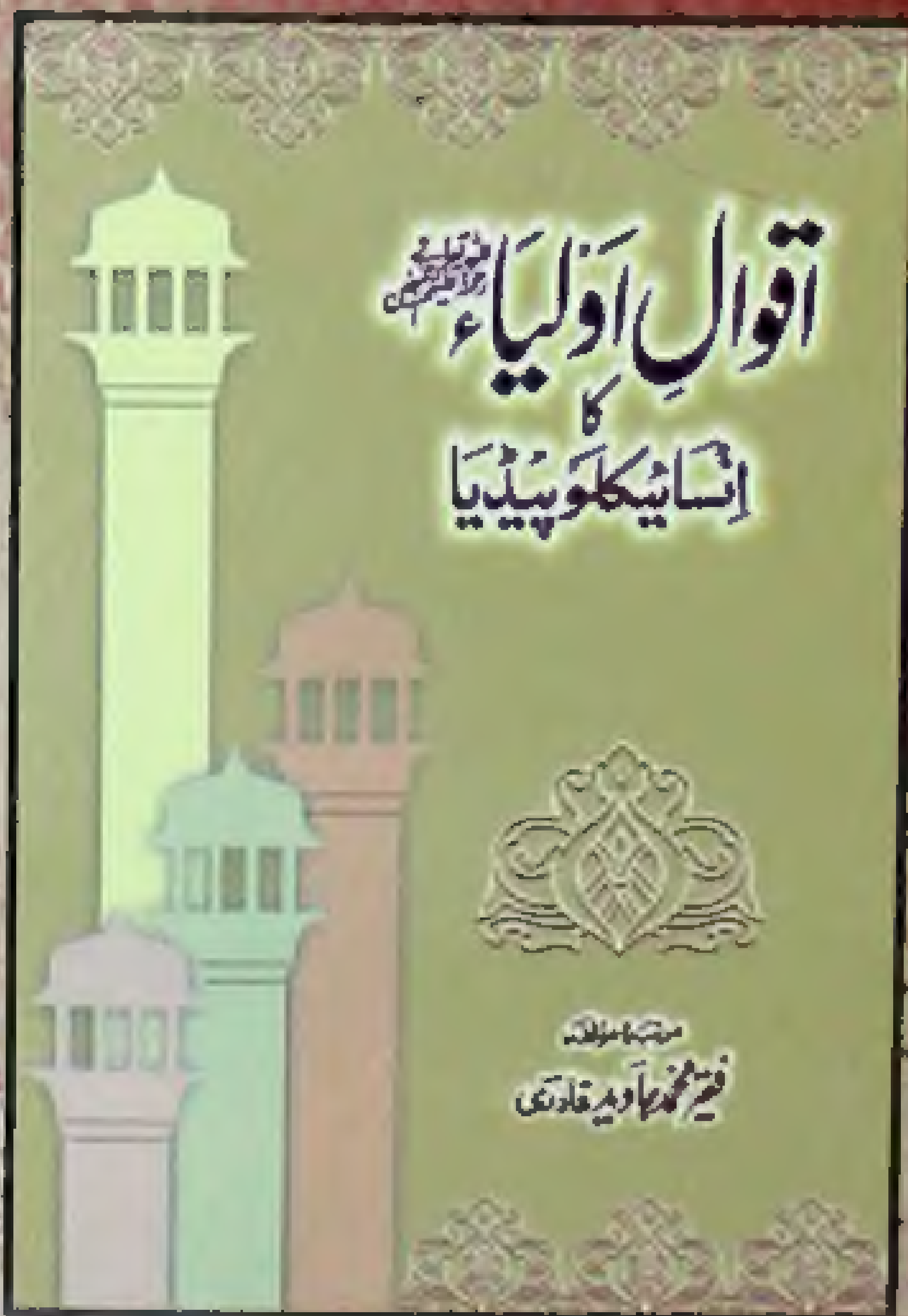
(176) ھمعات از شاہ ولی اللہ دہلوی
(177) ہدیۃ المہدی از مولوی وحید الزمان (غیر مقلد)

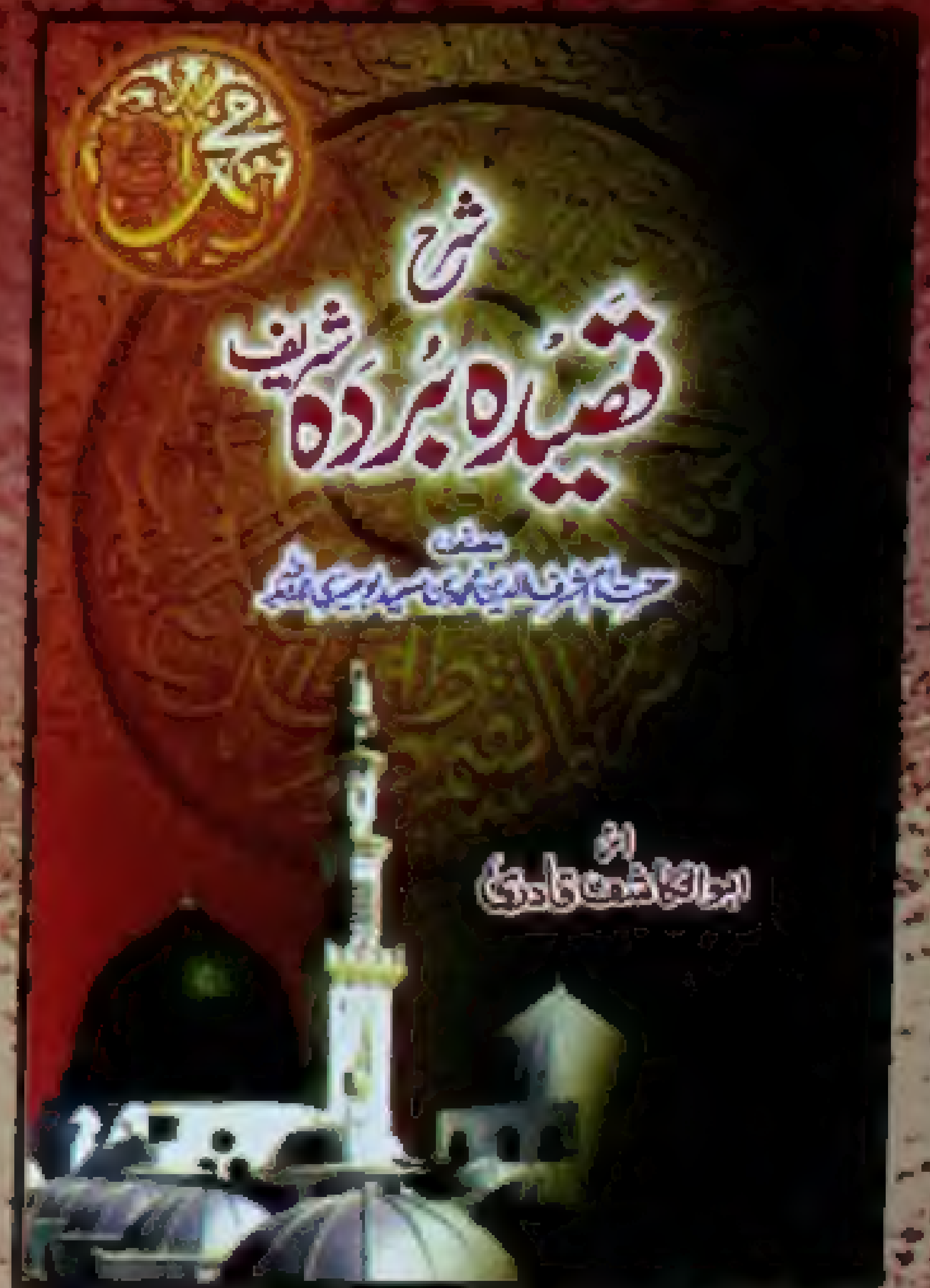
اخبارات ورسالہ جات

(1) نوائے وقت، 1 جنوری، 1964ء، لاہور
(2) خدام الدین، 1 اکتوبر، 1971ء
(3) اخبار اہل حدیث، ستمبر، 1954ء، امرتسر
(4) اخبار اہل حدیث، 1915ء، امرتسر
(5) اخبار اہل حدیث، اپریل 1930ء، امرتسر
(6) اخبار اہل حدیث، نومبر 1913ء، امرتسر
(7) جہان رضا، فروری، 2005ء، لاہور









مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور